

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَآلُهُ

کتاب جواب حالات قطب الانشاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ موسومہ موعود بہ

مغلاطریقت

معروف بہ

فضایل عزیزتہ

ترجمہ محمد عبدالرحیم صاحب ضیاء سلسلہ نقشبانیہ اکبریان محمد علی الدین مالک طبع

مطبع گزٹا واقع کراچی
دری متین نفع جید و مطبوعہ

فہرست مقالات طریقت

۱	نسب نامہ	۲۵	مقالہ دوم در متعلیٰ علوم طریقت	۶۲	نان وائی کا قصہ
۵	ذکر شیخ وجہ الدین شہید	۶۶	سین پڑھانا حضرت علیہ السلام کے حکم	۶۳	شخص غائب کو توجہ دینا
۱۱	ذکر شیخ عبد الرحیم	۶۶	ابدال کی دستگیری	۶۴	طریقہ توجہ دہے کا
۱۷	ذکر حضرت شاہ ولی اللہ محدث	۶۶	استفاضہ بعد رحلت	۶۴	قبول نکرنا نذر
۱۸	ذکر مولوی محمد صاحب	۶۸	دلایل فیض بخشی بعد وفات	۶۵	سورجی کسی کا قصبہ
۱۹	ذکر مولانا شاہ رفیع الدین صاحب	۶۹	بیان قوت حافظہ	۶۵	حاضر مہونا جنات کے شاہزادہ
۲۰	ذکر مولانا شاہ عبدالقادر صاحب	۷۱	متابعت مجذوب	۶۶	ذہن مہونا جن کا طالب علم پرست
۲۳	ذکر مولانا عبدالغنی صاحب	۷۲	بیان صبر	۶۸	جن کا اوتھالیا نا عورت کو
۲۴	ذکر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب	۷۲	کمال استغناء	۶۹	پیری کا عاشق ہونا
۲۵	سائل و دلاوت	۷۳	تاثیر نیاب و من	۷۰	نواب سادات یار خان کا قصہ
۲۶	ذکر مولانا علم ظاہر و باطن وغیرہ	۷۴	خبر آئندہ	۷۳	غائب ہوئی ڈھن کا ملنا
۲۷	ذکر معاش	۷۵	قوت توجہ	۷۴	سیحڑوں میں صاحب کمال ہونا
۲۸	بیان تدریس	۷۵	خبر آئندہ	۸۰	بیان مراتب تقویٰ
۲۹	بیان تربیت باطن یعنی مرید	۷۵	تاثیر حکم	۸۱	تعریف دے
۳۰	ذکر طریقہ علیہ عزیزیہ	۷۶	معقول کی مطابقت منقول	۸۲	علامت دے
۳۱	بیان تصنیفات	۷۶	فرشتہ سے ہم کلامی	۸۳	بیان قضا و قدر
۳۲	مکتوب متضمن مسئلہ وجود وغیرہ	۷۷	قوال کی تعلیم	۸۴	بیان قضاے مہرم
۳۳	ذکر نظم و نثر	۷۸	شاہ عبدالقادر صوفی کا قصہ	۸۵	بیان قضاے متعلق
۳۴	بیان وفات	۷۹	توجہ کے اقسام	۸۶	معنی شعر مولانا روم علیہ الرحمہ

Checked
1987

CHECKED 1988

۸۴	ایک شہر عجیب کی سیر	۱۰۵	خواب کے اقسام	۱۱۹	تصویر کا حکم
۸۶	ساہوکار کی خیر کا کھاج کر دینا	۱۰۶	برا خواب بیان نہ کرنا	۱۲۰	نا در جواب
۸۷	آسمانوں کی سیر کر دانی	۱۰۷	اچھے خواب بیان کرنا	۱۲۱	انگریز کے شعر کا جواب
۸۸	مصر سے ایک عالم کا حاضر ہونا	۱۰۸	مختلف ہونا تعبیر کا باختلاف رسم	۱۲۲	حافظ شیراز کے شعر کا مطلب
۸۹	روبرو آنحضرت علیہ السلام کے وعظ کرنا	۱۰۹	مختلف ہونا تعبیر کا باختلاف معبر کے	۱۲۳	ہندوستانی مسلمان کے سوال کا جواب
۹۰	روانی افغان ہونا حضرت علیہ السلام کا زمانہ	۱۱۰	قرآن شریف کا مٹی ہونا	۱۲۴	دعا کا بتلانا
۹۱	مولانا علیہ السلام کو خواب میں دکھلانا	۱۱۱	شہر مگاد پر ماتی لڑنا	۱۲۵	خرق عادت کے اقسام
۹۲	کر نیل کو دعا سے بٹھا ہونا	۱۱۲	تکون سے تیل ٹپکنا چھڑی بچانا	۱۲۶	فقیہی مسئلہ
۹۳	ایک پرہیزگار کا اشتہار بیان لہجہ کرنا	۱۱۳	قرآن شریف پر پیشاب کرنا	۱۲۷	شب قدر کا بتلانا
۹۴	بسم اللہ کی تاثیر	۱۱۴	پیشہ کا خواب	۱۲۸	تحقیق رشب قدر
۹۵	دعا کی برکت	۱۱۵	گائے ناگ کا آسنا	۱۲۹	بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیوی کی دلیل
۹۶	مولانا صاحب کے مدح میں نظر آنا	۱۱۶	حکیم یا قرینہ کے سمجھنے کا خواب	۱۳۰	محل قیدی کے باقی شعر سننا دینا
۹۷	شیطان کے دھوکے کا بیان	۱۱۷	والدہ سے ہم بستر ہونا	۱۳۱	روح کی صورت دکھلانی
۹۸	آنحضرت علیہ السلام کے روئے شریف کا قصہ	۱۱۸	ہلال کا بدر کا مل ہو کر پھر دو ہلال چھانا	۱۳۲	ایک ہفتہ کے سوال کا جواب
۹۹	درویش شریف رویت مبارک	۱۱۹	دخت کا زمین سے اڑ کھڑنا	۱۳۳	فرنگی کے نماز امامان کی تقسیم
۱۰۰	تحقیق رویت شریف	۱۲۰	انگوٹھی بینی	۱۳۴	فرار ہونا پادری کی کا جو ایک تقسیم سے
۱۰۱	سوت کی خبر دینی	۱۲۱	مکرت سے خون ہونا	۱۳۵	خدا شہید کو مسلمان قرار دینا
۱۰۲	حکمت آیات قرآنی	۱۲۲	حالت کا دور دوری کرنا	۱۳۶	چھپک میں گوشت پکانے سے منع کرنا
۱۰۳	مقالہ سوم و تبصیر رویا	۱۲۳	آفتاب کا روشن شدن میں آنا	۱۳۷	جہان میں نیند آئی اور قصہ میں آنی
۱۰۴	حقیقت خواب کی طریقہ تکلیف پر	۱۲۴	پاکائی کی جاس سے بچ پیدا ہونا	۱۳۸	خوالوں کی تشفی
۱۰۵	حقیقت خواب کی طریقہ تحقیق پر	۱۲۵	ہنسی کا گوشت باز کھانا	۱۳۹	نماز طویل کے جنازے پر
۱۰۶	خواب کی صداقت کا دیکھنے کی وجہ	۱۲۶	مقالہ چہارم و راجعہ اصول	۱۴۰	حیات کی استکین

۱۳۱	پادریکا و ہزار روپی دنیا قابل ہو کر	۱۵۹	شعبہ نقشبندیہ مجددیہ بتوریہ	۱۸۳۳	بیان طریقہ شاذلیہ
۱۳۲	سین صاحب زیدیت کی بات کا جواب	۱۶۲	شعبہ نقشبندیہ مجددیہ خردیہ	۱۸۳۴	شعبہ شاذلیہ ترکیبیہ
۱۳۳	انگریز کا مسلمان ہونا	۱۶۳	شعبہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ ملائیہ	۱۸۳۵	شعبہ شاذلیہ مغلطائیہ
۱۳۴	چاند کو مومن قرار دینا	۱۶۴	شعبہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ لوریہ	۱۸۳۶	بیان طریقہ شطاریہ
۱۳۵	گو لیان کھیلنے کی غایت	۱۶۵	شعبہ نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ	۱۸۳۷	شعبہ شطاریہ صیغۃ اللہیہ
۱۳۶	مکہ معظمہ کا راستہ لکھوادینا	۱۶۶	شعبہ نقشبندیہ جامیہ	۱۸۳۸	شعبہ شطاریہ شکریم
۱۳۷	انگریز کے سوال کا جواب	۱۶۷	شعبہ نقشبندیہ مخدومیہ	۱۸۳۹	شعبہ شطاریہ وحشیہ
۱۳۸	سب چیزیں قرآن شریف میں ہونا	۱۶۸	شعبہ نقشبندیہ سببیلیہ	۱۸۴۰	تحقیق معنی لفظ شطار
۱۳۹	فاضل شیعہ کے سوال کا جواب	۱۶۹	بیان طریقہ چشتیہ	۱۸۴۱	عذر مصنف
۱۴۰	قبر کا سوال و جواب	۱۷۰	شعبہ چشتیہ سراجیہ نظامیہ	۱۸۴۲	بیان طریقہ مداریہ
۱۴۱	سید کا افضل ہونا عالم سے	۱۷۱	شعبہ چشتیہ نصیریہ نظامیہ	۱۸۴۳	فائدہ جلیسہ
۱۴۲	نہایت نازک جواب	۱۷۲	شعبہ چشتیہ قدوسیہ صابریہ	۱۸۴۴	بیان سند علوم ظاہریہ
۱۴۳	مقالہ پنجم در سلاسل طریقت	۱۷۳	بیان طریقہ سہروردیہ	۱۸۴۵	سند علوم عقلیہ
۱۴۴	بیان سلوک طریقہ علیہ عزیز	۱۷۴	شعبہ سہروردیہ زکریائیہ	۱۸۴۶	مقالات ششم در حالات خلفا
۱۴۵	بیان انتہائی معرفت انسان	۱۷۵	شعبہ سہروردیہ بزغشیہ	۱۸۴۷	ذکر طلب علم ظاہریہ سید احمد صاحب
۱۴۶	بیان مشاہدہ تحفہ صلا اللہ علیہ	۱۷۶	بیان طریقہ کبرویہ	۱۸۴۸	ذکر حصول حدیث طریقت
۱۴۷	بیان آداب تلاوت قرآن مجید	۱۷۷	شعبہ کبرویہ نقشبندیہ	۱۸۴۹	ذکر ترک دنیا
۱۴۸	بیان طریقہ قادریہ	۱۷۸	شعبہ کبرویہ ہمدانیہ	۱۸۵۰	ذکر بیعت نامہ سید محمد امین مولانا عبدالحی
۱۴۹	شعبہ قادریہ جیلانیہ	۱۷۹	بیان طریقہ مدنیہ	۱۸۵۱	ذکر سفر مکہ معظمہ و زاد اللہ شرفا و تعظیفا
۱۵۰	شعبہ قادریہ اکبریہ	۱۸۰	شعبہ مدنیہ مخاریجیہ	۱۸۵۲	تعداد مریدین وغیرہ
۱۵۱	شعبہ قادریہ شریعیہ	۱۸۱	شعبہ مدنیہ عیدروسیہ	۱۸۵۳	اسماء خلفا
۱۵۲	بیان طریقہ نقشبندیہ	۱۸۲	تحقیق لفظ عیدروس	۱۸۵۴	ذکر مفتی انور بخش کاندھلوی وغیرہ

۲۰۲	بیان بیان ریخت سنگه	۲۵۵	اشتیاق ملازمت مولانا	۲۹۷	ذکر سلاسل طریقت مصنف غفر له
۲۰۳	افاضہ مولوی سمیع شہید		شاہ عبدالعزیز قدس سرہ	۲۹۸	خیمہ رحال مولانا محمد زمان شہید
۲۰۴	سراجت ہندوستان	۲۵۶	ذکر تحصیل علوم ظاہر	۲۹۹	سال ولادت
۲۰۵	وفات مولانا عبدالحمی	۲۵۷	سند مولانا اسحق علیہ الرحمہ	۳۰۰	حلیہ
۲۰۶	بیان مدفن سید احمد صاحب غفر	۲۵۸	مصنفات ادھر	۳۰۱	ذکر تحصیل علوم
۲۰۷	بیان جماد	۲۵۹	مکتوب اسمی رافتم	۳۰۲	ذکر تکمیل علوم و ملاقات والی دکن
۲۰۸	واقعہ بعد شہادت	۲۶۰	ذکر تہذیب شدن از نالاش اشارہ	۳۰۳	بیان سفر حرمین شریفین وغیرہ
۲۰۹	بیان کرامات	۲۶۱	بشارت بنی صلا علیہ وسلم	۳۰۴	بیان مذہب و مشرب
۲۱۰	ذکر شاہ عبدالقادر صوفی علیہ الرحمہ	۲۶۲	بیان سلاسل حاصلہ	۳۰۵	بیان مصنفات وغیرہ
۲۱۱	جواب مولانا محمد زمان صاحب	۲۶۳	طرز تربیت باطن	۳۰۶	بیان صرف اوقات وغیرہ
۲۱۲	براعتراض مولوی حسن زمان	۲۶۴	دعوت نامہ اہل کتاب	۳۰۷	بیان سلوک باطن وغیرہ
۲۱۳	ذکر مولانا محمد سمیع صاحب علیہ الرحمہ	۲۶۵	ذکر حج مکرر متعین واقعہ وقت	۳۰۸	بیان بیعت وغیرہ
۲۱۴	ذکر مولانا عبد القیوم صاحب علیہ السلام	۲۶۶	بشارت بنی صلا علیہ وسلم	۳۰۹	بیان تحریر یہ وہ یہ ہمدردیہ
۲۱۵	ذکر مولانا یعقوب صاحب علیہ الرحمہ	۲۶۷	بیان خلافت فرزند ارجمند	۳۱۰	وقفہ در دست حضور و بنا
۲۱۶	ذکر مولانا سراج احمد صاحب علیہ السلام	۲۶۸	بیان وصایا	۳۱۱	در سہ محبوبیہ
۲۱۷	تحقیق سلوک طریقیہ عزیز	۲۶۹	بیان معراج روحانی و حیوانی	۳۱۲	بیان خواب
۲۱۸	ذکر خلیفہ اسد اللہ غفر رحمہ اللہ علیہ	۲۷۰	تاریخ وفات از مصنف غیرہ	۳۱۳	بیان شہادت
۲۱۹	اقسام اشخاص	۲۷۱	بیان صرف اوقات شب و روز	۳۱۴	بیان قبولیت خاطر
۲۲۰	خاتمہ در احوال حضرت	۲۷۲	اسما بے خلفا	۳۱۵	تاریخات شہادت وغیرہ
۲۲۱	شاہ محمد الدین صاحب بیورے	۲۷۳	بیان کرامات	۳۱۶	تتمت

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

کتاب جارب حالات قطب الاقطاب لانا شاه عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ مکتوبہ مطبوعہ

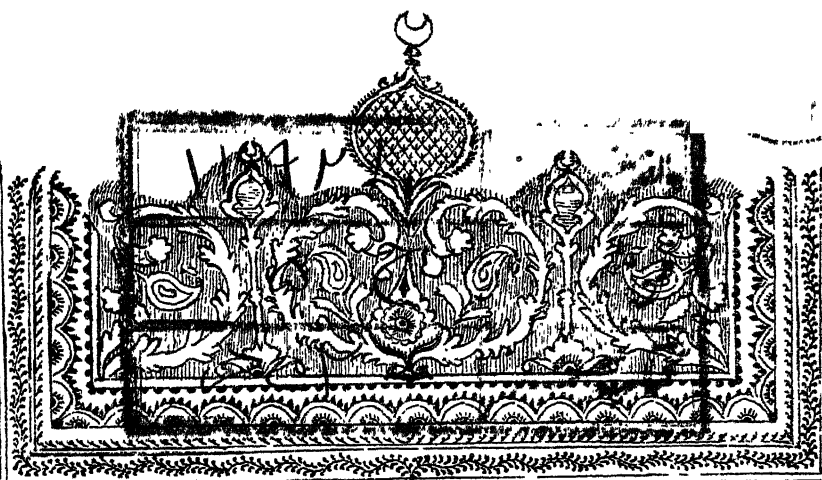
مقالا طریقت

معروف بہ

فضائل عزیزت

ترجمہ محمد عبدالرحیم صاحب ضیاء سلسلہ شریعت لکھنؤ مولانا محمد علی الدین مالک مطبعہ

مطبعہ کسرتا واقع کراچی پاکستان
دری مشین نفع جید و مطبوعہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله العزيز الولي الرحيم + والصلوة على رسوله سيدنا محمد
والله واصحابه والتسليم + اما بعد خاكي بندگان خدا عبد الرحيم ضيا
عفا الله ذنوبه وشرعيوبه ساكن بلده فرخنده بنياد حيدر اباد وكن لازالت
مصونة عن الفساو والفتن + گزارش کرتا ہوں کہ اگرچہ حالات حضرت رفيع المنزلت
اعلم العلماء افضل الفضلا + اكمل العلماء + اعرف العرفا + شرف الافاضل +
فخر الامثال + خاقان اقا ليم تحقيق + قهرمان حاکم تدقيق + امام المفسرين + ہمام
المحدثين + معتمد فضلا جليله + مستند عرفا في نبيله + قدوة المتكلمين + اسوة المحققين +
سند العلماء والاوليا + سيد النقباء والنجباء + قدوة مقبلان درگاہ لاہوتی +
زبدہ واصلان بارگاہ جبروتی + مکمل مدارج درجات عالم مقتداي اداہنی و اعالی +

مجد و روزگار + مظهر سرور و گار + والا جناب + قطب لاقطاب نوحی الشہ قاصع البعد
 مروج احکام دینیہ وافع منکرات سیدہ فیض الثقلین بمقبول رب الکونین + المولود
 المعنوی + الفایق بین الآفاق بفضل التیمیز مولانا و مرشدنا حضرت حافظ شاہ عبدالعزیز
 دہلوی قدس اللہ سرہ و روح و افاض الینا بركاته و فتوحہ کے بعض تذکرونین
 بزرگون کے مختصر مختصر مذکور اور مغتنم دوران جناب حاجی نواب سارک علی خان صاحب
 سلمہ اللہ تعالیٰ مرید خاص حضرت معز نے جو ایک سالہ سہی بہ کمالات عزیز نے
 ۱۲۹۰ ہجری میں لکھا ہی اوس میں بھی جملہ مسطور ہیں + مگر آج تک اس پہچمیز روزگار کو
 کوئی کتاب تفصیل وار نظر نہ آئی + اور اکثر مستفیضان حضرت نے عدم کی بستی بسائی +
 اور کمالات اوس ذات بارات کے وہی پروردگار + مجدد و ہمیشہ رہیں + بے اختیار حاجی
 شہ شوق دلیں آیا کہ حتی المقدور کوشش بسیار و صحبت بے شمار سے آپ کے حالات و کمالات
 جمع کر کے ایک کتاب تفصیل حسب قدر ممکن ہو مرتب کیجیے + اور اسکا مصلہ خدای تعالیٰ کے
 فضل سے آپ کے روح پر فتوح سے لیجیے + اس لیے اکثر روایات اہل ہند ثقات سے
 کہ بعض اوسین صحبت یافتہ حضرت کے ہیں + جمع کر کے جواب اب کہ اس طریق سے حاصل
 اوں کو بذریعہ تحریر جناب فضیلت آب مقبول خدا و رسول + حاوی فرمود و اصول نوحی مراسم
 سنن حضرت رسالت پناہی + مورد تجلیات الہی مولانا حافظ حاجی محمد عبدالقیوم صاحب
 دہلوی سلمہ اللہ العزیز المقوی داماد و شاگرد مولانا محمد اسحق علیہ الرحمہ سے بعد
 دریافت و تحقیق کے اس کتاب میں لکھا اور اسکو چھ مقالے اور ایک خاتمے پر تمام کیا +

مقالہ اول درمجل حالات از ولادت تا وفات مقالہ دوم در امور متعلق بعلوم
 ظاہر و باطن مقالہ سوم در تعبیر رؤیا مقالہ چهارم در اجوبہ اسولہ
 مقالہ پنجم در سلاسل طریقت مقالہ ششم در حالات خلفا خاتمہ در ذکر
 حضرت سید شاہ محی الدین قادری دیلوری مدنی قدس سرہ اور حسب ایما مشفق
 فداعلی صاحب فارغ تخلص کے ضیا ہے طبعیت ابتدائی تاریخ مقالہ ہفتم
 انتہا کا سال اور نام رکھا جو سو و خطا کہ اس کتاب میں واقع ہوا ہو اسکو خدہ انتہا
 محض اپنے فضل و کرم سے معاف کر کے قبول فرمائے اور جن جن حضرات نے
 میری اعانت کی ہو انکے مقاصد دارین برائے مقالہ اول درمجل حالات
 از ولادت تا وفات حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ بن شیخ
 عبدالرحیم بن شیخ وجیہ الدین شہید بن معظم بن منصور بن احمد بن محمود بن قوام الدین
 عرف قاضی قادن بن قاضی قاسم بن قاضی کبیر عرف قاضی بڑھن بن عبدالملک
 بن قطب الدین بن کمال الدین بن شمس الدین بینی مفتی بن شیر ملک بن محمد عطا ملک
 بن ابو فتح ملک بن عمر حاکم ملک بن عادل ملک بن قارون بن جبر جیس بن احمد بن
 محمد شہر یار بن عثمان بن ہامان بن ہمایون بن قریش بن سلمان بن عفان بن عبداللہ
 بن محمد بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم اجمعین
 کہتے ہیں کہ شمس الدین بینی کو پادشاہ ہندوستان نے افتا کی خدمت کے واسطے
 ولایت سے باعزاز تمام بلوایا تھا مولوی عبدالقیوم صاحب فرماتے ہیں

کہ شیخ وجیہ الدین شہید متوطن قصبہ رہنشاہ بلی میں بادشاہ کے ملازم تھے اسی جا
 دختر سے حضرت شیخ رفیع الدین صاحب کے جو اولاد سے حضرت شاہ عبدالعزیز شکر
 قدس سرہ کے تھے جگانب حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کو پہونچتا ہو نکاح کیا
 اول سے حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب بادشاہ اورنگ زیب عالم گیر کے عہد میں پیدا ہوئے
 دو بھائی آپ کے اور بھی تھے ایک عبدالحکیم کہ لا ولد انتقال کیا دوسرے شاہ ابوصفا
 کہ اکمل عرفا سے تھے بعد تین چار پشت کے منقطع النسل ہوئے مزار پر انوار
 حضرت وجیہ الدین شہید کا متصل بھوپال کے موضع دوراہہ میں واقع ہی
 سر آپکا سر کے دروازے میں اور جسد گورستان میں دفن ہی بعد قطع ہونے
 سر کے بھی آپ نے فقط جسد سے کافرون کو مارا ہی حضرت والاربت مقتدا سے روزگار
 بہترین مشایخ کبار صاحب کرامات و مقامات شیخ ابوالفیض شاہ عبدالرحیم صاحب
 قدس سرہ علوم ظاہر و باطن میں یکتا سے زمانہ اور پرلے درجے کے زاہد و پرہیزگار
 اجلہ مشایخ دہلی سے تھے بحسب ظاہر تمام علوم اپنے برادر شاہ ابوصفا محمد اور میرزاہد
 ہروی مصنف حواشی مشہورہ سے بڑھا ہی آؤ بحسب باطن ادب آموزہ طریقت ہوئے
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اسطور پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا
 اول سے بیعت کی حضرت نے او کو نفی و اثبات کی تعلیم فرمائی اور حضرت زکریا یوسف
 علیہ السلام سے بھی ادب آموزہ ہوئے انھوں نے اسم ذات کی تعلیم کی اور ادب آموز
 ہوئے اپنے نانا شیخ رفیع الدین کی روح سے انھوں نے اجازت طریقتی

شیخ وجیہ الدین
 فیہ ہدایت
 کی علامت
 اور دہلی سے منور ہوا
 جان غنی
 کو کس پر ہوا
 ۱۲

شیخ عبدالرحیم صاحب
 کرامات

آپ کے پیدا ہونے سے پہلے بطریق کرامت کے اور مستفیض ہوئے ائمہ طریقت کی ارواح سے یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور خواجہ بہاؤ الدین محمد نقشبند اور خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہم کی روح سے اور انکو خواب میں دیکھا اور ان سے اجازت اور ہر ہر چیز کی نسبت ان سے علیحدہ علیحدہ دریافت کی جسکا اون حضرات کی جانب سے اُنکے دل پر فیض ہوا

کذا فی قول الجلیل اور حضرت شیخ رفیع الدین صاحب نے اپنی وفات کے وقت جو کلام کہ بزرگوں سے پہنچی تھی اپنی دختر صغیرہ کو مرحمت فرما کے بی بی کو وصیت کی کہ بعد اس نکاح کے یہ کلام دینا اور کہنا کہ اپنے فرزند کو دیوے وہ کلام بموجب وصیت حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب کو ملی وہی کلام باعث درۃ التاج امیر و فقیہ ہونی **مولف** گشت زان تاج بفضل یزدان ✽ درۃ التاج ہمہ اہل زمان ✽ الملک ظاہری اور کمالات باطنی سب اوسی کے بطیفیل تھی اور جو نعمت کہ حضرت سلطان المشایخ نظام الدین اولیا قدس سرہ سے حضرت اخئی سراج عثمان آیینہ ہندوستان او دھنی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تھی وہ موافق وصیت کے منتقل ہوتے ہوئے سید عظمت اللہ اکبر آبادی تک آئی ہر ایک نے اسی طرح وصیت کی تھی کہ جو شخص اس موضع کا آوے اور اس اس طرح کے سوال کا اس اس طور سے جواب دیوے تو یہ نعمت اور طریقے کی اجازت ہماری طرف سے اوسکو دینا حاصل کلام آپ سید عظمت اللہ کے اخیر وقت اونکی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوئے اونھوں نے دیکھ کر پہچانا بعد اواسے سوال جواب یہ نعمت و اجازت آپکو سزا فرمائی آپکی کرامات بھی بہت ہیں سچلہ اوسکے ایک یہ کہ وہ بی بی میں ایک بزرگ کی دختر پر جن کا

آسیب تھا بہت کچھ علاج و تدبیر کیا مگر فائدہ نہوا وہ لڑکی ہمیشہ برہنہ اور ساکت رہتی تھی
ایک روز حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ گھوڑے پر سوار چلے جاتے تھے اوسنے
دیکھ کر اپنے باپ سے کہی کہ اس سوار کو بلاؤ سب حیران ہوئے کہ یہ تو کبھی کسی سے بولتی نہ تھی
معلوم نہیں کیا بات ہے حضرت کو بلا لیا اوسنے بائیں شروع کین کہ مولوی صاحب مجھ کو تم
پہچانتے ہو آپ جانکر انجان کہنے لگے کہ نہیں تم کون ہو اوسنے کہا کہ آپ ہم مطلق
میں ہم سبق تھے فلان مقام پر یہ شبہ آیا تھا آپ نے مجھ کو بتلایا تھا حضرت نے کہا کہ تم ایسے
عالم ہو کر اسکو کیوں ستاتے ہو اوسنے کہا کہ اس نے میرے مصلے پر پیشاب کی ہے
حضرت نے فرمایا کہ یہ تو تمہاری نادانی ہے جو اوسکے پیشاب کرنے کی جا پر مصلیٰ بچھا رہا تھا
یہ سنتے ہو اوسنے کہا کہ واقعی میری خطا ہے اب جاتا ہوں اوسی وقت دفع ہوا وہ لڑکی
دست ہو گئی کذا فی انفس العارفين اور شاہ عبدالرحیم صاحب نے دختر سے
شیخ محمد صاحب پھلتی عارف کامل صاحب کشف کرامات کے نکاح کیا اوسنے شاہ ولی اللہ صاحب
اور شاہ اہل اللہ صاحب قدس سرہ ہا پیدا ہوئے حضرت شاہ اہل اللہ صاحب بھی بڑے
ولی کامل عارف واصل تھے کتاب چہار باب آپسے یادگار ہے مزار آپکا موضع پھلت میں
واقع ہے زاہد صوفیہ تدقین قطب الیہ تحقیق و سحابیہ طرالی نکات شریفہ بحر غار و رد قایل لطیفہ
رافع اعلام علم و حکمت + بانی سبانی شرع و ملت + مرشد انام + مرجع خواص و عوام + آیت گمن
آیات اللہ + مولانا قطب الدین المعروف بہ حافظ حاجی شاہ ولی اللہ محدث قدس اللہ سرہ
کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ نے آپ کے والد ماجد کو خواب میں

نمایان صاحب

وزیر شاہ ولی اللہ

بشارت دی کہ نجلو فرزند ہوگا اوسکا نام میرا نام رکھنا اس واسطے آپکا نام قطب الدین بھی کھا
ولادت آپکی سالہ ہجری میں ہی کیونکہ نام تاریخی عظیم الدین ہی بعد ہو پونچھنے
سن تمیز کے اپنے تمام علوم اپنے پدر بزرگوار سے اور مولانا حاجی محمد افضل سیالکوٹی
سے حاصل کیا معمول تھا کہ آپ سبق پڑھاتے وقت رو بقلبد و زانو مودب بیٹھتے تھے
اور ہر روز عادت تھی کہ صبح کو غسل کر کے نیا یا دھویا ہوا لباس پہنتے تھے نظافت کو
بہت دوست رکھتے تھے مزاج میں ضبط اسطور تھا کہ آپکو مدت تک خارش کی شکایت
تھی تو شب کو سونے کے وقت جسم کھجلاتے تھے اور کوئی وقت کسی نے آپ کو
کھجلاتے ہوئے نہ دیکھا اور اپنے والد ماجد سے اپنے بیعت طریقت کی تمام فیوض باطن
اور اشغال مشورہ جمیع آداب طریقت اونسے سیکھا پدر والا قدر نے اپنی اخیر عمر میں
اونکو اجازت تلقین بیعت و صحبت توجہ سرفراز فرمائی اور فرمایا یک کئی جیسے
اونکی حلت کے وقت آپکی عمر سولہ برس چھ مہینے کی تھی اور آپ مزار پرنوار پدر
بزرگوار پر اکثر اوقات مراقب رہتے تھے راہ حقیقت خداے تعالیٰ فضل سے کشادہ
ہوتی تھی یہ تمام انفس العارفین اور قول الجلی فی ذکر آثار الولی میں
مفصل مذکور ہی من بعد جب حج اور زیارت مدینہ طیبہ علی صاجہا الصلوٰۃ والسلام سے
مشرق ہوئے تو تجدید اجازت علوم ظاہر و باطن عمدۃ العلماء والعرفاء حضرت شیخ ابوطاہر
مدنی قدس سرہ سے کی اوس اثنائیں جو حقایق و علوم کہ آپ کے دل پر کھلے ہیں وہ حد
بیان سے باہر ہیں چنانچہ خود استاد شیخ ابوطاہر قدس سرہ فرماتے تھے کہ شخص مجھ سے لفظ کی

سند کرتا ہے اور میں اس سے معنی کی سند کرتا ہوں ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء
 علوم تفسیر و حدیث و فقہ و اصول و عقاید و ادب سلوک و علم حقائق اور آیات و غیرہ میں
 وحید العصر تھے قدرت خدا کی معہور ہی اگرچہ ہم عصرون سے بھی آپ کے کوئی اس پایہ کا ہوا ہوگا
 مگر ترویج علوم ادیان اور تدوین اسرار معارف الہی اور تاویل مقطعات و ترجمہ قرآن و تسہیل
 مطالب اور تطبیق منقول بہ مقول اور تمہید مسائل بعبارات مختصرہ اور اشارات لطیفہ میں
 فرید الدہر تھے دعویٰ بے دلیل باطل ہوتا ہے اس دعوے پر یہ آپ کی مصنفات دال اور منظر
 کمال ہیں انقاس العارفین انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ قول الجلیل خیر کثیر الملقب بخزان
 الحکیمہ تفسیرات الہیہ فی علم الحقائق لمحات ہمتات انطاف القدس فتح الرود فی معرفۃ الجنود
 بدور بازغہ تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء والمرسلین کشف الغین فیروض الحرمین
 قرۃ العینین فی اثبات فضیلت الشیخین حجۃ اللہ البالغہ فی اسرار الحدیث وحکم الشریعہ
 سطعات لمعات و آردات مکتوبات و در الثمین فتح الرحمن فی علوم القرآن الفوز الکبیر
 فی قوانین التفسیر المسوی شرح الموطائنا یاات الاصول الانوار المحمدیہ فتح السلام المقدمۃ
 منصفۃ ترجمہ مسوی تسلسلات بشارات تواد الارشاد الی علوم الاسناد التنبیہ علی ما یحتاج
 الیہ المحدث والفقہ تفسیر سورہ بقرہ وآل عمران رسالہ مکتوب مدنی رسالہ در ذکر روافض
 رد گوہر مدوح حسن العقیدہ ازالۃ الخفا فی خلافتہ الخلفاء عقدہ الجمد فی بیان تقلید سرور المؤمنین
 رسالۃ النوادر من احادیث سید الاولیاء والاواخر مفرح حزب البحر انصاف فی سبب الاختلاف
 کشف الانوار و حصیت نامہ وغیرہ با تمولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ آپ کی مناقب میں لکھتے ہیں

آيَةُ مِنَ آيَاتِ اللَّهِ وَ مُعْجَزَةٌ لِّنَبِيِّهِ الْكَرِيمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ظاہر بین اگرچہ آپ کو اتصال صحیح ساتھ تمام خانوادوں کے حاصل ہو مگر باطن میں بہت اور
 اجازت خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سرفراز ہی چنانچہ انتباہ میں فرمایا
 و چون ابن فقیر بزیاارت مدینہ منورہ رسید و مدتہ بر قبر مبارک متوجہ شد مراتب جذب سکون
 ہمہ از ابتدا تا انتہا در نظر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طی کرد انگاه این فقیر را بہ زکی حکیم لقب
 ساختند و طریقہ عنایت فرمودند و انچہ در علم مشکلات داشتیم پرسیدم جواب باصواب
 ظاہر نمودند اکثر آن چیز ہا و در رسالہ فیوض الحرمین مرقوم نیست اینجا نوشتہ شد این فقیر
 در جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرض کرد بوجہی از کلام روحانی کہ آنحضرت چہ می فرمایند
 در فرقہ شیعہ کہ محبت اہل بیت عوی میکنند و باصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عداوت دارند
 افاضہ فرمودند کہ مذہب این جماعت باطل است و بطلان مذہب ایشان از تامل در نصیر
 امام کہ ایشان مقرر کردہ اند ظاہر خواہد شد انتہی بعد از افاقہ از ان حالت در معنی امام
 تامل کردہ شد معلوم گشت کہ ایشان میگویند کہ امام معصوم مفترض الطاعتہ می باشد
 و وحی باطنی کہ عبارت از الفا حکم الہی بر دل است بطریق اجتہاد یا الہام یا امن از خطاداران
 مسئلہ اور اثبات می کنند و میگویند اور خدا بقالی نصیب کردہ است برای مروان تا
 ایشان را احکام الہی رسانند و بحقیقت معنی نبوت بہمن خصال رجوع مے کند زیرا کہ
 بَعَثَ اللَّهُ لِنَبِيِّنَا الْاَحْكَامَ حاصلش بہمن نصیب افتراض طاعت است پس بحقیقت
 ایشان قائل بختم نبوت نیستند وائمہ را رضی اللہ عنہم معنی نبوت اثبات مے کنند

اگرچہ نام نبوت نکویند و ہل عقیقہ اُتج مرن ذلک انتہی اسو اسطے آپ حکیم است
 محمد یہ لکھے جاتے ہیں کشف و کرامات بھی آپ کے بے شمار ہیں روایت ہے
 قادیان صاحب مدراسی سے کہ وہ روایت کرتے ہیں حافظ عبدالحکیم مدراسی سے وہ
 کسی فاضل بلوی سے کہا اوسنے کہ ایک بزرگ نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
 دیکھا حضرت کی محفل مقدس میں شاہ ولی اللہ صاحب مجھے حاضر تھے اوس بزرگ نے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ آپ کا فرزند بہت صالح ہے حضرت نے
 زبان مبارک سے فرمایا کہ ہاں یہ میرا اولاد بر اصالح ہے اور ایک انار جنت کا منگوا کر شاہ ولی اللہ صاحب
 کو کھلایا چنانچہ علی الصباح کسی نے شاہ صاحب کو دیکھا تو کچھ دانے انار کے اپنی ریش پر نظر
 آئے اوسنے پوچھا کہ یہ دانے کیسے ہیں آپ نے کہا شب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 مجھ کو انار کھلایا تھا یہ اوسکے دانے ہیں اور آپ اخبار غیبی بھی دیے ہیں روایت ہے
 مولوی سید ہاشم صاحب بلوی سے وہ روایت کرتے ہیں حکیم آغا جان وغیرہ سے کہا
 اوٹھون نے کہ ایک روز کسی شخص نے جناب مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ
 پوچھا کہ حضرت انگریز کی عملداری یہاں کب تک رہیگی تو آپ نے فرمایا ہمارے والد ماجد
 فرمایا کرتے تھے کہ جس روز فیض نہر میں پانی جاری ہوگا اوس دن دہلی میں ہتھیار چلیگا
 ویسا ہی ہوا جب انگریزوں نے نہر کی درستی کر کے سولہویں ماہ رمضان ۱۲۵۸ھ
 ہجری روز و شنبہ صبح کے وقت نہر میں پانی چھوڑا اوسی دن و شنبہ کو ہتھیار چلیا
 بس ہی غدر کی ابتدا تھی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ یہ بھی فرمایا کرتے

تھے کہ میرا پوتا مکہ معظمہ کے علماء سے مباحثہ کر گیا اس کے مصداق مولوی سمیع شہید
 ہوئے رحمۃ اللہ علیہ کہ اکثر علماء حرم آپ سے مباحثہ اور تکرار علمی کرتے تھے حتیٰ کہ وہاں
 شیخ العلماء عبد اللہ سراج علیہ الرحمہ نے آپ کی شاگردی کی اور حضرت شاہ صاحب عزا
 نصرت روحانی بھی بہت قوی تھا چنانچہ مولوی عبد القیوم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
 ثقات سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کو توجہ اپنی اولاد
 کی تعلیم و تکمیل کی طرف بدرجہ اتم تھی ابھی اس کام سے فراغ حاصل نہوا تھا کہ اجل موعود
 پہونچی تو چالیس سال تک عالم برزخ میں اس عالم کی طرف متوجہ اور تربیت و تعلیم
 ابناء کرام میں مصروف رہے چنانچہ مرزا جاننام صاحب مظهر علیہ الرحمہ
 کہ کمل وقت اور حین رحلت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ حاضر تھے اس عالم کی
 طرف اونکی توجہ پرتائفت فرماتے تھے جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمہ
 یہ کیفیت مرزا صاحب سے دریافت کر کے فرمایا کہ یہ توجہ ہماری تکمیل کے واسطے ہی
 پس ایک روز حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو ارتقا مدارج علیا باطنہ میں ایک مقام
 پیش آیا کہ اوس سے گذرنا بجز ہدایت مرشد کامل اور بیان نشیب و فراز اوس کے زبان
 سے مرد حقیقت آگاہ روشن دل کے ممکن نہ تھا اور صرف فیضان روحی کفایت
 نہ کرتا تھا اور یہ واقعہ آخر سال چہلم میں مدت توجہ سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب
 اس عالم کی طرف تھا لا علاج روح پر فتوح شاہ ولی اللہ صاحب کو تجتہ کی ضرورت ہوئی
 کہ اپنے خلف ارشد کی کام روائی کرے تو اپنے غوس کے دن آخر سال چہلم کو مجلس

عرس میں مولوی محمد صفی پر جو برا در زادے مولوی نور اللہ صاحب خسر شاہ عبدالعزیز صاحب
 کے تھے ایک حالت مثل پر ہی زدہ کے طاری ہوئی اور زبان سے میں شاہ ولی اللہ ہون
 جاری ہوا اور حرکات سکناات شاہ ولی اللہ صاحب کے اونسے سر زد ہوئے لگے بعض اشخاص
 بہنوں پر حمل کیے اور بعض آسیب زدہ جانے جا شاہ عبدالعزیز صاحب نے اس حال سے
 آگاہ ہو کر نزدیک جا کر کہا کہ اگر فی الواقع شاہ ولی اللہ صاحب ہو تو بعض مشکلات میرے
 کہ حل انکا روح پر فتوح پر حضرت شاہ صاحب کے موقوف ہی حل کرو تو اسوقت اوکلو ایسی حالت
 ہوئی کہ ادراک فہم اوسکا عقول حاضرین سے ممکن تھا اور عقدا کا لانیل ناخن بیان سے
 کھلنا شروع ہوئے یقین ہوا کہ ایسے مشکلات کے حل کرنے کے واسطے جو محتاج زبان
 بیان کی تھیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی روح مولوی محمد صفی علیہ الرحمہ پر غلبہ کی ورنہ
 مولوی محمد صفی کو کشف میں ایسے حقایق و دقائق کی راہ نہ تھی بعد دور ہونے اوس
 کے اگر کوئی مولوی محمد صفی سے وہ کیفیت پوچھتا تو سوائے بے خبری کے کچھ
 نہ کہتے شیر گبر ار خون نرہ شیر خورد ۛ تو بگوئی اونکر دآن بادہ کرد ۛ سخن
 پرواز داز نو و کمن ۛ تو بگوئی بادہ گفتم است این سخن ۛ وفات آپکی ۛ
 ہجری میں واقع ہی نظم تھی عجب ذات مکرم شہ ولی اللہ کی ذات ۛ فیض بخش
 نسل آدم شہ ولی اللہ کی ذات ۛ رونق دین محمد واقع سیر آلہ ۛ حامی شریع معظ
 شہ ولی اللہ کی ذات ۛ کیا عجب گرسنگش آسرا عالم اونسے ہوں ۛ راز سے
 حق کے تھی محرم شہ ولی اللہ کی ذات ۛ بس ہی یہ فضل و شرف اوسشاہ و الا کا کہ تھی

اولئیں مولانا شاہ عبد العزیز دومین مولوی شاہ رفیع الدین سومی شاہ عبد القادر
 چارچی مولوی عبد الغنی اور ایک ختم مسماۃ بی بی امۃ العزیز دختر مذکورہ کو مولوی محمد فائق
 بن مولوی محمد عاشق بن شاہ عبد اللہ بن شیخ محمد ہبلی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے شادی
 کر دی اور انکا سلسلہ اب تک باقی ہر اور جناب مولی الکرام محمد دم الانام عامل با عمل فاضل حل
 اسوہ افاضل عرب و عجم + زبدۃ ارباب ہم + سند اکابر روزگار + فخر کملائی شہر دیار +
 محی الشرع و السنہ + ماحی ہوی و بدعہ + موسس اساس دین مبین + یاد بنا و مولانا حضرت
 شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہ العزیز کنیت آپکی ملا اعلیٰ مین
 ابو العجائب الغرایب ہی شاہ ولی اللہ صاحب کے ولت کے وقت آپ میندی پڑھتے
 تھے تمام علوم منقول و معقول اپنے برادر بزرگوار حضرت شاہ عبد العزیز کی خدمت فیض رب
 مین تحصیل کیے آثار الصنادید مین لکھتا ہی کہ آپ علوم و فنون مین سند الیہ ارباب
 استعداد تھے چونکہ مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ سبب کبر سنی اوضاع مزاج
 و کثرت امراض کے دماغ تعلیم و تدریس طلباء نہ رکھتے تھے سلسلہ تدریس کا آپکی ذات
 بابرکات سے جاری تھا فضلا سے نامی ہر دیار کہ ارباب کمال سے منشور بیکتائی حاصل
 کر چکے تھے جب آپکی خدمت مین آتے تو اپنے کو طفل ابجد خوان سمجھ کر ابجد سے
 انتہا تک پھر تحصیل پر کمر باندھتے اسی واسطے دیار ہندوستان کے تمام فضلاء کا ماحی
 آپ کے مستفیضوں سے ہن ہر فن کے ساتھ اس طرح کی مناسبت تھی کہ ایک وقت
 مین فنون متباہنہ اور علوم مختلفہ درس فرماتے تھے جب ایک کی تعلیم سے

مولانا شاہ
 رفیع الدین صاحب
 قدس سرہ

دوسرے کی طرف متوجہ ہوتے تو حُضار کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اسی فن میں
 جامہ بیکتا ئی آپ کے قامتِ استعدا پر قطع ہوا ہی انتہی جناب مولوی حاجی حافظ احمد علیہ
 مولانا عبد القیوم صاحب سلمہما اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت شاہ
 رفیع الدین صاحب علیہ الرحمہ کا ہنود کے قصے کے سبب رام پور میں تشریف فرما ئی کا
 اتفاق ہوا تو وہاں کے لوگ بطور امتحان سوالات شروع کیے آپ فرماتے تھے
 کہ جاؤ کل جواب دو گا وہ سوالات رکھ جائیں تو آپ دوسرے دن اوسے پر جوابات
 لکھ کر دیدیتے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے کسی جواب میں آپ کو تامل واقع نہوا و بنا
 علما اور طلبا کو رشک پیدا ہوا وہ اس فکر میں رہے کہ کسی طرح سے آپ کو بند کیجیے
 تو ایک طالب علم نے شعری جاہلیت کے قصیدوں سے نو سو شعر کا ایک قصیدہ تھا
 اوس قصیدے کے کسی شعر کا پہلا مصرع اور کسی شعر کا دوسرا مصرع لکھ کر خدمتِ عالی
 میں لایا اور عرض کیا کہ اس کا جواب دیجیے حسبِ عادت فرمایا کہ رکھ دو کل لیجانا آپ نے اوس
 قصیدے کے اول و ثانی تمام مصرعہ لکھ دیے دوسرے دن وہ طالب علم آیا اوس کو حوالہ کیا
 وہ دیکھ کر متحیر ہوا اور کہنے لگا کہ یہ تو آپ کی عجیب و غریب کرامت ہی آپ نے فرمایا کہ کرامت
 نہیں یہ قصیدہ محکوم یاد ہی اور اس قسم کے قصیدے طویل و طویل شعر اس جاہلیت کے
 نو سو یاد ہیں سب یاد کرنے کا یہ ہوا کہ جب میں براور بزرگوار مولانا شاہ عبدالعزیز کی
 خدمت میں تفسیر جلالین شروع کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت نے فرمایا کہ لطف تفسیر کا جب بحر
 کہ کچھ کلام اُون شعر اور بلغا کا جس کے معارضے میں یہ کلام نازل ہوا ہی یاد ہو تو جب میں نے

قصاید اور خطبے شعراے جاہلیت مثل امر القیس وغیرہ کے یاد کیے تھے کیا حافظہ اور کیا
 علم فضل ہوا اسے پر قیاس کیا جاسکتا ہے اور آپ کو بیعت طریقت و اجازت جناب لومشی ^{حاجہ} محمد عاشق
 پھلتی قدس سرہ سے بھی شاہ محمد عاشق صاحب خلیفہ طریقت اور خواجہ تاش اور مہون کے
 فرزند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کے ہین بڑے ولی کامل صاحب کشف و کرامات
 تھے سبیل الرشاد علم سلوک میں اور قول الجلی فی آثار ذکر الولی حالات میں
 حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے آپ کی تصنیفات سے ہین اور شاہ رفیع الدین صاحب کو
 باوجود اس بابہ علوم ظاہری کے کمالات و رویشی میں ایسا غلو تھا کہ دوسرے کو کم ہو گا
 لسی مجذوب سے بھی آپ کو فیض حاصل تھا اسی واسطے قوت باطن بہت قوی لھتے
 تھے سخاوت و شجاعت میں بھی یکساں عصر و فرید الدہر تھے آپ کے چھ فرزند تھے
 مولوی محمد عیسیٰ مولوی مصطفیٰ مولوی مخصوص اللہ مولوی محمد حسین مولوی موسیٰ
 مولوی محمد حسن اولاد شاہ ولی اللہ صاحب کی آپ ہی سے باقی ہی چنانچہ مولو محمد حسن
 صاحب کے فرزند مولوی احمد حسن اور چند صاحبزادیاں بقید حیات ہین سبچاء اولاد
 شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہ جناب علی القاب مولانا ہادیہا حقایق نپاہ مولو مخصوص اللہ
 صاحب قدس سرہ بڑے صاحب کمال علوم ظاہر و باطن میں بے مثال تھے مولانا رفیع الدین صاحب
 بہ خرم شوال ۱۳۳۲ ہجری کو شہر دہلی میں حسیض دار فانی سے اوج علیین کی طرف
 مرتقی ہوئے نظم و شعر عربی میں بھی یکساں روزگار تھے اور مصنفات بھی بہت
 ایک سالہ معراج میں اور ایک تحقیق الوان میں سوا اونکے اور بھی مشہور ہین مگر ترجمہ

تحت لفظی قرآن شریف کا بعض کہتے ہیں کہ آپ نے شروع کیا تھا مگر ناتمام رہا دوسروں
 نے تمام کر کے آپ کے نام سے شہرت دی واللہ اعلم حضرت بابرکت + کثیر الانا
 جناب غفران مآب + کامل و اصل زبدۂ علما متبن + اسوۂ کملائے بانیین + محقق مسائل
 دین + مؤسس مبانی شریعہ مبین + ہادی شریعت + پیر طریقت + منظور سید الاولوالاخر
 مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ لقب آپ کا ملا اعلیٰ بن معین الحق ہی
 تمام علوم باطن و ظاہر برادر عزیز مولانا شاہ عبدالعزیز کی خدمت عالی میں حاصل کیا
 آپ کے علم و فضل کا بیان کرنا ایسا ہی جیسے کسی نے افتاب کی تعریف فروغ اور فلک کی
 مدح بلند کی کے ساتھ کی شہادہ ہجری میں آپ نے موضع القرآن ترجمہ
 کلام شریف کا لکھا وہی اس کی تاریخ بھی ہو وہ ترجمہ نہایت فصیح و بلیغ معانی خیر
 محاورے کے موافق مقبول و مشہور و مطبوع ہی تعریف کی ضرورت نہیں مگر صحیح کلکتہ
 کے چھاپے کا ہی اور اس کی قبولیت کی علامت آپ کو زندگی میں معلوم ہوئی ہو یعنی
 جناب مولوی عبدالقیوم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ شمس الدین صاحب سے جو مدت مدید
 آپ کی خدمت میں رہے ہیں روایت کرتے ہیں کہ شمس الدین صاحب نے ایک شب
 خواب میں دیکھا کہ بیچھے شاہ عبدالقادر صاحب کے کوئی طرف چلا جاتا ہوں اشارہ میں
 ایک دیوار خام پیش آئی شاہ صاحب نے اوس سے کہا اگر میں نبی صادق ہوں تو میری
 نبوت پر گواہی دے نا گاہ دیوار میں ایک جوش ہوا اور اس سے آواز آئی کہ تو نبی
 صادق ہی جب اونھوں نے یہ خواب حضرت سے بیان کیا تو فرمایا کہ میرا کلام اللہ کا ترجمہ

ذرا مولانا شاہ
 عبدالقادر
 علیہ الرحمہ

مقبول ہوا اور آپ کم و بیش تیس سال اکبر آبادی مسجد کے حجرے میں انزوا گزین رہے۔
تدریس اپنے خاندان کی اور دوسرے فضلاء کی وہیں جاری تھی بعد نماز اشراق کے چاشت
تک چار سبق اور بعد ظہر کے تین سبق پڑھایا کرتے بعد عصر کے تشریف فرما رہتے
جو کوئی آتا مستفیض ہوتا کثرتِ خلافت کی از حد رہتی مگر آپ کسی کو ادھر یا ادھر بیٹھنے
کے واسطے نفرماتے من جانب اللہ لوگوں کے دلون میں ایسا رعب چھایا ہوتا کہ رہو
شہر جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو بسبب ادب کے دور دور خاموش بیٹھتے
اور بدون آپ کی تحریک کے مجال سخن نہ پاتے اور ایک دو بات کے سوا یا راند لیتے
کہ کچھ کلام کرین اوس مسجد کے حجرے میں اکثر لوگوں نے آپ کو عند التخلیہ باوقات
مختلفہ دیکھا ہی تو بیٹھے ہوئے ہی پایا ہی اور پیش از یکسال انتقال کے سب سبق
آپ نے موقوف کر دیے تھے اور یہ عادت تھی کہ ہفتے میں ایک روز یعنی چارشنبہ کے
دن حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب اور اپنی دختر اور دوسرے عزیزوں کی ملاقات کے
واسطے اکبر آبادی مسجد سے مکان کو تشریف لاتے اور حضرت شاہ عبدالعزیز قدس
کے حضور میں سلام عرض کرتے ان الفاظ سے کہ (دست بستہ سلام عرض کرتا ہی) اور آپ کو
بیعت طریقت جناب شاہ عبدالعدل دہلوی سے تھے جنکا مزار حضرت خواجہ باقی باوند
قدس سرہ کے احاطے میں ہی کرامات آپ کی حد تو اترو پہنچیں ہین اگر انکا بیان
کیا جا تو ایک فتر مستقل ہو جائے مردانِ خدا خدا نباشند لیکن زخدا
جدا نباشند مگر چند خرق عادت برکتا لکھے جاتے ہین کہتے ہین کہ ایک بیوا

خدمت عالی میں عرض کی کہ یا حضرت مجھے ایسا تعویذ دیجیے تاکوئی گاہک آوے آپ نے
 تعویذ دیا وہ لیکن بعد گزرنے شب کے صبح کو اگر عرض کی کہ میں حرام سے توبہ کی ہی
 کسی سے نکاح پڑھاؤ تبھی آپ نے نکاح کرا دیا روایت ہی مولوی سید ہاشم صاحب دہلوی
 سلمہ اللہ تعالیٰ سے وہ روایت کرتے ہیں حکیم آغا جان صاحب غفرہ سے کہا اوٹھوں نے
 کہ ایک بڑھیا کا بیٹا مدت مدید سے گم ہوا تھا حیدر آباد دکن میں اگر رہ گیا کوئی طرح سے
 اسکو خبر نہ ہو پچی زمانہ دراز تک انتظار کر کے مایوس ہو گئی اکیروز لاچار ہو کر اچکی خدمت
 میں عرض کی کہ یا حضرت آپ اسوقت کے ولی ہیں قطب ہیں سب کچھ ہیں مگر میرے حق میں
 کچھ نہیں ایک مدعا بلائیے تو جب جانو لگی کہ واقعی آپ بڑے صاحب کمال ہیں اور اللہ تعالیٰ
 نے آپ کو گون کو ہم جیسے عاجزون کی کمک کے واسطے پیدا کیا ہی آپ نے فرمایا کہ کو
 کیا ہی اوٹھنے اپنے فرزند کی کیفیت عرض کی آپ ایک تعویذ دیے اور فرمایا اسکو
 چرنے کے نیچے رکھ کر پھیرنا شروع کر جب تیرا بیٹا روبرو آکر کھڑا ہو تو پھیرنا موقوف
 کرنا ورنہ ضائع ہو جائیگا وہ اوس طرح شروع کی اوسکا بیٹا بازار میں گھی خریدنے کو
 نکلا تھا کہ یک بیک زمین سے بلند ہوتے ہوتے غائب ہو گیا جب ہلی تک پہنچا
 تو اوترنے لگا بیان تک کہ اپنے گھر میں مان کے سامنے آکر کھڑا ہا روایت ہی
 مولوی حاجی غازی الدین محمد حسن نیوٹنی سے وہ روایت کرتے ہیں شاگردوں سے
 مولوی مفتی صدر الدین خان دہلوی کے کہا اوٹھوں نے کہ اکیروز مفتی صاحب کو
 غسل کی حاجت تھی بے باک اوسی حالت میں حدیث شریف کی کتاب لیکر سبق کو

یہ روایت ایک فقیر نے
 دہلی میں لکھی ہے
 صلہ ادا نام تکمیل
 مولانا میں ۱۱

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت اکبر آبادی
 مسجد کے حجرے میں تشریف رکھتے تھے اُس حجرے کا ایک راستہ مسجد کے صحن
 میں سے تھا خلاف عادت حضرت نے مفتی صاحب کو فرمایا کہ آج فرصت نہیں ہے میں
 نہوگا تو مفتی صاحب مسجد کے صحن کے راستے سے چلے حضرت نے فرمایا کہ او دھڑ سے
 جائیے مسجد میں سے نہ جائیے تب مفتی صاحب متنبہ ہوئے کہ یہ غسل کی ضرورت
 ہونے کا سبب ہی جو حضرت نے سبق نہ پڑھایا اور نہ آپکی ذات تو ایسی ہی کام کے واسطے
 وقف ہی بعض کہتے ہیں کہ آپ او نکو اور دوسرے طلباء کو لیکر جتنا کو تشریف لیا
 ہوئے سب کہا کہ آج جی چاہتا ہی نہا نے کو میں بھی نہاتا ہوں اور نم سب بھی نہاؤ
 سب نے غسل کیا تب مفتی صاحب نے جانا کہ یہ خلاف عادت حرکت میرے نکلانے کے واسطے
 روایت ہی مولوی حاجی حافظ احمد علی صاحب سلمہ امدت علی سے وہ روایت کرتے
 ہیں جناب مولانا عبدالقیوم صاحب کہا انہوں نے کہ ایک شخص شاہ جان آباد کا بیٹا
 واسطے حج کے حرمین شریفین کو گیا اور کما معظّمہ میں ایک سال رہنے کا ارادہ ہوا ایک شب
 وہ شخص عشا کے وقت خفی پھیلے کے قریب بانتظار جماعت بیٹھا تھا اثنائے تذکرہ
 پاسِ الون سے یہ ذکر آیا کہ میں ایسا چاہتا ہوں کوئی شخص صاحب طریقہ ہو تو اوس سے
 کچھ درستی نسبت کسی طریقہ کی کروں ایک حضرت اوسکے بازو سے بیٹھے تھے انہوں
 نے فرمایا کہ بہتر اگر آپ کو شوق ہی تو میں کچھ بتلاتا ہوں اوسکو آپ کر کے دیکھیں اگر فائدہ
 معلوم ہو تو کرتے رہنا اور اسی وقت اسی جگہ مجھ سے ملاقات ہوگی ملتے رہنا چنانچہ

کچھ اونکو تعلیم کی بموجب ارشاد کے ایک دو روز میں ایک فائدہ معتمد طالب کو معلوم ہوا
 پھر توبہ و تیرہ ٹھہر کہ ہر شب عشا کے وقت ملاقات ہوتی تھی ایک سال میں تمام مدارج
 سلوک کے طے ہوئے جب اوس شخص کا ارادہ ہندوستان کی مراجعت کا ہوا تو عرض
 کیا کہ حضرت آپ نے مجھ کو سلوک تمام کر دیا اب جب عہدہ بیعت بھی لیجیے آپ نے انکار
 کیا اور وہ اصرار کرنے لگا کہ انکار کی وجہ کیا ہے جو مطلب بیعت کے بعد حاصل ہونیکا
 تھا وہ تو قبل ہی حاصل ہوا اب کیا عذر ہے بعد اصرار تمام حضرت نے فرمایا کہ میں اس عالم
 میں نہیں ہوں تب اوسنے پوچھا کہ ارشاد ہوا آپ کون ہیں جب کہا کہ میرا نام عبدالقادر ہے
 جسکا ترجمہ قرآن شریف کا ہندوستان کی نواح مہلی میں اکثر مشہور ہے اور جناب
 شاہ عبدالعزیز کا بھائی ہوں اگر تلو بیعت کرنا خواہ مخواہ منظور ہی تو ایک شخص
 عبدالقادر نامی شاہ جہان آباد کے خانم کے بازار میں فلان کوچہ میں رہتا ہے اوسکے
 دروازے پر ٹاٹ کا پردہ پڑا ہے اور وہ میرا مرید ہے اوس سے بیعت کیجیے اور
 میرا سلام کہد تب کچھ تودہ بیعت گویا مجھی سے ہے وہ شخص حشاشاندہ ہی ومان آیا بیعت
 سے مشرف ہوا رحلت آپکی ترستھ برس کی عمر میں ۳۳۰ھ ہجری میں ہوا
 آپکی ایک دختر تھی اوسکو مولوی مصطفیٰ ابن شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہ سے شادی
 کر دی تھی اوسکو ایک لڑکی ہوئی تھی وہ مولوی محمد اسماعیل شہید علیہ الرحمہ کے نکاح میں دی
 اوس سے ایک فرزند مسمیٰ مولوی محمد عمر رحمہ اللہ علیہ پیدا ہوئے اور لا لائے
 مگر بڑے صاحب تصرف اور ذی کمال تھے روایت ہے حافظ حاجی قاری محمد کریم

دہلوی سلمہ اللہ تعالیٰ سے کہا اوں خون نے کہ ایک روز مجھے تین روپوں کی ضرورت تھی
 تو میں مولوی محمد عمر صاحب کے مکان کو اس ارادے سے گیا کہ اوں سے قرض لوں گا یا جو
 شمائل ترمذی میرے پاس ہی اونکو بیچ دوں گا مکان میں لوگ زیادہ تھے کچھ موقع
 کہنے کا نہ ہوا واپس اپنے گھر چلا آیا بعد دوپہر کے حضرت مولوی محمد عمر صاحب تشریف
 لائے اور فرمایا کہ کوئی شمائل ترمذی ہو تو یہ تھوپ چھو عرض کیا کہ حاضر ہی فرمایا کہ قیمت
 تین روپوں دوں گا انتقال آپ کا ۶۸ ہجری میں ہی جناب مومن خان دہلوی
 علیہ الرحمہ نے تاریخ کئی ہی قطعہ تاریخ محمد عمر کا ہوا انتقال بزرگ ایسے ہوتے
 ہیں پیداکمان بچھے سال تاریخ کا تھا خیال کہ سب سے کما مرگ شیخ زمان ب
 جناب فضائل و شرافت مآب لودھی و یلمی مولانا حافظ مولوی شاہ عبدالغنی صاحب
 قدس سرہ آپ بڑے صاحب کشف و کرامات عارف کامل زاہد و پرہیزگار کیتاے
 روزگار تھے تفصیل سے آپ کے حالات راقم کو میسر نہوے آپ کو ایک فرزند مسمی مولانا
 مولوی محمد اسماعیل شہید اور دو لڑکیاں تھیں یہ جو مذکور ہوا ضمناً تھا اب بفضلہ
 تعالیٰ مقصود شروع ہوتا ہی حضرت پیر مرشد مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب
 قدس سرہ ملقب بملا اعلیٰ بہ حجۃ اللہ دراز قد لاغر اندام گندم رنگ کلان چشم صاف
 جسم تھے گرد اگر چہرے کے خیمہ مبارک خوشنما باعتماد تھی اکثر چیخہ اوں کے تلے
 انگڑکھ اور پا بجامہ شرعی دستار کشمش کلاہ پنہ دار و مال بینی پاک نیلا اور پاپوش
 نری اور ہاتھ میں عصا بے سبز رکھتے تھے اخلاق میں شَخْلَقُوا بِأَخْلَاقِ اللہ کے

مولانا عبدالغنی صاحب
 علیہ الرحمہ

مولانا عبدالغنی صاحب
 شاہ عبدالغنی صاحب
 قدس سرہ

مصدق تھے اور مزاج میں نہایت خوش طبعی اور ہر ایک بات کا مذاق تھا ولادت
 آپ کی شب جمعہ ۱۲^{۵۹} وپنج ماہ رمضان ۱۲۵۹ ہجری میں ہو اور نام تاریخی آپ کا غلام حلیم
 ہی کہتے ہیں کہ اسی شب شب قدر بھی تھی اور آپ ختم قرآن شریف بھی اسی شب کو
 کرتے تھے اور ختم میں شیرینی قسم رلیوٹی سے تقسیم فرماتے تھے آپ کی عمر
 حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کے انتقال کے وقت سو لہ برس چھ مہینے کی تھی
 فاتحہ نسوم شاہ ولی اللہ صاحب کا خان دوران خان کے محل کلان میں ہوا رسم
 دستار بندی میں تین چار بیچ مولانا فخر الدین صاحب رحمہ اللہ علیہ نے آپ کا
 مبارک پر باندھے جناب مرزا مظہر جانجانا صاحب رحمہ اللہ علیہ بھی شریک تھے
 اپنے علوم ظاہر و باطن اپنے پدر والا قدر سے پڑھا اور مولوی شاہ حجہ عاشق صاحب
 پھلتی سے جکا ذکر اور گزراہی اوسکی تکمیل کی اور بابا فضل اللہ کشمیری سے جو
 منجملہ ارشد تلامذہ شاہ ولی اللہ صاحب تھے بعض کتب حدیث کی سند لی اور علم
 اپنے خسر مولوی نور اللہ صاحب جد مولوی محمد عبدالحی صاحب رحمہ اللہ علیہما
 سے پڑھا اور اکثر فیوض ظاہر و باطن ہزار ہا پرانوار پدر بزرگوار سے حاصل کرتے تھے
 تھوڑے وقت اونکی قبر شریف پر مراقب رہتے تھے کوئی علم و فن ایسا نہ تھا کہ
 جہین آپ کو دستگاہ کامل نہو خط شکست نسخ خوب لکھتے تھے علم موسیقی میں
 ملکہ راسخ تھا کہ استادان فن زانوے ادب نہ کرتے تھے تیر اندازی خلیف
 محمد شاہ سے گھوڑے کی سواری ملک بیڑا افسر جاہک سواران محمد شاہ بابہ شاہ سے

سیکھی تمام ہمہ فنون میں برتر اور شناوری میں بھی سب سے بڑھکر غرض آپ کی ذات
 جامع کمالات معاصرین پر فائق بلکہ کینا ہے روزگار تھی اور فیض باطن حضرت علی مرتضیٰ
 رضی اللہ عنہ سے آپ نے پایا ہی کمالات عزیز می ہین لکھا ہے کہ عالم رؤیا میں آپ کو
 حضور ہی جناب علی مرتضیٰ اسد اللہ غالب کرم اللہ وجہہ کی حاصل ہوئی اور بیعت کر کے
 فیضیاب ہوئے مولوی نصیر الدین صاحب عرف غلام مولیٰ سلمہ اللہ تعالیٰ
 اس خواب کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے جب کی ستائیسویں کو یعنی معراج کی
 شب میں خواب دیکھا کہ ایک مکان میں چند حضرات اس طرح بیٹھے ہیں گویا کسی کے منتظر
 آپ نے اُسے پوچھا کہ کس کے منتظر ہو او انھوں نے کہا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
 تشریف لانے والے ہیں آپ بھی اوس مجلس میں ایک طرف بیٹھ رہے حضرت علی مرتضیٰ
 تشریف لاکر آپ کے پاس چار انویٹھے اور آپ مؤدب و وزان و برو بیٹھ کر عرض کیے
 کہ یا حضرت یہ فقہا آپ کے طریقے پر برابر ہیں فرمایا کہ نہیں تجھے عرض کی کہ صوفیہ آپ کے
 طریقے پر برابر ہیں فرمایا نہیں افراط و تفریط ان سب میں ہی آپ نے گزارش کی کہ
 اصل آپ کا کیا طریقہ ہی فرمایا تلاوت قرآن اور نماز حضرت کے وقت میں بھی ہم سب ہی
 کرتے تھے اور میرے وقت میں بھی یہی تھا تجھے آپ نے اس کے مناقشے کی کیفیت پوچھی
 فرمایا کہ لچھ نہیں فقط مجھ میں اور دوسروں میں شکریہ رنجی آگئی تھی تجھے عرض کی کہ حضرت
 مجھ کو تو آپ سے بواسطہ خلفا بیعت ہی اب بلا واسطہ مشرف ہوا چاہتا ہوں فرمایا کہ
 بہتر اور بیعت لی تجھے فرمایا کہ ایک شخص فلان نام کا فلان بسنی کے رہنے والے نے

کرسٹ

پشتو زبان میں ہمارے مذہب کے رد میں ایک کتاب فلان نام کی لکھی ہوئی اس کا
 جواب لکھو آپ نے عرض کی کہ پشتو محکوم نہیں آتی ہو فرمایا کچھ مضامین نہیں تم لکھو آپ نے خواب سے
 بیدار ہو کر اس کتاب کی تالاش کی وہ دستیاب ہوئی پشتو میں جواب لکھ کر منتشر کیا
 اور یہ خواب کی کیفیت کو لکھ کر جامع مسجد میں لگا دیا اور تین موضع آپ کی جاگیر تھی اون کی
 سند شاہ عالم بادشاہ اور دولت راوسیندہ نے گزرائی تھی حسن پور اور مراد آباد
 پر گئے سکندر آباد سے چاروں بھائیوں میں مشترک اور ایک موضع یعنی محل جنہ پر گئے
 بوڈھانہ سے بلا شرکت آپ کے تصرف میں تھا چنانچہ وہ موضع اپنے دونوں نواسے
 مولانا محمد اسحق اور مولانا محمد یعقوب کو عطا کیا تھا اب تک جاری ہوئی مولوی نصر الدین خاں
 کہتے ہیں کہ میری عملداری میں محل جنہ کے سالانہ بارہ سو روپے کلدار ہوتے تھے اور ان
 وہی ہر سو اس کے اکثر حصے فتوحات بلا قید سال و ماہ اللہ تعالیٰ پہونچا تا تھا جو شخص کچھ
 گزرائتا تو قبول فرماتے اور نہ دیتا تو ذکر تک بھی نہ لاتے خدمت طلبا اور فقرا وغیرہ
 کی بہت کرتے تھے گویا بخود و کرم آپ کا سرشت تھا جو سائل آتا تھا بے نیل مرام نہاتا تھا
 جانتا چاہیے کہ دنیا میں فیض بخشی کے بہت طریقے ہیں مگر ان میں تین طریقے
 مشہور و معروف ہیں ایک تدریس دوسرا تربیت باطن جسے مریدی کہتے
 ہیں تیسرا تصنیف اور یہ ابواب منجملہ بہترین باقیات الصالحات ہیں ان امور میں
 حضرت کا پایہ بلند اور رتبہ ارجمند تھا تدریس کا یہ حال کہ ہندوستان وغیرہ میں کوئی
 عالم کم نکلے گا جسکو حضرت سے واسطہ نہ ملے کہتے ہیں کہ ایک بد اوٹن عالم نے حدیث

بزرگ گنج

محل جنہ کا بیعت ہے
 ایک زینب
 مظہر گوشت

بیان تدریس

شریف پڑھنے کا ارادہ کیا مگر اوسکوناوانی سے یہ خیال آیا کہ اوس شخص سے پڑھیے کہ
 جسکے سلسلے میں شاہ عبدالعزیز نہون تمام ہندوستان پھرتے پھرتے حیران ہوا
 جان گیا وہاں حضرت ہی کا فیض پایا کوئی ایک واسطے سے کوئی دو یا تین واسطے سے
 حضرت کا شاگرد بن گیا یہ بات ایسی ہی کہ جیسے کسی نے انسانوں میں اپنی نسبت کرنی چاہی مگر
 یہ قید لگائی کہ اوس خاندان میں ہو جس میں حضرت آدم علیہ السلام نہون مگر اپنے منسل
 بہر چار پانچ شخص کے اور فکو بہت کم پڑھایا ہی عیسے اپنے تینوں بھائیوں کو کہ رفیع الدین صاحب
 والد کے انتقال کے وقت میبذی اور عبدالقادر صاحب صرف میر پڑھتے تھے اور عبد الغنی صاحب
 قرآن شریف حفظ کرتے تھے تمام علوم پڑھایا اور اپنے داماد مولانا عبدالحی صاحب کو
 مولوی عبد القیوم صاحب مولانا اسحق صاحب علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہیں کہ مولانا
 مجھ سے فرماتے تھے میں نے سیکھ لیا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ
 بعد غلبہ آشوب چشم کے بھی پڑھائے ہوں مگر تھارے والد مولانا عبدالحی کو اور جناب
 غلام علی شاہ صاحب مجددی علیہ الرحمہ بھی شاگرد ہیں بخاری شریف پڑھی مولوی عبد الغنی
 صاحب مجددی مدنی سلمہ اللہ تعالیٰ نے جو ایک سالہ غلام علی شاہ صاحب نے بنایہ زمانہ چار پانچ
 علیہ الرحمہ اور اوسکے خلفاء کے حالات میں لکھا ہی سوا اوسکا تکملہ کیا ہی چنانچہ وہ سالہ ۱۲۶۹
 ہجری میں طبع ہوا ہی اوس میں غلام علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ
 اکثر عمل حضرت ایشان بر حدیث شریف بود از فرزندان حضرت شاہ ولی اللہ محدث سند
 حدیث وارد اور اوس میں لکھتے ہیں کہ شاہ ابوسعید صاحب در حدیث وغیرہ شاگرد

مولانا رفیع الدین صاحب و مولانا و اولدنا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ ہستند
 ان حضرات کے سوا اگر کسی کو پڑھایا ہو تو تین چار سبق سے زیادہ نہیں پڑھایا اور سب کو
 جو ایک کوع قرآن شریف کا قریب طلوع آفتاب ہر روز ایک تفسیر کے ساتھ سنا کرتے
 تھے یہاں تک کہ بروز وفات بھی سنا ہی اوسکے قاری خاص مولانا اسحق صاحب ہوتے تھے
 اوسکی کیفیت مفصل مقالہ ششم میں مولانا می موصوف کے حالات میں انشاء اللہ تعالیٰ
 مذکور ہوگی اور آپ کے برادر وں کے ساتھ مولوی مفتی الحق بخش صاحب کن کا ندہلہ اور
 مولوی قمر الدین صاحب منت تخلص وغیرہ سامع تھے اسی طریق سے انھوں نے تحصیل کی
 مولوی عبدالقیوم صاحب فرماتے ہیں میں نے مولانا اسحق صاحب پوچھا کہ حضرت
 اکثر لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے شاگرد ہیں شاہ صاحب نے
 ہمیں تعلیم کی ہی اسکی کیا حقیقت ہو آپ نے فرمایا کہ بعد نابینا ہونے کے شاہ صاحب سے
 پڑھنے کی دو صورتیں تھیں ایک تو میں صبح کو قرآن شریف کا رکوع پڑھتا تھا اوسمیں
 لوگ سامع رہتے تھے دوسرے یہ کہ علما اور فضلاء اور بڑے بڑے بزرگوار اہل
 سے حاضر ہو کر حصول اجازت بتمنا تبرکاً چاہتے تو حضرت شاہ صاحب فرماتے کہ
 چہل قدمی کے وقت پڑھیں میں سنونگا اوسوقت کچھ بیان بھی کرتے تھے اس قسم کے
 شاگرد بیشمار ہیں سوا اسکے جمعہ اور منگل کو قرآن شریف کا درس بطور وعظ کے
 ہوتا تھا اوسکی کیفیت مرزا عمر علی شاہ صاحب قادر حی شہتی اپنے اپنے اوستا
 مولوی یار محمد صاحب مرحوم کی زبانی جو حضرت کے شاگرد وں سے تھے یوں بیان

مولانا رفیع الدین صاحب
 صاحب سہارن پور
 میں اس کتاب میں چھ
 سہارن پور مذکور
 ہوا اس سے بھی
 پوریا سہارن پور
 راہ ہے

کرتے ہیں کہ آپ کے عظیم ہزار ہا آدمی رہتے تھے اور نین جو بڑے لکھے تھے وہ لوگ
 ایک ایک تفسیر اپنی اپنی استعداد کے موافق عربی ہو یا فارسی لیکر بیٹھے رہتے جب
 کوئی آیت شروع کرتے تو حضرت ہر ایک سے پوچھتے کہ امام رازی کیا معنی
 کرتے ہیں اور شیخ محی الدین ابن عربی کیا فرماتے ہیں اور قاضی بے ضیا کیسا
 لکھے ہیں علیٰ ہذا القیاس جسکے پاس جو تفسیر ہوتی وہ اپنا بیان کرتا جب سب
 تفسیریں ہو جاتیں تب آپ فرماتے خیر یہ سب بیان ہو چکا اب جو خدا تعالیٰ نے
 اس فقیر کے دل پر القا کیا ہی بیان کرتا ہوں پھر وہ وہ مضامین فرماتے کہ
 کسی مفسر کے حاشیہ خیال میں بھی نہ آئے ہوں سب لوگ کتاب میں بند کر کے
 حضرت کا موندہ سکتے رہتے اور ششدر ہو جاتے اور یہ کرامت ظاہر و باہر
 تھی کہ جیسے آواز نزو یک الون کے گوش زد ہوتی تھی ویسی ہی دور و آلے
 بھی سنتے تھے اور آپ کا بیان جاہل عالم دونوں سمجھتے تھے اگر کوئی دوسرے
 دنوں میں یعنی ہفتہ یا چار شنبہ وغیرہ کو اوس عطا کا مضمون کچھ پوچھتا کہ
 حضرت آپ نے اس آیت کے کیا معنی کیے تھے فرمائیے یا مجھے اس میں کچھ
 شبہ ہی تو آپ فرماتے کہ اس وقت مجھے کچھ معلوم نہیں تم اوس روز پوچھو
 تو خدا تعالیٰ کے فضل سے بیان کروں گا کیونکہ جس وقت میں وعظ کا ارادہ کرتا
 ہوں تو میرے دونوں شانوں پر لوح محفوظ سے دو میز اب برکتے ہیں
 اس وقت جو چاہتا ہوں کتا ہوں اب وہ فیضان نہیں ہی اگر کوئی اوس روز

پوچھتا تو بخوبی بیان فرماتے مولوی بابر محمد صاحب علیہ الرحمہ مدتوں خدمت فیضدہ
 میں رہے ہیں اور کئی دُور سے قرآن مجید کے اونکے روبرو ہوئے ہیں اُون
 دُوروں کا قرآن مجید شروع سے اخیر تک تمام مُحشی اونکے فرزند مولو محمد اسحق
 کے پاس موجود ہو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب بھی اس طرح درس فرماتے تھے
 اخیر درس اونکا آیہ اَعْدِلُوا هُوَ اقْرَبُ لِلتَّقْوَى تھادمان سے حضرت نے شروع
 اور حضرت کا اخیر درس آیہ اِنْ اَكْرَمَكُمْ كُرْعِنَا اللهُ اَنْفَكُم تھاحضرت کے بعد دمان سے
 مولانا اسحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شروع کیا ثر بیت باطن یعنی مریدی۔
 اوسکی یہ کیفیت ہو کہ آپ کو تمامی آداب سلوک اور اشغال طریقت میں دستگاہ کامل
 اور ملکہ راستہ تھا جیسا چاہتے تھے ویسا طالبوں کو خدا تک پہنچاتے تھے کوی
 طریقے کے مقید نہ تھے کیونکہ اپنے عزیز واقارب برادر وں کی اولاد یعنی مولوی
 مخصوص اللہ صاحب اور مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی یعقوب صاحب اور مولانا
 اسحق صاحب وغیرہ سے قادریہ طریقت میں بیعت لی تھی اور اُن کو سلسلہ چشتیہ
 میں اور دوسروں کو سلسلہ نقشبندیہ میں مرید کرتے تھے چنانچہ جناب
 سید احمد صاحب طریقت نقشبندیہ میں مرید تھے مگر مولانا عبدالحی صاحب کو
 مولانا شاہ عبدالقادر صاحب سے بیعت تھی اور حضرت شاہ صاحب خود صاحب طریقت
 ہیں کیونکہ اپنے بعد تکمیل سلوک راہ ولایت اور سلوک راہ نبوت کے خاص ایک طریقہ
 سلوک راہ ولایت کا برعایت طبایع ابنائے روزگار استخراج کیا ہی و وصول الی اللہ

بزرگوار
 مولانا
 اسحق
 صاحب

بزرگوار
 مولانا
 اسحق
 صاحب

کے واسطے نہایت آسان و سہل ہو اس ہیچیز نے اس خاص سلوک طریقہ
 علمیہ عزیز پر یہ کو مقالہ پنجم میں عموماً واسطے اخوان کرام اہل اسلام اور خصوصاً
 منتسبان طریقہ سنیہ مذکورہ کے لکھا ہو خداے تعالیٰ توفیق عطا فرماوے
 اور مریدین کی کثرت بھی بشمار ہر ایک زمانے سے آج تک بے واسطہ اور با واسطہ
 تخمیناً چالیس لاکھ سے زیادہ ہونگے۔ اللہ عز و جل فرمادے۔ اور حضرت کی
 توجہ وغیرہ کا کوئی وقت مقرر نہ تھا اگر کوئی خواہاں ہوتا تو فرماتے کہ تم غلام علیشاہ
 صاحب کے پاس جاؤ کہ وہ صاحب طریقہ اور دکاندار اور اس کام کے ذمہ دار ہیں فقیر
 طریقہ تعلیم علوم ظاہری رکھتا ہو اس پر بھی کوئی بہت خواہش اور الحاح کرتا اور
 آپ کے ذہن عالی میں آتا تو اس کے واسطے ایک وقت معین فرماتے اور جاے
 مقرر کرتے مثلاً بعد نماز مغرب اور کسی کو بعد نماز ظہر یا دو سرے وقت جو مناسب
 جانتے تعین کرتے جیسے جناب سید احمد صاحب اور سید الدود یا صاحب بمان
 اور مولانا یعقوب صاحب اور شیخ غلام جیلانی صاحب باغبی اور حافظ قطب الدین صنا
 پھلتی یہ اکابر حضرت سے توجہ لیے ہیں اور تکمیل کو پہنچے ہیں آپ کے حضور
 چند ان توجہ کی ضرورت نہ تھی کیونکہ خود ذاتِ فایض البرکات مانند آفتاب
 جہان تاب منور و موثر تھی خوبی تصنیفات کی تمام زمانے پر ظاہر و باہر ہی
 بیان کی احتیاج نہیں تفسیر فتح العزیز مخففہ اثنا عشر بہ ستر الشہادین
 بستان المحدثین عجالات النافعہ خواستی قول الجمیل یہ تمام کتابیں مشہور و مطبوع

ہین سوا انکے علم معانی میں ایک سالہ ہو اور صدرہ اور میرزا بدر سالہ پر بھی حواشی
ہین حاجی محمد حسین صاحب سہارن پوری سلمہ اللہ تعالیٰ مولوی نور اللہ سے
روایت کرتے ہین کہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی ایک تفسیر فارسی تمام قرآن مجید
کی اکبر آباد کے قاضی کے بیان موجود ہے مگر وہ چھپی نہیں تفسیر شیخ العزیز کے
لکھنے کا سبب یہ ہوا کہ آپ کی ایام جوانی میں عادت تھی کہ بعد نماز عصر تشریف رکھتے
آخبار و یار و امصار کی گوش زد ہوتے دوسرے سخن و قصص بھی در بیان آتے
اور اشخاص اسی قسم کے جمع ہوتے تھے چنانچہ ایک کا یہ تھے بھی دربار یون سے
پادشاہ شاہ عالم کے اسی وقت حاضر ہو کر قصص دربار عرض کرتا آخر کار وہ کا یہ تھے
فیض صحبت مسلمان ہو کر شیخ مصدق الدین نام پایا اور کمال کو پہونچا انھیں کے
حسب تہ عاشقہ ہجری میں تفسیر شروع ہوئی چنانچہ خود بدولت دیباچے
میں تفسیر کے یہ کیفیت مفصل تحریر فرمائی ہین شیخ مصدق الدین کے
فرزند مولوی اکرم اللہ صاحب بڑے فاضل اور ولی کامل خلفا سے غلام علی شاہ
کے ہوئے ہین رحمۃ اللہ علیہا مرزا عمر علی شاہ صاحب قادری حشتی
اپنے استاد مولوی یار محمد صاحب مرقوم لہدر سے روایت کرتے ہین
تفسیر کے ناتمام رہنے کی یہ وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
خواب میں جناب شاہ صاحب کو فرمایا کہ تم تفسیر لکھنا موقوف رکھو اگر تمام کرو گے
تو اور تمام مفسرون کی محنت بے فائدہ ہوگی کوئی سبکی تفسیر نہ لکھے گا تمھاری انتہی

تفسیر کو ہی سمجھے تو تمام قرآن کے مضامین پر حاوی ہو گا آپ نے حسب الحکم توقوف
کیا سورہ بقرہ نا تمام رہا واقعی ایسی ہی تفسیر نادر ہے کہ اس کے وصف میں زبان
قاصر ہی باوجود ضوابط علم تفسیر کے صحت روایات و آداب سلوک و اسرار حقائق
و نکات معارف ایسے ہیں کہ اور تفاسیر میں کم ہونگے جناب امام رازی قدس سرہ نے
آیت کا ربط آیت سے دیا ہی حضرت نے سوا اس کے سورہ کو سورہ سے مربوط کیا
ہی اس کی تحریر کا یہ حال تھا کہ مسودہ کا اتفاق نہوا اور جو لفظ فرمایا پھر دوبارہ زبان
نہ آیا مولوی حیدر علی صاحب منتهی الکلام سلمہ اللہ تعالیٰ نے جو حضرت کے
اخیر وقت کے مستفیضون سے ہیں حسب خواہش سکندر ربکم مغفورہ
والیہ بھی پال تفسیر مذکور کا تنقید ستائش جلدون میں کیا ہی راقم نے دیکھا بہت
خوب لکھا ہی اس عصر میں ایسی استعداد و لیاقت کی فرد نایاب ہی دوسرے کاموں نہ
نہیں جو یہ ہمت کر سکے مگر دونوں کا فرق دیکھنے والا اپنے حوصلے کے مطابق سمجھ
سکتا ہے تحفہ اشعار عشریہ بھی آپ کی زندگی میں یعنی ۱۱۵۰ھ ہجری میں طبع ہو کر
مشہور ہوئی اور وہ بھی ایسی ہی بیباختہ لکھی گئی کہتے ہیں کہ جب تحفہ اشعار عشریہ
چھپ کر شہر ت پائی تو ایک کلکتہ کا کوئی نواب شیعہ مذہب تھا اُس کو نہایت شاق
گدرا اُس نے وہ کتاب اور بہت سے روپی ایران کو روانہ کر کے وہاں کے فضلا
اور بلغا کو لکھا کہ یہاں سنیں تو اس کتاب کی عبارت اور مضمون پر ناز ہی چاہیے
کہ دونوں نکار دہو وے ایران میں تمام فضلا اور ارباب انشا جمع ہو کر مدت

وراژ تک تمام کتاب بکرات و مکررات دیکھی کچھ نہ ہو سکا آخر کو وہ روپی سب کچھ چھوڑ کر
 اوسکے جواب میں ایک نام لکھ کر روانہ کیا اوسکا مضمون یہ تھا کہ صاحب تحفہ نے
 جو اپنے مذہب کی قدیم کتابوں کا حوالہ دیا ہوا اس ملک میں وہ مذہب صد ہا سال
 اوٹھ جانے کے سبب وہ کتابیں ہمدست نہیں ہو سکتیں اور جو ہمارے مذہب
 کی قدیم کتابیں اوسمیں مذکور ہیں ہم نے اب تک کچھ انہیں مضمون کا رد تو کتابوں کی
 قدرت پر موقوف ہی رہی عبارت الہی صاف اور بے تعقید کس منشی کا نمونہ ہی
 جو لکھ سکے سبحان اللہ آپ کی ذات نمونہ قدرت الہی اور معجزہ حضرت رسالت پنا
 صلی اللہ علیہ وسلم تھی اوس کتاب کا وجہ تسمیہ خود بدولت اسطرح تحریر فرماتے ہیں
 (کہ این رسالہ را تحفۃ اثنا عشریہ نام نہادہ شد زیرا کہ بعد از انقضای قرن ثانی
 از ہجرت خیر البشر علیہ التحیۃ والسلام صورت تالیف پذیرفتہ و جلوہ ظہور گرفتہ)
 اور حضرت کے فتوے اور مکتوبات بھی ہزار ہا ہیں جمع ہوں تو دفاتر ضخیمہ و مجلدات
 عظیمہ ہو جائیں یہاں بطور نمونہ کے ایک مکتوب لکھا جاتا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم
 حافظ صدر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ از حیدر اباد وکن مسئلہ وحدت الوجود والشہود
 استفسار نمودہ بود ند میا نصاحب بعینے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی
 قدس سرہ بر طریق نمونہ اجمالاً در چند سطر این مسئلہ نوشتہ بود نہ آہستہ اول معنی
 ابن دو کلید یا بدفہمید باز حقیقت حال یا بدشنید معنی وحدت الوجود آہستہ کہ وجود
 حقیقی بعینے ماہ الوجودیت نہ بمعنی مصدری اعتباری یک چیز است کہ در جواب

مکتوب بر مکتوب
 مسئلہ وحدت
 الوجود و شہود

واجب و در ممکن ممکن و در جوهر جوهر و در عرض عرض و این اختلاف موجب اختلاف
 در ذات نمیشود مثل شعاع آفتاب که بر پاک و ناپاک می افتد و فی ذات پاک است
 ناپاک نمی شود و این مسئله فی نفسه حق است و هیچ گونه مخالف شرع نیست زیرا که
 هر مرتبه از مراتب این وجود حقیقی حکمی جداگانه دارد و شرع شریف بیان حکم هر مرتبه
 میکند بعضی را با دمی و بعضی را مضل و بعضی را واجب الاطاعت و بعضی را واجب العصیان
 و بعضی را حلال و بعضی را حرام و بعضی را پاک و بعضی را ناپاک میفرماید مردم کوتاه
 بین میدانند که این همه اختلاف ذات است حاشا و کلا این همه اختلاف شیون
 و اعتبارات است مانند آنکه در معرکه جنگ غیر از جسم نمودار نمی باشد اگر قاتل است
 جسم است و اگر مقتول است جسم است و علی هذا القیاس اکث مرکوب غالب و
 مغلوب و در قرآن مجید چند جا اشاره باین مسئله واقع شده صریح ترین آیات
 و آله برین معنی است این آیت سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْاَفَاقِ وَ فِي اَنْفُسِهِمْ
 حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ اَوْ كَمْ يَكْفِي بِرَبِّكَ اَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
 شَهِيدٌ اَلَا اِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاءِ رَبِّهِمْ اَلَا اَنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
 مُّخِيطٌ و نیز آیه هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ اینست معنی
 وحدت الوجود و اما معنی وحدت الشهود پس تحقیقش اینست که سالک را در وسط
 سلوک بسبب غلبه نوری و انحصار توجه بسمت آن نور همه وجودات در نظر او غایب
 میشوند غیر از وجود حق و این را بنظر نمی آید و بسبب استغراق درین مشاهده از حفظ مآ

نیز غافل میشود گاهی میگوید سُبْحَانِی مَا أَعْظَمَ شَأْنِی وَکَا سِه وَاَنَا اَلْخَوِیُّ
 و امثال ذلک لیکن چون بدرجہ انتہا میرسد ہر چیز را در مقام خود می بیند و مع گوید
 مَا اَللَّهِ اَبَدٌ وَ رَبُّ الْاَکْثَرِ بَابِ تَمَثُّلِش آنکہ در روز بسبب غلبہ شعلہ آفتاب ہرچ ستارہ
 بنظر نمی آید و بینندہ حکم میکند کہ غیر از آفتاب ہرچ ستارہ موجود نیست و این حالت
 وسط سلوک است چنانچہ حالت ابتدا مانند شب است چہ ستارہ ہا بنظر می آید و آفتاب
 بنظر نمی آید لیکن میداند کہ این ہمہ نور آفتاب است کہ درین ستارہ ہا ظہور کردہ است
 و در حالت انتہا کہ نمونہ آن موجود نیست تا برای تمثیل آورده شود ہر دو چیز بنظر می آید
 ہم آفتاب ہم ستارہ و بحسب حال میگوید ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد و گریز فرق
 مراتب نکلی زندیقی و انتہی - باز در سوال نوشتہ کہ احوال سئلہ موصوفہ از سہ نفر از آن
 و حقیقت و معتبری سئلہ وحدت وجود ثابت شدہ و سئلہ وحدت شہود غیر معتبر لیکن
 غرض اینکہ جائیکہ مقام کشف و کرامت است یک مقام است و در پنج طریق دو یک معتبر
 و یک غیر معتبر و ہر دو طریق اکثر اولیاء کمال شدہ اند چنانچہ جناب شیخ احمد سہروردی
 بطرف شہود رفتہ اند و مقلدان حضرت موصوف بران طریق قایم اند غرض آنست
 کہ ہر چہ احوال حضرت شیخ موصوف آنجناب را دریافت باشد ترقیم فرمایند کہ طمانیت
 ازان حاصل آید انتہی - باز جواب نوشتند کہ صاحباً توحید وجودی مجمع علیہ چہ موصوفہ است
 الا حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی از متقدمین و حضرت شیخ احمد سہروردی مجدد الف ثانی
 از متأخرین بتوحید شہودی رفتہ اند و تحقیق آنست کہ وحدت الوجود در مرتبہ ذات

و صرافت اطلاق حق متعین است و توحید شمودی که خبر از غیریت میدهد در مراتب تعینات
واجب القبول تسلیم است پس هر دو امر در واقع تحقق دارند حکمت الهی در ابتدا نشود و نما
کمال است محمدیه علی صاحبها الصلوٰۃ و التحیۃ القاء علوم توحیدیه فرمود تا مردم از معنی
قرب و معیت و حضور و همراهی جناب حضرت حق عز و علا مستلذذ شوند و در زهد و مجاهدت
غایب بازی نه نمایند و نعم باقیل **ص** صنما رو قلند رسوا بر من نمائی چه که دراز
و دور بنمیره و رسم پارسائی چه و بهرگاه این معرفت پنجه شد و رفته رفته در فهم کلمات
عارفان طریقت مردم کج فهم راه الحاد پیوندند و این معرفت غامضه را وسیله ابطل
شرایع و تکلیفات نمودند و ندیدند شیخ محب الله که آبادی که ظاهرش قدم در وادی
الحاد میزند شیوع تمام در و اج مالا کلام یافت عنایت خداوندی حضرت شیخ احمد
سهرندی را بر روی کار آورد و علوم غریب را بر ایشان القاف نمودند من قبیل تعدیل
الحار بالبارد و الرطب بالیابس تا بهیئت اعتدالیه در اذیان مردم جاگیرد و باطل ممزوج
بحق ارتفاع و انتفا پذیرد و همین است مصداق معنی مجددیت **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ**
آپ نظم و شعر بھی بہت یادگار ہی اس محل پر برکت فقط ایک بیت اور ایک قطعہ اور ایک
قصیدے پر اتفا کیا بہت حمد را با تو نسبتی است درست ہے بر در ہر گرفت
بر در دست **قطعه** یا صاحب الجمال یا سید البشر **من و جہک المیتہ لقد**
نور القمر لا یکن الثنا کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ تو نے قصہ مختصر ہے

قصیدہ

و نہ صغیر

وَيَذَرُكُمْ لَطِيعٌ مُنْذِرٌ شَعْرًا مُسْتَهْفَرًا

اور ہمیشہ لالچ کرتا ہے اپنے شعور کے زمانہ سے گریز

وَكَذَلِكَ لِيُشْكِرَ نِعْمَةَ وَصَلَتِ إِلَى آبَائِهِ

اور ایسا شکر کرتا ہے نعمت کا جو پہنچی ہو اس کے باپ کی طرف

وَلَطَالِ مَا يَدْعُو مِلًّا فِي الدَّعَاءِ مَبَالِغًا

اور بہت دعا کرتا ہے بڑی زاری سے

يَا مَنْ يَفُوقُ أَمْرَهُ فَوْقَ الْخَلَائِقِ فِي الْعِلْمِ

اَوْنَانِ خلائق پر بزرگوں میں

أَمَّنْ عَلَيْهِ بَرَحَةٌ مَوْفُورَةٌ يَهْدِي بِهَا

سنت رکھتا ہے بڑی رحمت کی کہ تحفہ کرتا ہے اس کو

وَتَكُونُ مَصْلَحَةً لِّأَمْرِ مَعَاشِهِ وَمَعَادِهِ

اور ہو خوبی اس کی دنیا اور آخرت میں

وَأَشْفَعُ لَهُ فِي كُلِّ مَا يَنْتَابُهُ وَاسْتَأْذِنَ

اور اس کی شفاعت کرے اس کے ذریعہ اور خواہش کرے واسطے اس کے

صَلِّ عَلَيْكَ اللَّهُ أَخْرَجَهُ مِنْ مَفْضَلًا

رحمت کرے تجھ پر اللہ ہمیشہ مہربانی سے

فَلَقَسِمَةُ نَحْوَانِهِ أَوْ جَرَّةٍ مِنْ حَائِلِهِ

اوس کے خزانے کے لئے مین اور اوس کی دکان کی گھونٹ مین

وَجِدْرُ دِمٍّ وَفَوَادِهِ وَلِسَانُهُ وَجَانُهُ

اور دواؤں کو اور اوس کے دل کو اور زبان کو اور دل کو

لِطُوفٍ فِي بُسْتَانِهِ وَلِشِّمٍّ مِنْ رَيْحَانِهِ

کہ طواف کرے اس کے باغ میں اور سونگے اوس کے ریحان کہ

حَتَّى لَقَدْ آتَيْنِي عَلَيْكَ اللَّهُ فِي قُرْآنِهِ

یہاں تک کہ صفت کی تیری خدا نے اپنے قرآن میں

بُطْنَانَهُ وَظَهْرَهُ وَتَزِيدُ فِي عِرْفَانِهِ

پیٹ اور پیٹھ کو اور بڑھادے اوس کے عرفان

فِي لَيْسَرِهِ وَتَكُونُ مَطْفِئَةً لِّظُلْمِ نِيرَانِهِ

اوس کی آسانی میں اور ہو کہ بجھا دے نیران کی آتش کی

التَّشْدِيدِ فِي عِزَّتِهِ وَالثَّقَلِ فِي مِيزَانِهِ

تھمے کو اوس کی لغزش و خمین اور گرانی کو اوس کی ترازو میں

مَتَرًا وَحَبَالًا الْمَوْعُودُ مِنْ أَحْسَانِهِ

اور رحمت اور دیر سے ٹھکروعدہ اپنے احسان کا

کیفیت وفات کی کمالات عزیز می سے اور حسب ایما جناب مولانا عبد القیوم صاحب
 کے لکھی جاتی ہو آپ بہت قلیل غذا اور کثیر الامراض تھے جب وقت قریب آیا تو چند
 روز سے غذا ترک کی مرض کی شدت تھی وعظ کا دن آیا آپ نے فرمایا مجھ کو کپڑے رہو
 جب بیان شروع کروں تو چھوڑ دینا ویسا ہی کیا یعنی قوت روحانی اور فیض ربانی کا
 غلبہ ہوا آپ کو چھوڑ دیا وعظ فرمانے لگے ہزاروں آدمی جمع ہوئے اوس حال میں بھی
 جیسا دور والے سنتے تھے ویسا ہی نزدیک والے بھی سنتے تھے بعد ازاں آیہ شریفہ
 ذَوِی الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ کا بیان کیا اوس کے
 مطابق نقد اور سبب تقسیم فرمایا من بعد قریب لاکھ روپی کے نقد اور دوسرا
 اسباب بیش قیمت جو رہا تھا اوسمین سے چند ہزار روپی واسطے زاد راہ سفر حجاز
 اور اوائے مناسک حج و عمرہ وغیرہ کے اپنے نواسے مولانا محمد اسحاق اور مولانا
 محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہما کو عنایت کیے اور چند ہزار روپی مصارف مراسم وفات و
 تعزیت کے لیے دیے بعد ازاں کچھ اشعار عربی اور فارسی پڑھے اور بہت شعر
 ایسے کہ یک مصرع دوسروں کا اور ایک مصرع اپنا چنانچہ یہ شعر مشہور قدسی علیہ الرحمہ کا
 ۛ روز قیامت چون شود ہر کس بگیرد نامہ ۛ من نیز حاضر مشیوم تصور جانان
 در بغل ۛ بجائے مصرع ثانی آپ نے فرمایا ۛ من نیز حاضر مشیوم تفسیر قرآن در بغل ۛ
 پھر فرمایا کہ میرا کفن ایسے کپڑے کا ہو جو میں پہنے ہوں کرتا آیکا ادھوٹر کا اور
 باسجامہ گاڑھے کا ہونا تھا اور فرمایا کہ جنازہ کی نماز یا ہر شہر کے ہو اور پادشاہ میر خاں پیر

ایک ایک شہر کے پیر
 اور پادشاہ میر خاں پیر
 کے ہونا تھا اور فرمایا کہ
 جنازہ کی نماز یا ہر شہر کے
 ہو اور پادشاہ میر خاں پیر

نہ آوے چنانچہ ویسا ہی ہوا ساقی تین تاریخ ماہ شوال روز یکشنبہ ۱۲۳۹ ہجری وقت طلوع
آفتاب کے روح پر فتوح اس عالم گزران سے جانب عالم جاودان روانہ ہوئے جس جا
آپکو غسل دیا گیا تھا وہ خاک تمام معطر ہوئی تھی بہت لوگوں نے اپنے مکان میں اسکو
رکھا تھا اول بار دروازہ ترکمان دہلی کے باہر مولانا محمد اسحاق صاحب اہام ہو کر
نماز پڑھاے بعد ازاں نصیر الدین صاحب لکھنوی شافعی کے مقبرے میں عجات
سے نماز ہوئی بیان تک کہ پچھن بار خبازے کی نماز پڑھی گئی جو حق آتے
تھے اور پڑھتے تھے بعض مقامات میں غائبانہ بھی نماز ہوئی ہر مزار پر انوار
آپکا شاہ جہان آباد کے باہر دہلی دروازے کی سمت مہدیون کے قریب خوش نرو
کے چھتے میں واقع ہی اصل میں کوشک انور اوس جاے کا نام تھا اب زبان زد
عوام خوش نرو کا چھتہ مشہور ہی اور حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب درشاہ ولی اللہ
صاحب اور شاہ رفیع الدین صاحب اور شاہ عبدالقادر صاحب اور مولوی عبدالغنی صاحب
اور مولوی مخصوص اللہ صاحب غیرہ قدس اللہ اسرار ہم ان سب مزار ہیں ایک ہوا جا
میں ہیں یَزُودُونَ وَيُبَارِكُونَ + تاریخ وفات

عزیز صانع بیچون مفتح فضلہ
کہ بود محو رضاے خداے بے ہمتا
ولی کامل و اوستاد و مرشد و انا
محدثہ کہ شدہ مستند ہمہ علما

چورفت سوی ارم زمین جہان پر آشوب
جناب اقدس عبدالعزیز والا قدر
فقیہ بے بدل و عالم عدیم المثل
مفسرے کہ نظیرش کسی ندادہ نشان

قریب بوده به یوسف بن نزد اہل حجاز
 شدی ازو مجتمع بدانش والا
 جزا و نبود کسرا عمل ز سرتا پا
 توام جمله ادیبان موجد انشا
 ظہیر شریع پسندان صاحب تقوی
 ملاذ و مرج میر و وزیر و شاه و گدا
 ہزار نا کہ شدید و سرزد و لغت
 نہفت زیر زمین مہر دین و مام ہدی

معتبرے کہ بہ تعبیر خواب پایہ او
 کھندے کہ اگر زندہ بودے اقلیدیا
 مدبرے کہ باقلیم دانش و حکمت
 امام جملہ دبیران نکتہ سیخ و فصیح
 معین اہل و رع معتقد آدینداران
 مطاع و مرشد و شاہ زمان و اولادش
 بحسبم از خرو و خردہ کار تار بخش
 پس از وضو و طہارت نویس این صرع

ایضا از جناب شاہ رؤف احمد صاحب مجددی علیہ الرحمہ

عالم علم آیت قرآن
 از بدن گشت روح او پیران
 گفت اسے نکتہ سیخ قاعدہ دان
 از احد تا الف زین عنوان
 او لاچار چہ کند کن پس ازان
 پس بکن طرح بست بست ایجا
 ضرب فدا توای نسیم زمان
 فوت آن مٹخ ^{۱۳۳۹} بر زمین و زمان

شاہ عبدالعزیز فخر جان
 صبح یکشنبہ ہفتمین شوال
 سن ہجیرے جو ہستم از مالقن
 سال خوش ز ہر عد و پید است
 خواہی از ہر عد و کہ تار بخش
 یک بیفتد و ضرب کن دہ را
 در صد و بست چار با کسرتے را
 پس نقصان یک عدد در باب

از قاضی ارتضا علی خان صاحب گوپا موی مدرسی علیہ الرحمہ

چون سوے جنت برین رفت

گفت آہ آفتاب دین رفت

شاہ عبد العزیز قطب زمان

سال تاریخ جلالتش یافت

از خادم خاص حضرت مغلانی مومن خان مہلوی علیہ الرحمہ والخفراں

بے عدلیٰ بے نظیر بمثال بے مثل

اگیا تھا کیا کسین مردوں کے ایمان میں خلل

کیا کیا یہ ظلم تو نے بیکسون پر اوجھل

لوٹتا تھا خاک پر ہر قدسی گردون محل

ڈالتا تھا خاک سر پر ہر عزیز و مبتذل

جب بڑھی تاریخ مومن نے یہ آکر بے بدل

فقرو دین فضل و ہنر نطف و کرم علم و عمل

انتخابِ نسخہ دین مولوی عبد العزیز

جانبِ ملکِ عدم تشریف فرما کیوں ہو

ہر قسم ایوچرخ کو سکھو بیان کیگیا

جب اٹھائی نقش ایک عالم نہ وبالا ہوا

کیا کس نہا کس حق تھا صد کہ کیا جھوٹ نہ

مجلسِ و آفرینِ تعزیتِ مین میں بھی تھا

دستِ بیداد اجل سے بے سرو پا پھوٹے

نظم

آفتابِ سپھر عز و شان

ویر کیا قلمِ عمرِ عفان

قطبِ اقطاب مرشدِ دوران

خاص حضرت علی سے ہی فیضان

کس کس چیز کا کرے انسان

شاہ عبد العزیز شاہ زمان

جو ہر کانِ شرعِ مصطفوی

اوستا و زمانہ عالی جاہ

آپ اولاد میں عشر کے ہین

تھے کمالات آپ کے وہی

ایسی قدرت خدا نے دی تھی اونھیں
ایک عالم کو فیض اُوسے ہر
آپ محبوب ہیں ہمیں ہر کے
کو نسا حال آپ کا لکھوں،
ختم پیغمبران نے بھیجا تھا
خود رسول خدا سے عز و جل
یا الہی تو اُوسے صدقے سے
کو نسا ہر کمال جس میں نہیں

زیر فرمان تھے اُونکے انس و جان
ذات ہر اونکی فیض بخش جہان
اور محبت خدا سے کون و مکان
کیا کروں میں کراستوں کا بیان
ایک عالم کو پڑھے آپ کے بان
آئے تھے سننے آپ کا قرآن
کھول دے دل پر میرے راز نہاں
اے ضیا آپ کی علو شان

تَمَّتْ مَقَالَةُ الْأَوْحَى

مِنْ مَقَالَاتِ

الطَّرِيقَةِ



مقالہ دوم در امور متعلق بعلوم ظاہر و باطن

روایت ہے مشہور خاص عام صاحب منتہی الکلام لودھی علیہ السلام مولانا مولوی
 حیدر علی سلمہ اللہ تعالیٰ سے کہا او بخون نے کہ ایک شخص کے پاس لایت میں
 حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ کی ایک کتاب خلاصہ کی مدونین
 نہایت اوق تھی اوسکا نام جو اہر القدس تھا اوس کتاب کے پڑھنے کا اوس کو
 نہایت شوق ہوا مگر کوئی عالم کہ جس سے اوس کے مطالب حل ہونے ملا آخر کار وہ
 شخص کہ معظمہ کو روانہ ہوا وہاں کے علما کی خدمت میں کتاب پیش کی مگر تشفی
 نہ ہوئی وہاں سے مدینہ منورہ کو علی صاحبہا الف الف تحیۃ و التثانیہ کیا وہاں کے
 فضلا اور فقہر کی خدمت میں عرض مدعا کیا وہ لوگ بھی اوسکی تفہیم نہ کر سکے
 ایک روز لاچار ہو کر نہایت متفکر سو رہا تھا کہ نخت بیدار ہونے پر ہمنوئی کی یعنی
 حضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں تشریف فرما ہو کر
 اوس سے فرمایا کہ تو دہلی کو عبدالعزیز کے پاس جا وہ تجکو پڑھائے گا اور
 تیرا معابر آئیگا وہ شخص مشقت زدہ خاطر پرمردہ سو رہا تھا حضرت رسالت شاہ
 کے ارشاد کی خوشی سے نہایت شاد و شگفتہ خاطر اوٹھا اور دہلی کو چلا
 مولف داہ کیا طالع بیدار تھے سبحان اللہ خواب میں جیکو ملی و بولت
 مقصود کی راہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں حاضر

سینہ پڑھانا حضرت
 علیہ السلام کی حکمت

ہو کر واقعہ بیان کیا حضرت نے فرمایا بسر و چشم حاضر ہوں اور اپنے خادم و طلباء کو حکم کیا کہ شہر میں کوئی اور نسخہ اس کتاب کا تلاش کریں اور درس میں حاضر رہیں بتلاش تمام ایک نسخہ ہمدست ہوا بڑے بڑے علما فضلا اور راوی بھی اس محفل فیض منزل میں حاضر رہتے اس شخص سے کہا جتنا تمکو پڑھنا منظور ہو اتنا مطالعہ کر کے تشریف لایا کرو وہ حسب کم اسی طرح حاضر ہوتا طرفہ یہ ہو کہ وہ کتاب کبھی حضرت کے مطالعہ سے نگذری تھی اور دونوں نسخوں میں کتابت کی نہایت غلطی تھی طریقہ درس کا اسطور تھا کہ قاری کو جتنا پڑھنا منظور ہوتا اتنی ایک بار عبارت سنا دیتا حضرت کو ایک بار سننے ہی وہ عبارت حفظ ہو جاتی سب حضار ساکت رہتے خود بدولت اول عبارت عربی کی غلطی کو صحیح کرتے دوسری بار لغات کے معانی اور مطالب بیان فرماتے حاصل کلام کتاب تمام ہونے پر نیا کتاب پدیدار حضرت کی تمام ہوئی اور یہ واردات اخیر عمر میں ایسی حالت میں تھی کہ اُن دنوں مزاج و باج میں نہایت نقاہت اور ضعف بصر اور قصور ہاضمہ کا شدت شکوہ تھا روایت یہی مولوی سید راشد علی صاحب دہلوی سلمہ اللہ تعالیٰ سے وہ روایت کرتے ہیں میر محمد جان سے جو صحبت یافت حضرت کا ہی کہا او نے ایک شخص اجنبی کہ اہل دہلی سے معلوم نہیں ہوتا تھا اور کسی نے کبھی اس سے دیکھا نہ تھا حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر شیخان وقت یعنی حضرت اور غلام علی شاہ صاحب قدس سرہما کی شکایت شروع کی کہ کہنے لگا کہ بیان تو کوئی فقیر نظر

دن گزار کر حضرت کا فرمان ملاقات سے آراستہ ہو کر آیا

ایک کی دیکھی

نہیں آتا جس کی تائید کرنے اور کوئی صاحب ثروت نہیں کہ اوس سے کچھ کام
 نکلے اس لیے ویسے ہی میں غرض جو دل میں آیا وہ کہا آپ نے سن کر اوسکو ٹھہرایا
 اور غلام علی شاہ صاحب کے کھلایا کہ آپ آج عصر کے وقت خواجہ میر درد علیہ الرحمہ کے
 باغچہ کو آنا میں بھی جاؤنگا آپ اوس شخص کو ہمراہ لیکر وہاں تشریف لے گئے
 غلام علی شاہ صاحب بھی حاضر تھے اوس مقام پر جو نر کے منج بنے ہوئے ہیں
 وہاں ایک ہاتھ اوسکا حضرت نے پکڑا اور ایک ہاتھ غلام علی شاہ نے اور وہ شخص
 نہایت ترشپنے لگا اور بہت ہتھیار ہوا بعد ازاں ہاتھ چھوڑ دیے اس نے دونوں
 حضرات کی دست بوسی کر کے تھوڑی دور جا کر غائب ہو گیا حضار نے حضرت سے
 یہ ماجرا بے عجب دیکھ کر استفسار حقیقت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص زمرہ
 ابدال میں تھا اب اوس زمرہ سے نکل کر اوسکے مارج کی ترقی ہوئی تھی کہ اوس کا
 شیخ مگر کیا کوئی دستگیر نہیں رہا اس لیے وہ میرے پاس آیا تھا خدا کے
 فضل سے اپنا مطلب پایا مولفہ شاہ عبدالعزیز قطب زمانہ روفی دین
 دستگیر جہان تھوڑے عرصے میں اوس نے پہنچایا دیکھ ابدال کو کہا
 سے کہاں روایت ہے حاجی مولوی حمایت اللہ دہلوی سے وہ زرد
 کرتے ہیں حضرت مولانا یعقوب علیہ الرحمہ سے جو نو اسہ اور خلیفہ حضرت کے تھے
 کہا اُنھوں نے کہ بعد رحلت حضرت شاہ صاحب کے جو لوگ اُنکی جناب میں اعتقاد
 کامل رکھتے تھے اور نفوس مرتاض تھے اُنکو کتابوں میں اگر کچھ شبہ آجانا

ہا کوئی مطلب شکل رہ جاتا تو مزار پر انوار کے پاس جاتے اور مطالعہ کرتے بفضلہ
 تعالیٰ تائید سے روح پر فوج حضرت شاہ صاحب کے مقامات مشکل حل ہو جاتے
 روایت ہی مولوی سید ہاشم صاحب ہلوی سے کہا اُوٹھون نے کہ میں نے دو
 کتابیں یعنی حلسی اور تلویح فقط حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ کی
 روح کی امداد سے پڑھائیں کیونکہ یہ کتابیں اپنے استاد مولوی مملوک علی صاحب
 سے پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا جب پڑھانے کا موقع ہوتا تو مطالعہ کرتا اور
 پڑھاتا جان کہیں شبہ آتا تو حضرت کے مزار پر جاتا اور مطالعہ کرتا بفضل الہی جو
 مضمون کہ شکل ہوتا وہ حل ہو جاتا اور یہ بھی کہا کہ اس مقدمہ میں میں نے حکیم آغا جان
 اور حکیم غلام حیدر خان سے سنا ہے اور یہ دو لڑکے مرید اور شاگرد حضرت کے تھے
 کہ اُوٹھون نے کہ ایک دن حضرت کے وعظ کی مجلس میں کسی نے سوال کیا کہ ارواح سے
 استغاثہ کیسے کیا میں آپ کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میری والد کی روح
 سے مجھے بہت فیض علوم ظاہر و باطن ہوا ہے تو مولوی محبوب علی صاحب نے عرض
 کی یہ فقط حضرت کی واروات ہی یا کچھ اسکی اصل بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہی
 مولوی برکت اللہ صاحب نے کہا کہ ہمیں تو حضرت کا فرمانا سند ہی اور کافی ہے حضرت نے
 یہ سن کر فرمایا کہ مجھے تو میرے والد ماجد کی روح سے تسلی ہوتی ہے خواہ سیکو ہو
 یا نہ ہو **بیان اللہ** کیونکہ خود امی تعالیٰ نے حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی
 ذات بابرکات کو مرجع خاص و عام اور مشکل کشا علوم ظاہر و باطن کیا تھا اور ان

خزانہ غیبیہ وہ دولت عطا کی تھی کہ کوئی سایل کی سطح کا بے نیل مرام نہیں جاتا تھا یہاں
 تو ثابت ہو کہ جب کوئی صاحب نسبت اس عالم سے گذرتا ہو تو بالکل تعلقات عالم محسوس
 کے قطع ہوتے ہیں اور اسکی روح کو مرتبہ اطلاق کا ملتا ہی تمام کمالات میں قوت حاصل
 ہوتی ہو جو بہان اعانت اور ستم کو کرتا ہو بے شک وہاں بھی کرتا ہی چنانچہ حجۃ الاسلام
 میں حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اسٹھلا کردہ شود در حیات استہدا
 کردہ شود بعد از وفات اور فصل الخطاب میں شرح مشکوٰۃ جناب شیخ عبدالحق دہلوی
 رحمہ اللہ علیہ سے مسطور ہے (بہ تحقیق ثابت شدہ است آیات و احادیث کہ روح باقی است
 و اور اعلم و شعور بزم ایران و احوال ایشان ثابت است و ارواح کا ملان را قریب و مکانی
 در جناب حق ثابت است چنانکہ در حیات بود یا بیشتر از ان و اولیاء اکرامات و تصرف در
 اکوان حاصل است آن نیست مگر ارواح ایشان را و ارواح باقی است و تصرف حقیقی
 نیست مگر خدا سے غرضانہ و ہمہ بقدرت اوست و ایشان فانی اند در جلال حق در
 حیات و بعد از ممات پس اگر دادہ شود مراد سے را چیزے بوساطت یکے از دوستان
 و مکانی کہ نزد خدا وارد و ور نہا شد چنانکہ در حالت حیات بود و نیست فعل و تصرف
 در ہر دو حالت مگر حق جل جلالہ و عم نوالہ را و نیست چیزے کہ فرق کند میان ہر دو حالت
 و یافتہ نشدہ است و دلیل بر ان روایت ہی غلام محی الدین خان مرحوم مستثن
 تخلص سے جہاں علم اور اوستادوں سے اس شہر کے تھے اکیڈن تذکرہ اہل علم
 کا آیا بحر العلوم مولوی عبدالحق علی ملک العلما رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ذکر ہوا بہت کچھ انکی

تعلیف کی اور حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے کمالات بھی بیان کیے اور کہا کہ ایک
 نامہ درحال حضرت کا سینے سننا ہی کہ وہی میں کسی شخص کے پاس کوئی کتاب نامہ دراورنا آیا
 تھی ضخامت میں تفسیر کبیر کی ایک جلد کے برابر تھینا دوسو جزو کے ہوگی وہ کسکو
 نہیں دیتا تھا اور حضرت کو اسکے دیکھنے کا نہایت شوق ہوا بذات خود اسکے مکان کو
 تشریف فرما ہوئے اوسنے عرض کی زہے سعادت زہے شرف و عزت کس لیے
 رونق افزا ہوئے کہا کہ اوس کتاب کے لیے آیا ہوں دو روز کے وعدے
 سے مجھے دینا اوسنے فوراً حاضر کی آپ لیکر بہت خوش ہوئے دو ہی دن میں
 تمام کتاب دیکھ کر والیں بھجوا دی بعد چند مدت کے اوس شخص کو سفر درپیش ہوا
 وہ کتاب کہ از بس عزیز تھی ہمراہ لیکر چلا گیا قضا را کسی مقام میں چوری ہوئی اور
 اسباب کے ساتھ وہ کتاب بھی جاتی رہی اوسکو اسباب غیرہ کا کچھ غم نہ تھا مگر کچھ
 نہایت قلق و الم تھا حاصل کلام جب دہلی کو آیا تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر سب
 احوال عرض کیا جب حضرت نے اوسکو کتاب کے غم سے بہت پریشان پایا تو فرمایا
 خاطر جمع رکھو مجھ کو یاد ہی فلاں نے وقت آیا کرو لکھو اودن کا تھوڑی تھوڑی لکھ لینا
 وہ نامہ نہایت شاد ہوا حسب ارشاد حضور میں جاتا تھوڑی تھوڑی لکھ لانا ایک تہ
 مدد میں وہ کتاب تمام ہوئی اسکی مراد برائی خاطر شاد کام ہوئی چند روز کے بعد
 وہ اصل کتاب کوئی حضرت کے پاس پہنچنے کو لایا اپنے دیکھتے ہی جو محبت کہ اوسنے کسی
 وکیل خرید لی اور اوس کتاب واسلے کو بلوا کر لیا کہ یہ تمھاری کتاب آئی ہے لیجیے اوسنے

طلباء کو درس دے رہے تھے مکان میں سے ماما نے اگر عرض کی کہ حضرت
 صاحب زادے کا انتقال ہوا آپ نے جواب دیا یہ کارخانہ خدا کا ہے اسے طرح
 چلا جاتا ہے طلباء سے کہا کہ تم اپنا سبق پڑھو سر مومناج مبارک میں تغیر نہوا
سبحان اللہ غور کی جاہر کیا یہ مقام صبر و رضا کا ہے حضرت غوث الثقلین
 رضی اللہ عنہ کی بھی ایسی ہی عادت تھی گو یا جناب شاہ صاحب کی روح کو تربیت
 حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی روح مقدس سے تھی ایضاً مولوے
 حمایت اللہ صاحب کے کماؤ بھونے کہ دہلی کے رزیدنٹ نے کلکتے کے لاٹ کو لکھا
 کہ ایک شخص فی زمانہ اپنے نظیر ہند میں آفتاب کے مانند اوسکی ذات ہی آپ آنا
 قابل ملاقات ہو لاٹ نے چند صاحبوں سے دہلی کو آیا اور اوس رزیدنٹ کو
 ساتھ لیکر حضرت کی ملاقات کے واسطے مکان پر حاضر ہوا چالیس قدم سے
 تعظیم کے لیے ٹوپیاں اودنا کر صفت نعال میں کھڑے رہے اور سوت حضرت
 طلباء کو درس فرما رہے تھے عرصہ دو گھڑی کا گذرا کہ لاٹ کی جانب ملتفت نہوا
 تعظیم کو اودھے اوس نے رزیدنٹ کو چشم نمائی کی کہ تو نے کس شخص کے پاس لایا
 کہ ہمارا سلام تک بھی نہیں لیتا ہی رزیدنٹ نہایت خوفناک ہوا جب لاٹ کی جو رو
 نے کہی میں آگے جا کر امتحان کرتی ہوں تو اشر فی لیکر حضرت کے روبرو کھڑی
 رہی حضرت نے کچھ بھی التفات نہ کی طلباء ہی سے گفتگو رہی اوس عورت نے
 اپنے خاوند سے کہی میں اور تم تو کیا اگر لندن کی ملکہ بھی آئے تو حضور خیاں فرمائیں گے

لکھنا

اشرفیاء کتاب پر رکھ دین تسلیم بحال لاکے واپس ہوئی لاٹ وغیرہ سب روانہ ہوئے
 بعد ازاں بعض طلباء اور مقرب جلیل القدر نے عرض کی کہ قدم بوسی کو لاٹ گورنر حاضر ہوا
 حضرت ملفت نہوے فرمایا ہلکو کیا ضرور تھا کہ اوس سے بائین کر کے طلباء کے
 استفادے میں خلل ڈالیں دل میں خدشہ ہوا تھا کہ طلباء کے کپڑے بہت بھٹ
 گئے ہیں حضرت حق سبحانہ نے سواشر فی بھجوا دی اس ہانے سے بھجوانا منظور تھا
 بھجوانا کپڑے بن جائیں گے اوسکی تعظیم تکریم میں ہرج آٹھانا خدا کی راہ سے مونہ
 بھرانہ کیا ضرور تھا روایت ہی حافظ حاجی قاری محمد کریم بخش دہلوی سے کہا
 اوسنے کہ دہلی میں ایک شخص تھا مولوی بہر نام اوسکے وعظ کی تمام شہرین ہم دھام
 فقہ دانی میں شہرہ آفاق ہر علم میں طاق تھا فقط خداے علیم کی قدرت تھی کچھ لکھا تھا
 نہ پڑھا مگر ہمیشہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی خدمت فیض درجت میں حاضر رہتا
 کوئی وعظ کا جلسہ نہ چھوڑتا جو حضرت فرماتے وہ بادرکھتا تھا اور بیان کرتا تھا عالم
 و جاہل جو کوئی اوس سے کچھ پوچھتا اپنے سوال کا جواب پاتا رفتہ رفتہ تمام شہر میں
 اس بات کا چرچا ہوا تو حضرت شاہ صاحب نے بطور امتحان بعض مسائل پوچھوائے
 اوسنے برابر جواب دیے حضرت نے پوچھا کہ تم نے یہ جواب کس طرح دیا اوسنے
 عرض کی کہ فلاں جلسہ میں فلاں وقت آپ سے ایسا ہی سنا تھا عرض کو کون نے
 اوس سے دریافت کیا کہ یہ کیا بات ہے تم تو کچھ لکھنے پڑھے یہ کیسی معلومات ہو جواب
 کہ ایک دن میں حضرت کا تعاب کھا لیا تھا یہ سب اوسکے برکات ہیں مؤلف

بہر نام صاحب

لکھنے پڑھنے پر کچھ نہیں موقوف ہے فیض یہ سب اسی اُفتاب کا ہی ہے کیونکہ چمکا
 ایک عالم کو پتہ دے کہ یہ کیسے آفتاب کا ہی ہے روایت ہی اسی قاری بزرگوار سے
 کہا اُس نے کہ مولانا یعقوب علیہ الرحمہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت شاہ صاحب قدس سرہ
 سنا ہی فرمایا کرتے تھے کہ ہماری آل اولاد مکہ معظمہ میں جا بسی گی اور حضرت امام مہدی
 علیہ السلام سے ملیگی **سبحان اللہ** مکہ معظمہ میں حضرت کی آل مولانا مولوی
 عبدالرحمن صاحب نواسے حضرت مولانا اسحق صاحب کے اور جناب مولوی خلیل الرحمن صاحب
 نواسے مولانا یعقوب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے اب حاضر ہیں دوسری بات پر
 بھی خدا کے جل و علا قادر ہی روایت ہی مولوی سید شاہ محمد قادر نبی رشتہ
 سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے استاد مولوی محمد کرامت علی موسوی دہلوی سے کہا
 کہ اُنھوں نے کہ جب کبھی حضرت کو بخارِ شدت آتا اور ایسا معلوم ہوتا کہ اُس کے
 زور سے نماز برابر ادا نہ ہوگی تو ویسے وقت میں اپنی عصا پر یا چادر پر توجہ فرماتے
 کہ وہ عصا یا چادر شدتِ حرارت سے اچھلتا رہتا اور آپ نماز سے فارغ ہو کر
 پھر اُس بخار کو جذب کر لیتے روایت ہی مولوی نصر اللہ خان صاحب خوجوی
 سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے استاد جناب خلیفہ اسد اللہ مغفور سے
 یہ بزرگ حضرت کے خلفائے طریقت سے ہیں کنا اُنھوں نے کہ ایک دن
 میں حضرت کے پیرواں بے بیٹھا تھا ناگاہ حضرت نے فرمایا خلیفہ صاحب آندھی آئی
 اُٹھیاں باندھو میں چمکا رہا پھر فرمایا خلیفہ صاحب آندھی آئی اُٹھیاں باندھو میں اُدھر

حرمینہ

وقتِ تہجد

حرمینہ

او دھردیکھا تو آندھی ہی نہ کچھ یہ کیا فرما رہے ہیں عرض کی کہ حضرت آندھی تو نہیں
 ہو فرمایا کہ تمہیں باندھو آپکا کیا نقصان ہی حسب الارشاد بیٹے باندھی فوراً ایسی
 آندھی چلی کہ تمام شہر میں تاریکی اور گرد و غبار ہو گیا روایت ہی قادر محی الدین صاحب
 مدراسی سے وہ روایت کرتے ہیں مولوی حاجی قاضی ارتضا علی خان مرحوم گوام پوری
 مدراسی سے کہا اوس نے کہ ایک شخص حسن بھائی نامی دہلی میں تھا اوسکو نہایت
 شوق علم کا تھا اور پڑھنے میں بڑی محنت و مشقت کرتا تھا مگر کچھ بھی یاد نہ ہوتا
 تمام شب سبن یاد کرتا صبح کو بھول جاتا لاچار ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور
 عرض کی کہ مجھے نہایت علم کا شوق ہی مگر کیا کروں ایسا کُنڈ ذہن ہوں کہ کچھ یاد نہیں
 رہتا آپ نے فرمایا کہ اس دیوار کے پاس بیٹھ اوسنے حسب کم اوس دیوار کے پاس
 جا بیٹھا دیوار سے ایک آواز نکلتی اور اسکو سبق پڑھانی جو دیوار سے پڑھتا تھا
 وہ یاد رہتا تھا کبھی نہ بھولتا حاصل کلام وہ شخص پڑھتے پڑھتے بڑا عالم ہوا
 سبحان اللہ یہ کتنی بڑی کرامت ہی اور کیسی عمدہ خرق عادت ہی اور یہ قدرت
 محض عنایت خدا تعالیٰ کے ہی جو اپنے بندے کو خطا کی ہی جو اہل الحقایق
 میں مرقوم ہی وبالجمہ چون حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ سیکے اژدہستان خود را
 منظر قدرت کا ملکہ خود گرداند و بیولاے عالم ہر نوع تصرف کے خواہد تواند کرد
 وبالحقیقت آن تاثیر و تصرف حق سبحانہ و تعالیٰ کہ دروسے ظاہر میشود و وہی
 ورمیان فی استغنیٰ روایت ہی قادر محی الدین مذکور سے اوسنے روایت کی

یہ روایت
 حضرت مولائی شری
 خاں سپہ سالار محی الدین
 صاحب مدراسی نقوی
 دیوبند سے
 نقل ہے

معقول کی کتاب
 معقول سے

مفتی ولی محمد سے جو شاگرد تھا ملک العلماء کا اوسنے کسی فاضل دہلوی سے کہا اوسنے
 کہ لکھنؤ کے مدرس کے نائب اپنے مدرس سے کہا شاہ عبدالعزیز کو منطق میں زیادہ را
 نہیں ہی میں جا کر اوسے منطق شروع کر کے الزام دیکر آونگا اوسنے کہا اچھا جا
 وہ شخص وہاں سے دہلی کو حضرت کی خدمت فیصد رحبت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ
 میں لکھنؤ سے منطق پڑھنے کے واسطے آیا ہوں آپ نے فرمایا کون سی کتاب پڑھو گے
 اوسنے کہا قطبی فرمایا کہ لکھنؤ کے لہجے پر پڑھاؤں یاد دہلی کے لہجے پر یہ بات
 سنتے ہی اوس شخص نے حیران و متعجب ہو کر عرض کی کہ دہلی کے لہجے پر پڑھاؤ
 حضرت نے تمام قطبی ہر ہر قضیہ پر دلائل نقلی آیات و احادیث سے قائم کر کے
 پڑھائی جب کتاب تمام ہوئی تو اوس سے فرمایا کیون تم نے تو لکھنؤ کے
 مدرس سے کہا تھا کہ منطق میں الزام دیکر آونگا اوسنے انکار کیا آپ نے فرمایا
 کہ سچ کہو اب تو تمھاری کتاب تمام ہو چکی تہ وہ شخص مفرا و نام ہوا پھر فرمایا
 اب کیا ارادہ ہو اوسنے عرض کی کہ مشکوٰۃ شریف پڑھونگا مشکوٰۃ شروع کی خدمت
 شریف میں رہا پڑھا عالم ہوا روایت ہی مولوی محمد عنایت علی سے وہ
 روایت کرتے ہیں اپنے والد ماجد مولوی محمد کرامت علی مرحوم سے کہا اوتھوں نے
 کہ ایک دن حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کسی جہاز سے کے ہمراہ چلے جاتے
 تھے انھیں بھی بہت لوگ ساتھ تھے ان کے آگے وہ شخص کشت و شت کرتے
 ہیں چلے جاتے ہیں ہر ایک انہیں سے آگے بڑھنے کا ارادہ کرتا ہی

از کشت و شت
 ام کلانی

مگر وہ دونوں سو اُحضرت کے دوسرے کو نظر نہیں آتے حاصل کلام جب قبر پر پہنچے
اور میت کو دفن کیا تو ایک اُون دونوں میں سے میت کے ہمراہ قبر میں اُتر گیا
اور دوسرا ایک درخت کے تلے غلین کھڑا رہا حضرت نے سب لوگوں سے آگے
بڑھ کر اوس شخص سے پوچھا کہ تو کون ہی آؤسنے کہا کہ میں بری کا فرشتہ ہوں پھر پوچھا
کہ وہ کون تھا کہا کہ وہ نیکی کا فرشتہ تھا ہم دونوں میں سے ہر ایک چاہتا تھا
کہ آگے ہو جائے چونکہ میت کی نیکیاں زیادہ تھیں اس واسطے وہ ساتھ چلا گیا اور
یہ حضرت کے پوچھنے کی آواز سب لوگ سنتے تھے مگر وہ جواب دینے والا
کیونکہ نظر نہیں آتا تھا روایت ہی حاجی محمد حسین صاحب بہارن پوری سے
وہ روایت کرتے ہیں مولوی وحید الدین صاحب بھلٹی سے کہ وہ شاگرد ہیں
مولانا اسماعیل شہید کے اور خلیفہ ہیں سید احمد صاحب قدس سرہ کے اور تیرہ^{۱۳}
سال حضرت شاہ صاحب اور مولانا عبدالقادر صاحب قدس سرہ کی خدمت رہے ہیں
کہا اُنھوں نے کہ نواب نصر اللہ خان والی رامپور کے بیان ایک قوال مسی نے
ہمت خان بڑا صاحب کمال تین سو روپیہ ماہوار کا نوکر تھا تمام گویے اُسکو
مانتے تھے ثانی تان سین جانتے تھے ایک دن اُسکو خیال آیا اگرچہ مجبوتام
لوگ بڑا کمال والا جانتے ہیں اسکا کچھ اعتبار نہیں میں اپنے ہنر کو جب تک
حضرت کے محکم امتحان پر عرض نہ کروں اور اونکی زبان سے سند نلوں تو کیونکر
اپنے کو کچھ چیز سمجھوں کس لیے کہ اس زمانے میں اوس فرائض جامع الکملات

قوال کا تعلیم

کی جیسی کوئی ذات نہیں اور کمال تو ہی معتبر ہی جو اہل کمال پسند کریں اور داد دین
 مولف معتبر ہی سخن معرکہ اہل سخن و زور ہی کام کا ہی چڑھکے جو کمال آیا ۔
 اسی آندوین دہلی کو آیا وہ حضرت کا اخیر زمانہ تھا کہ مینائی سلب ہو گئی تھی اور تمام حواس
 میں ضعف طاری تھا روبرو حاضر ہو کر سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا
 کہ اوہمٹ خان اچھے تو ہو سکتے ہی وہ نہایت حیران و ششدر ہوا اور تمام حضار
 متعجب ہوئے کہ یہ شخص تو کبھی بیان نہیں آیا اور کبھی حضرت نے نہ اس کی آواز
 سنی نہ صورت دیکھی یہ کیا بات ہے کہ اُس کا نام لیکر پکاراؤ سنے بھی استفسار کیا
 تو فرمایا کہ تمھارے گانے کا لوگ ذکر کیا کرتے تھے کہ اُن کی آواز میں یہ بات ہے
 اور اس طرح کا اوتار چڑھاؤ ہی وہ بات صاف تمھارے شکم سے پائی گئی تو سینے
 جانا کہ اس انداز کا تمھارے سوا کوئی نہیں ہی جب اُس نے اپنا مدعا عرض کیا
 کہ میں چاہتا ہوں اپنا جو ہر حضرت کے روبرو عرض کروں ارشاد ہوا کہ مناسب
 پھر حضرت نے ایک دن حضرت شاہ رفیع الدین صاحب اور مولانا عبدالقادر صاحب
 وغیرہ بڑے بڑے مکمل اکو جمع کیا اور کوئی اخبار سے نہ بات اوسکی یاد ہوئی
 اور وہ گلے لگا جو جو چیزیں اوسکو یاد تھیں سب سنا دیں تمام حضار کو
 رقت ہوئی حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کہ نہایت مستقل مزاج تھے اُن کے بھی
 اشک جاری ہوئے چادر موندہ پڑا لے ہوئے بیٹھے رہے اور حضرت بھی
 کھنڈ و لے پر جنبان تھے جب وہ سب کا چکا تو فرمایا کہ دافنی تم اپنے کمال میں

لیکتا ہو مگر اس وقت شاید پر تو سے ان فقرا کے تمھارے بھی مزاج میں کچھ تغیر
 واقع ہوا ہو گا کہ فلان فلان مقام میں یہ یہ بات رہ گئی ورنہ نکلے جو بی معلومات ہوگی
 اوسنے عرض کی کہ پیرو مرشد فدوی کو جو کچھ معلوم تھا سب عرض کیا یہ جو حضرت نے
 فرمایا ہر اسکا علم نہیں کچھ حضرت کی طرف سے ارشاد ہو جب آپ نے جس جس مقام میں بجز
 اوتار چڑھاؤ رہ گیا تھا اوسکو با حسن وجہ سنایا اور سمجھایا وہ نہایت خوش ہوا اور اپنے
 کو جب کچھ چیز جانا روایت ہی شاہ میر علی شاہ صاحب صوفی قاضی چھاؤنی حسین گار
 سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے پیر بزرگوار مولوی شاہ عبدالقادر صوفی خلیفہ حضرت
 شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہما سے کہا اوتھوں نے کہ جب مجھے خدا طلبی کا شوق
 ہوا تو سیاحی اختیار کی بہت ملک بھرے اکثر علما اور مشایخ وغیرہ سے ملاقات
 رہی حتی الامکان بعض نسبت کے حاصل کرنے میں کوشش بلوغ کی ملک العلماء مولوی
 عبدالعلی صاحب علیہ الرحمہ سے بھی بہت موافقت رہی کہیں تسلی نہ ہوئی اسی سبب
 میں حضرت والا رتبہ مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کا شہرہ منکر دہلی کو گیا
 عصر کے وقت حضرت بابرکت اپنے مکان کے روبرو ٹہل رہے تھے خود ہی تہ
 پوچھا کہ شاہ عبدالعزیز کا مکان کہاں ہے فرمایا کہ روبرو کا مکان ہے سیاح جہاں
 آلودہ غبار و گرد تو تھا منزل مقصود کا پٹا پایا خوشی سے اوس مکان میں آیا مصداق
 سفر سے نہایت خستہ حال تھا اسواسطے اوپر نہ جاسکا ایک جانب کو بیٹھ رہا پوچھا
 کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کہاں ہیں مولوی سمیع صاحب وغیرہ حضرت کے جگر گوشہ

شاہ عبدالقادر
 صوفی خانقاہ

جو وہاں بیٹھے تھے کہا کہ صبح کو آئیے حضرت سے ملاقات ہوگی میں نے کہا کہ آؤں
 مجھے دو باتیں پوچھنی ہیں پوچھ کر چلا جاؤں گا پھر کبھی نہ آؤں گا سبحون نے اس طرح
 کلام سنکر متعجب ہوئے اتنے میں حضرت باہر سے تشریف لائے دور ہی سے
 سلام علیک کی سیٹے آگے بڑھ کر پوچھا کہ آپ وحدت الوجود کے قائل ہیں یا نہیں
 حضرت نے فرمایا کہ وہ تو عین ایمان ہی مگر طالبِ خدا کو اتنا غصہ نہ چاہیے ہاتھ
 پکڑ کر فرمایا کہ صبح کو آئیے میں حاضر ہوں وہاں سے حکیم باقر علیخان نامی میرے
 ملاقاتی مجھ کو بھیانکراپنے مکان پر لے آئے اونکے مکان میں اقامت اور حضرت
 کی خدمت میں آمدورفت رہی اور میرے حال پر حضرت کی بہت عنایت تھی ایک روز
 توجہ کی مگر بسبب امراض جہی کے مزاج مبارک میں ضعف آیا اور طبیعت نہایت گرم
 ہوئی جو نسبت کہ مجھ کو حاصل تھی دریافت کر کے فرمایا کہ یہ کیفیت قادر بہ تو کسی کی
 دی ہوئی ہی پھر آپ نے آرام کیا اور میں پر واسبغ رہا بعد ازاں ایک روز عصر
 کے وقت مجھے ہمراہ لیکر ٹہلے جاتے جانے ایک گورستان کے پاس فرمایا کہ تم
 یہاں کھڑے رہو میں صبح تک وہاں کھڑا رہا صبح کو خادم سے کہا کہ شاہ عبدالقادر
 اوس گورستان میں کھڑا ہی یہاں بلا لا خادم آیا ہمراہ لے گیا جب ارشاد ہوا کہ
 انشاء اللہ تعالیٰ آج ظہر کو تمھاری طرف توجہ کروں گا وہاں سے حکیم باقر علیخان کے
 مکان میں جو حضرت کے دولت سرا سے دور تھا اگر ظہر کا منتظر رہا عصر کا وقت
 ہوا مغرب ہوئی فرض و سنت مغرب کی پڑھ کے دو گانہ نفل ادا کرتا تھا کہ یکا یک

بے ہوش ہوا گر اہست ویر تک مرغ بسل کا حال رہا ایسی حرارت ہوئی کہ کوئی بغیر کپڑے
 کے جسم کو ہاتھ نہ لگا سکتا تھا ویر تک یہ کیفیت رہی کہ ایک ٹھلیا آبشورہ پایا کچھ تھوڑی
 تسکین ہوئی صبح کو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا کہ بسبب بیماری کے ظہر کو توجہ
 نہو کا کیا کروں اگر صحت ہوتی تو تمہیں اپنے وطن سے میان تک آنے نہ دیتا وہیں
 تمہارا مدعا بر آتا بعد ازاں بعیت وغیرہ سے سرفراز کیا پھر تین سال خدمت میں رہا
 بعد ازاں سند خلافت عنایت فرما کے حیدرآباد کو رخصت کیا نقل اوس سند کی
 خلفا کے حالات میں آپ کے ذکر میں انشاء اللہ تعالیٰ مرقوم ہوگی جائنا چاہیے
 کہ خود حضرت پر و مرشد تفسیر سورہ اقرآ میں لکھتے ہیں کہ توجہ چار طرح پر ہوتی ہے
 اول تو تاثیر انگارسی وہ ایسی ہے جسے کوئی شخص خوب عطر لگا کر مجلس میں آوے
 اور اوس عطر کی خوشبو ہشتینوں کے دماغ کو مضر کر دے پس ہر قسم
 قسموں میں توجہ کی ضعیف ہے کیونکہ اسکا اثر بھی تک ہی جب تک اوسکی صحبت ہی
 بعد اوسکے کچھ باقی نہیں رہتا دوسری تاثیر القانی وہ اس قسم کی ہے جسے کوئی
 شخص تہی اور تیل سکوری میں ڈال کر لایا اور دوسرے شخص کے پاس آگ تھی اوس نے اوسکو روشن کر دیا
 پس چراغ تیار ہو گیا اس قسم کی تاثیر البتہ کچھ قوت رکھتی ہے کہ سیکھنے سکھانے کی صحبت کے بعد
 بھی اوسکا اثر باقی رہتا ہے لیکن جب کوئی صدر ہو پختا ہو جسے آندھی یا مینہ یا کوئی اور آفت
 تو اوسکا اثر جاتا رہتا ہے اس واسطے کہ یہ تاثیر نفس اور لطیفون کو درست نہیں کر سکتی ہر قسم
 انکار سے بین تیل اور تہی اور سکورے کو فقط شعلہ سنوار نہیں سکتا تیسری قسم

توجہ چار
 اشعار

تاثير اصلاحي ہي وہ اسطورہ کی ہي جيسے باپنی کو دريا سے يا کنوے سے لا کر
خزانے ميں جمع کر مين اور خزانے کی راہ کو حوض کے فوارے تک کوڑے
کرکٹ سے صاف کر دين پھر خوب زور سے اس مين باپنی چھوڑ دين کہ فوارہ خوب بش
اور خوش سے چھوڑے لگے اس قسم کی تاثير اؤن اگلی تاثيرون سے بہت قوی ہي
کہ نفس کی اصلاح اور ستھرائی لطيفون کی بھی اس مين ہوتی ہي ليکن خزانے کی
استعداد اور راہ کی مسافت کے موافق فيضان ہوتا ہي نہ کوئی اور دريا کے برابر
اور ان سب باتون کے ساتھ بھی اگر خزانے ميں کچھ آفت يا غلطو واقع ہو جائے
تو البتہ نقصان پڑتا ہي چوتھی تاثير اتحادی کہ شيخ اپنی روح باکمال کو طالب کی
روح کے ساتھ خوب زور سے ملاوے کہ شيخ کی روح کا کمال طالب کی روح
ميں اثر کر جاوے اور یہ مرتبہ سب قسم کی تاثيرون سے زيادہ ترقوت رکھتا ہي
کیونکہ صاف معلوم ہوتا ہي کہ ایک ہو جانے سے دونوں روحوں کے جو کچھ کہ
شيخ کی روح ميں ہي طالب کی روح ميں سما جاتا ہي اور بار بار حاجت فايده لینے کی
نہيں رہتی ہي سو اوليا واللہ مين اس قسم کی تاثير بہت کم باپنی گئی ہي چنانچہ حضرت
خواجہ بابی باللہ قدس سرہ سے منقول ہي کہ ایک روز آپ کے مکان پر کئے مہمان
آگئے اور اس روز آپ کے ہيان کچھ کھانے کی قسم سے موجود نہ تھا اس واسطے
آپ کو کمال تشویش ہوئی اور اؤن کے کھانے کی تلاش کرنے لگے اتفاقاً ایک ناچائی
کی دکان آپ کے مکان کے متصل تھی اس بات کی خبر پا کہ ایک خوان بھر اہوا

جان جانی کا
نص

روٹیوں کا خوب مکلف مرغین نہاری کے ساتھ آپ کے سامنے لا کر حاضر کیا آپ
 اوسکو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہو اوسے عرض کی کہ
 مجھکو اپنا سا کرد دیجیے فرمایا کہ تو اس حالت کا تحمل نہ کر سکے گا کچھ اور مانگ وہ اسی بات کا
 سوال کیے جاتا تھا اور خواجہ انکار کرنے لگے تھے جب وہ بہت سی عاجزی کرنے لگا
 تو ناچار ہو کر اوسکو اپنے ساتھ حجرے میں لے گئے اور تاثیر اتحادی اوس پر کی
 جب حجرے سے باہر نکلے تو خواجہ مین اور اوس نان وائی کی صورت شکل میں کچھ
 فرق باقی رہا تھا گوگون کو پہچاننا مشکل پڑا تھا لیکن اس قدر فرق تھا کہ خواجہ ہوشیار
 تھے اور وہ نان وائی بے ہوش اور سرشار القصد اوس نان وائی نے تین روز کے
 بعد اوسے شکر اور بیہوشی مین وفات کی رحمتہ اللہ علیہ انتہی۔ اور توجہ شخص غائب کو
 دینا ممکن و مطرور معمول مشایخ طریقت ہی کہ اوسکی صورت کو خیال کرتے ہیں اور
 اوسکی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور طریقہ توجہ دینے کا یون ہی کہ اول مرشد
 اپنے کو تمام امور سے خالی کر کے بخوبی اپنے نفس ناطقہ کی کسی نسبت کی طرف
 کہ جسکا القا مرید کی جانب منظور ہو متوجہ ہوئے پھر مرید کے نفس ناطقہ کی طرف
 متوجہ ہو کر اپنی پوری ہمت سے بکرا لے اور تصور کرے کہ یہ کیفیت مجھ سے
 طالب مین برایت کرتی ہو خدا تعالیٰ کے فضل سے اغاضہ انوار و برکات کا ہوگا
 طالب مین اسکی لیاقت اور استعداد کی موافق اور یہ نصرت اوسکے بعد ہوگا کہ نفس
 مرشد کا کسی نسبت کا حامل ہو مشایخون کی نسبتوں سے اور اوس نسبت کا اوسکو

راہِ حق کی جستجو

راہِ حق کی جستجو

قبول نہ کیا

سورجی نامی

ملکہ راجہ ہو کہ ہر دم اسکے قابو میں رہے جب اسکی نسبت طالب میں منتقل ہوئی
 یعنی جس مراقبہ میں اسکو کمال ہوگا اسکی کیفیت خدا چاہا تو الفا کر کے گا واللہ اعلم
 روایت ہی شاہ میر علی شاہ صوفی مذکور سے وہ روایت کرتے ہیں ملاحظہ سے
 جو شاگردوں سے حضرت کے تھے اور میان نصیر جنگ بہادر کے مکان میں
 رہتے تھے کہا انھوں نے کہ حضرت کی خدمت میں ایک سوار آیا اور پندہ
 روپیہ پیش کیا کہ حضرت نے قبول فرمائے اُسے بہت اصرار کیا آپ نے
 بھی بہت تکرار سے رد کیا آخر وہ چلا گیا حضار نے عرض کی کہ یا حضرت اسکی نذر
 کیون قبول نہ ہوئی فرمایا کہ وہ روپیہ رشوت کے تھے مجھ کو دیکر کسی جا سفارش
 چاہتا تھا بعد دو تین دن کے وہی شخص حاضر ہو کر اپنا احوال عرض کیا اور سفارش چاہی
 روایت ہی مولوی شجاعت حسین صاحب غازی پوری سلمہ اللہ تعالیٰ سے وہ روایت
 کرتے ہیں اپنے استاد مولوی سخاوت علی صاحب جون پوری سے وہ شاگرد ہیں جنہا
 مولانا اسماعیل دہلوی شہید کے رحمۃ اللہ علیہا کہا انھوں نے کہ حضرت کو شدت حرارت
 طلب سے دھڑکے کا عارضہ تھا تو کبھی کبھی شاہ راہ عام میں جو روبرو دولت سرا کے
 تھا عصر کے وقت واسطے تخفیف عارضہ اور تفریح طبع کے چل قدمی کیا کرتے تھے
 اور دہلی میں ایک سورجی نامی کسی قوم ہندو سے نہایت حسین و جمیل برہمنی مثال
 اپنے کمال میں بے مثال ماہ پارہ ایک جہان جسکے حسن پر آوازہ تیرہ چودہ برس کا
 سن غارتگری کے دن شہرہ آفاق دلربائی میں طاق تھی بموجب اس قطعہ کے

۵۔ انین مہ بارہ عابد فریبہ ملا ایک صورت طائوس زریبی کہ بعد از ویش
 صورت نہ بند و وجود پارسیان را شکیبہ ایک طالب علم متقی و پارسا حضرت کے
 مدرسے کا اوسکا شہید تھا اور کبھی کبھی اوسکے حسن و جمال کا مذکور حضرت کی محفل
 میں بھی ہوتا تھا ایکروز حضرت برائے رفع حرارت اور تفریح طبیعت شاہ راہ میں
 تہل ہے تھے اور وہ طالب علم بھی حاضر تھا اوس راہ سے جد ہا پادے
 اور سوار پنس اور ہوا دار گذرنے تھے یکا یک دور سے ایک رتھ نہایت
 زرق و برق کا بجلی کی طرح چمکا بیلون پر زلیور گنگا جمنی اور سب سامان رتھ کا کلاسن
 اوسمین وہ سورجی ماہ پارہ جیسے برج میں ستارہ بیٹھی ہوئی گذری اور طالب علم
 دیکھتے ہی چکا چندی آئی اور حضرت نے اوسکی حالت متغیر پائی پوچھا کہ کیا سبب ہی
 عرض کی کہ اظہر من الشمس جیسا سورجی نام ہی وہ یہی غارتگر خاص عام ہی سننے ہی
 حضرت نے یہ شعر فرمایا ۵ لَا تَعْجَبُوا مِنْ حَرِّ قَلْبِي ۵ فَإِنَّ الشَّمْسَ
 حَلَّتْ بُرْجَ ثَوْرِي ۵ ایضاً حضرت کی عادت تھی کہ بعد اواسے نماز عشا
 بوقت مستحب بالا خانے پر مدرسے کے حجرے میں تشریف لیجاتے اور
 وہاں چراغ روشن اور دروازہ بند رہتا دوسرا جانے نہ پاتا حضرت تمام شب
 تنہا رہتے فجر کے وقت برآمد ہوتے ایک شب جب عادت مطالعہ میں مشغول
 تھے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک طالب علم کتاب لیے ہوئے روبرو کھڑا ہی فرمایا کہ
 اسوقت کیسے آئے معلوم نہیں کہ میں بیان کسی سے نہیں ملتا اوسنے عرض کی

شاہ راہ سے
 جد ہا پادے

حضرت کا ارشاد وافی ہو مگر مجھے ایک مقام میں ایسا شبہ آیا کہ بہت کچھ غور کیا
 معلوم ہوا ہر طرح طبیعت کو مٹانا یا کہ صبح حضرت سے یہ مشکل حل ہوگی مگر شوق نے
 مہلت نہ دی اس لیے مجبورانہ حاضر ہوا ہوں فرمایا کوئی سا مقام ہو گا لو آؤ گے کتاب
 پیش کی حضرت نے اس کی بخوبی تمائش اور تسکین کر دی نہایت خوش ہوا کتاب
 اٹھا لی جب آپ فرمایا کہ میں تمہیں پہچانا اب اپنی کیفیت بیان کرو عرض کی کہ حضرت نے
 کیا پہچانا فرمایا کہ تم جن ہو آؤ گے گزارش کی کہ کس طرح آپ نے سمجھا ارشاد ہوا کہ
 یہ تو بہت سہل شناخت ہے کیونکہ دروازہ بند ہو بے دروازہ کھلے کوئی انسان
 نہیں نکلتا مگر جقات سے ممکن ہو جب عرض کی کہ ہر راز میری طالب علمی تک
 کسی سے نہ فرمائیے کیونکہ میں یمن رہتا ہوں مبادا کسی سے مجھے یا مجھ سے
 کسی کو پہچان لے لے آپ نے طالب علمی میں خلل پڑنے میں فلا نے شہر کے بادشاہ کا بیٹا
 ہوں میرے باپ مجھے شائق پاکر لے گا کہ تو حضرت کی خدمت میں جا اس لیے بیان
 حاضر رہا تحصیل دعائیں مصروف ہوں کبھی کبھی وہاں جا یا کرتا ہوں حضرت سے
 فرمایا مجھ کو کسی سے کہے کہ کیا کام مگر تم جب اپنے باپ کے پاس جاؤ تو میرا سلام
 وہ سب ارشاد اپنے حضرت کا سلام لے کر لے آؤ اور اس کی تہنیت حضرت کی خدمت میں
 پہنچانا اس طرح مدون پیام سلام نہا ایک روز آؤ گے عرض کی کہ میرا باپ ملازمت کا
 بہت مشغول ہے اجازت ہو تو حاضر ہو گا حضور ہی کا حکم ہوا سلطان جن بابا حضرت
 عالی میں حاضر رہتا تھا اور اس سلطان نے حضرت کے لیے کچھ تحفہ بھی دیا لایا تھا

قبول کیا اور فرمایا کہ یہ جو گزیران کے واسطے خدا تعالیٰ نے بھیج دیا ہے سو بہت کم چیز ہے
اسکی ضرورت نہیں سبحان اللہ بظہیر حضرت رسول بانس وجان علیہ التسلیم والخطرا
حضرت کی ذات بابرکات سے جنت اور انسان دونوں تنفیض پر مستفید تھے بلکہ
جنت پر نہایت تصرف تھا اور وہ بہت سطیع و مشفق اور بہتے تھے انشاء اللہ تعالیٰ
ان حکایات کے مطالعہ سے یہ امر ظاہر ہو گا اور انکے حضرت کے مدرسے میں نہایت
و عباد جنت موجود ہیں بہت لوگوں نے دیکھا ہے اور یہ کہتے ہیں ایضاً ایک
طالب علم پر جن کا آسیب تھا اکیس روز اس طالب علم سے جن نے کہا کہ میں تجھ کو چھ دن
دن بیان سے اٹھا لیجاؤں گا یہ کیفیت حضرت سے عرض کی مولانا اسحق صاحب
علیہ الرحمۃ کو ارشاد ہوا کہ تم کچھ اسکا بند و بست کرو کہ وہ وقت موعود ٹل جائے پھر
دیکھا جائیگا اُن دنوں مولانا سے منکر کو علیات کا شیوہ تھا اور جنوں نے طالب علم
کو ایک جگہ بٹھا کر اطراف اس کے زمین پر دایرہ کھینچا اور آچہ و ابرو کے
باہر ایک چھری ہاتھ میں لیکر بیٹھ رہے یہ قیاس دیکھنے کے واسطے بہت ٹوک
مدرسے میں جمع ہوئے حاصل کلام سے مولانا پر منکر کے قریب ایک غولانی سے
صوت نکلتا کہ مانند آسمان سے نکلے ہوئے ہے لکن آواز نہ آتی تھی اس لیے طالب علم
کو اس سے قریب پہنچا دیا گیا مولانا اسحق صاحب نے دائرہ کے اندر گھبرا کر کہا
چھری اس پر لادی وہ ٹوٹو وہ آپ کے ہاتھ سے بہت گول اور چھری سے
ہاتھ چھ لڑخی ہوا اب یہ تیرا چھراتے تھے مگر وہ چھری تھی الیہ بن

میں نے یہ سنا ہے کہ
مولانا اسحق صاحب
کی خدمت میں یہ واقعہ
ہوا

نور افروز ہونا
جن کا طالب علم
ہوا

تشریف فرما ہو کر فرمایا کہ تو بیان سے جانا ہی یا تیرے بادشاہ سے کہا جائے
 فوراً اس کلام کے سننے ہی وہ غائب ہو گئی اوس روز سے وہ طالب علم اچھا ہوا
 کمالات عزیز سی بن لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت قدس سرہ کی خدمت میں عرض کی کہ
 فیما بین میرے اور میری زوجہ کی نہایت محبت تھی بوقت شب اُس کو پیشاب کی
 حاجت ہوئی اُس نے مجھ سے کہا کہ دراتم میرے ساتھ چلو تو میں پیشاب کر لوں میں
 اسکے ساتھ گیا اور وہ پاخانے میں گئی دروازے پر کھڑا رہا تھوڑی دیر کے
 بعد میں نے کہا ارے چھو اسکو لیجا پھر دیر ہوئی تو میں پاخانے میں جا کر دیکھا تو
 وہ غائب تھی کہیں اوسکا بٹا نہ ملا لاچار ہو کر ٹرپنے لگا آخر شش نہایت سہوار
 ہو کر اُنکی خدمت میں حاضر ہوا میں حضرت نے فرمایا کہ رات ہونے دو جب شب
 چوٹی تو فرمایا کہ فلاں محلے میں سرود کی مجلس ہو تم جا کر وہاں بیٹھ رہو جب مجلس
 بنی گئی ہوگی تو سب خلعت چلی جائیگی بعد اوس کے طوائف آئیں گی اور سب سے پیچھے
 ایک شخص بہت ضعیف سیان طوائف کا لیے ہوئے آوین گے یہ رفوہ جو میں تم کو
 دیتا ہوں اُنکو دینا اس شخص نے ایسا ہی کیا بعد اچھ رات کے وہ بزرگ
 تشریف لائے حضرت کا رفوہ اُنکو دیا وہ بہت خفا ہوئے بعد وہ رفوہ
 اپنے سر پر رکھا اور دو حرف تیرے منگا کر اپنے کچھ بکیر بکریاں لے کر چلے گئے
 کہ یہ دونوں ٹھیکریان یہاں ڈال دو تم کو طرح طرح کی شکلوں کی خلعت نظر آو گی
 کچھ خوف نہ کرنا آخر کو ایک شخص تخت شین آویگا یہ ٹھیکری دور سے دکھانا آپ نے

جنگ و جدوجہد
 بے پناہ

دیا ہی کیا اوس سخت نشین نے جو بادشاہ تھا ایک شخص کو بھیج کر اوسکو بلالیا اور احوال
 پوچھا نہایت خوش ہوا کہ تیرے سبب سے یہ حکم حضرت کا میرے نام آیا بعد
 اوسکے حکم دیا کہ دیکھو کوئی شخص غیر حاضری ملازمان حاضری اور بحری و بری میں سے
 صرف ایک شخص غیر حاضر تھا بلو جب حکم وہ حاضر آیا اور عرض کی کہ فی الحقیقت میں
 اُڑا ہوا چلا جاتا تھا اس شخص نے میرا نام لیکر کما اسکو لیجا جب میں نے اوس عورت کو
 لے گیا مگر وہ میری مان کے برابر ہی مینے سوا اسکی خدمت کے اور کچھ نہیں کیا
 اور چچو نہ کورفتہ تھا شخص مدعی نے اوسکی کلام کی تصدیق کی جب بادشاہ نے
 عورت کو بلا کر اوسکے شوہر کے حوالہ کیا اور بہت مال اوسکو دیا اور چچو کا قصور
 معاف کیا ایضا حضرت کے مدرسے کے طالب علم پر ایک پری عاشق تھی
 ایک روز اوسنے طالب علم سے کہی کہ تیرا اور میرا راز افشا ہو گیا اسپر ایک جن جو بڑا
 عامل ہی تجو نیز ہوا ہی کسوا سطلے کہ یہ مکان مولانا شاہ عبدالعزیز کا ہی اور وہ اگر
 تجکو مار ڈالے گا اوس طالب علم نے حضرت مولوی رفیع الدین صاحب سے جو
 مولانا صاحب کے بھائی تھے عرض کی اوتھون نے فرمایا کہ تم کلام مجید کھول کر
 تلاوت کرو وہ گیا اور تجھ سے مین چراغ جلا کر بیٹھا اسمین ایک جھوکا ہوا کا آیا
 چراغ گل ہوا اور اوسنے غل چایا کہ کوئی گلا گھونٹتا ہی دوسرے طالب علم
 وڑے چراغ سے دیکھا تو کلام مجید ایک طاق مین رکھا ہی اور وہ طالب علم
 پڑ ہی بعد تھوڑی دیر کے وہ پری پھرائی اور بیان کیا کہ آج تو وہ چھوڑ کر چلا گیا

ایک چچی کا عاشق بن گیا

جن کو فارسی مین
 ہندی اور ہندی مین
 دیو کہتے ہیں مین
 بستان الجن ۱۲

مگر کل ضرور مار ڈالے گا دوسرے دن پھر ویسا ہی بیٹھا تھا کہ ایک دفعہ اوس پر
 زور شور ہوا بعد اوسکے افاقت ہو گئی پھر اوس پر پی نے کمی کہ فی الحقیقت تیرے
 مارنے کو آیا تھا لیکن دو جن پادشاہ کی طرف سے تعین ہین کہ بروز جمعہ اور کل
 جناب مولانا صاحب کا وعظ سنکرات کو پادشاہ کے سامنے بیان کیا کرتے
 ہین آج وہ پادشاہ سے عرض کیے کہ فلان جن جو بڑا عامل ہر شاہ عبدالعزیز
 صاحب کے مقابلے کو گیا پادشاہ نے سنکر دو جن کو حکم دیا کہ اوسکو پکڑ لاؤ
 چنانچہ بموجب حکم پادشاہ کے وہ گرفتار ہو کر قید ہو گیا ایضا نواب سادات یاغی
 اعظم و سائے دہلی سے جو وضع دار حی حسن خدا داد مین بہت مشہور تھے
 اپنے مکان شب خواہی مین شوتے تھے یکایک دروازے ٹھہرے کے
 جو بند کیے تھے خود بخود کھل گئے اور ایک عورت آفتاب کے ماتحت ثابت
 حسین و جمیل کہ جسکے چہرے پر نظر کو خیرگی ہوئی ہی باز یور و لباس بہتر
 چستی و چالاکی سے نواب صاحب کے پاس آ بیٹھی اور بیان کرنے لگی کہ مین
 سلطان محبوب شاہ کی دختر ہون جو پادشاہ جنات مغربی واقع دامن کو وہ
 قاف کا ہر عرصے سے تمھاری دل دادہ اور تدبیر وصال کی آمادہ ہون ہر چند
 کوشش کی کہ فرصت پا کر حاضر ہون مگر کوئی موقع ایسا دلخواہ جو آج حاصل ہو
 ہاتھ نہ آیا اب تمنا یہی ہو کہ مدعاے دلی حاصل کروں جیسا جیسے اپنی امید پر
 غم کھایا ہو ویسا ہی خوشی سے اوسکو بدل دوں ہر چند کہ نواب صاحب کو

نواب سادات یاغی
 کا قصہ

انواع اقسام کے اندیشے پیش نظر ہوئے لیکن موقع منہیات سے بچنے کا اور
 بدگیری تمام لاحول پڑھ کر دسوسہ شیطانی کو دفع کرنے کا بجز ادا و حق کب ہو سکتا ہی
 انسان ضعیف البنیان تو کیا ہی بیان فرشتہ خان بھی پھسلے پڑے ہیں آج تک
 سرنگون لٹک رہے ہیں مولف کون کسکو کتوین جھکاتا ہی بد جاسکے دیکھو تو
 چاہ بابل میں بد بلا نا مل مشغول عشرت ہوئے چند ساعت راز و نیاز باہم رکھ کر وہ بری
 رخصت ہوئی اوسدن سے یہ معمول ٹھہرا کہ ایک وقت سعینہ پرشب کو وہ عورت آتی
 اور عید کامیابی چلی جاتی جب اس روش پر قریب ایک سال کے گزرا تو ایک شب غلام
 وقت وہی عورت باحال پریشان آئی اور کہی کہ امی عزیز جلد آؤٹھ اور اپنی حفاظت
 جان کی تدبیر کر کیونکہ میرا باپ اس راز سے واقف ہو گیا اور غضب ناگ ہو کر دیوار
 تیری ہلاکی کو مقرر کیے ہیں اغلب کہ آج صبح تک تجھ کو زندہ بچھوڑیں گے کام کی یہی
 بات ہی اور میری یہ اخیر ملاقات ہی میں جواب بیان سے جاؤں گی فوراً زنجیر گرانا
 ہیں کر قید ہو جاؤنگی نگر یاد رکھنا کہ میں بھی ایک دن اسی قید میں تیری جدائی کے
 غم سے جان سے جاؤنگی یہ کہہ کر وہ اودھر رخصت ہوئی اودھر نواب صاحب کو
 حکمرانے نہایت ہوئی گھبراہٹ ہوئے مثل ہی کہ ملاکی دوڑ مسدیت تک سنگاپاؤن
 اور سنگے سر اسیمہ اور مضطر ہو کر خباب مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ کے
 آستانہ کا رستہ لیا جب وہاں پہونچے ہر خد خادمون نے باریابی سے منع
 کیا لیکن پاپے بقیہ رہے تھے کہ نہ اپنی کمی اور نہ غیر کی مستی بے اختیار جس مکان میں

حضرت مراقب غنیمتے جا کر قدموں پر گرے جناب مولانا صاحب بھی مراقبے سے بہوش
ہو کر فرمایا کہ نواب صاحب اس وقت ایسے مضطرب الحال ہو کر تھا وہ انا کسی اتنا سخت سے
خالی نہیں فرمائیے خیر تو یہی وجہ انھوں نے تمام حال پر لال اپنا از ابتدا تا انتہا مفصلاً
حضور میں عرض کیا حکم ہوا کہ اگرچہ کردار بٹھارا ایسی ہی سزا کے لائق ہی جیسا کہ تم نے کا رہ
کیا اؤ سکا نتیجہ بھی پا نا ضرور تھا مگر فقیر کسی متمسک کی النجا کو رد کرنا پسند نہیں کرتا کہ عادت
جہلی اور ہدایت جد امجد اس طرح پر ہی خیر ندرت اسکی معقول کیجا وگی آجکی شب تم یہاں
فقیر کے مکان میں سو رہو بلکہ غلام ٹھہرے میں استراحت فرماؤ تھوڑی دیر میں
فقیر اؤس عورت کے باپ کو بلا کر تمھاری جان بخشی کر ادیگا اطمینان رکھو بس نواب صاحب
وہاں سے بدل جمی تمام اؤٹھے اور ایک ٹھہرے میں جو حضرت کی عبادت گاہ سے
نزدیک تھا گئے نصف بلنگ زیر آسمان اور نصف زیر سقیف مکان بچھا کر آرام
کیا قریب تھا کہ غافل ہو کر سو جاوین کہ یکایک ایک سنگ گراں نہایت زور شور سے
ایک پایہ پائین جا پائی نواب صاحب پر اگر ایسی سختی سے گرا کہ اؤسکے صدر سے
سے پتھر خاک برابر ہو گیا اؤسکے گرنے ہی اؤنکی غفلت دور ہوئی اور عقل کا نور
بدھ اس ہو کر چیخ مار کے حضرت کے اوپر آگرے اور بہوش ہوئے حضرت
مولانا صاحب نے کچھ پڑھ کر دم کیا فوراً بہوش آیا دیکھا کہ علاوہ جناب شاہ صاحب کے
پانچ شخص سردار صورت قوی اور زبردست نہایت باادب حضور میں ہتھادہ میں
اور حضرت فرماتے ہیں کہ یہی شخص تمھارا گنہگار ہی اور مجھے بطور سفارش تم صاحب کی

خدمت میں پیش کر کے چاہتا ہے کہ آپ اس کی خطا سے درگزر فرما کر جان بخشی کر دیجیے
 اگرچہ اس کی خطا پر جب خیال کیا جاتا ہے تو سفارش سے دل کو سون و در بھاگتا ہے لیکن
 کیا کیجیے کہ اب تو یہ میرے پاس آ پڑا اگر آپ میرا کتنا قبول نہ کریں گے تو جیسی ذلت
 اس کے ہاتھ سے آپ کو ہوئی ہو ویسی ہی فقیر اپنی ذلت آپ کے ہاتھ سے تصور کر گیا
 پس وہ لوگ اس کلام کے سننے سے نہایت منفعل ہوئے اور جناب شاہ صاحب
 کے قدموں پر گر کے بوسے دیے اور نوا اب صاحب کی خطا سے درگزر سے
 اور اسی وقت پانچون شخص جناب معزز کے دست بوس ہو کر وہیں غائب ہو گئے
 ایضاً ایک شخص نے اپنے فرزند و بلند کی نسبت کسی شریف کے وہاں دہلی میں قرار
 دی جب والدہ دختر نے سامان شادی حسب الخواہ جمع کر لیا ماہ و تار پنج مقرر کر کے
 برات بٹائی تو دھر سے نوشاہ کا باپ بھی اپنی حیثیت کے موافق بھائی بند
 دوست استشنا گاڑی گھوڑے بافراط ہمراہ لیکر حاضر ہوا میزبان نے مہمان کی
 دل کھول کر دعوت کی اور جب حسب دستور بعد نکاح جہیز دیکر دختر کو رخصت کیا برات
 جو رخصت پائی تو ایک منزل قطع کر کے کسی مقام پر بغرض ناشتا غوری قیام کیا جو
 مرد تھے وہ رفع حلیج انسانی کے واسطے گئے اور ستورات ہمراہی کے لیے
 ایک فنان استادہ کر دی تاکہ احتیاج بول و براز سے تکلیف نہ اٹھا میں سب
 حورتوں نے یہ صلاح کی کہ پہلے دو لہن کا تماشہ ضروریات سے فارغ ہونا بہت ضرور
 ہو شاید اس کو حاجت ہو اور باعث لحاظ کے جو اس وقت دو لہن کو ہوتا ہے نہ کہہ سکے

کتاب
 تاریخ
 ہند

سب سے پسند کیا اور دولہن کو پس فسات بٹھلایا جب دیر ہوئی تو مجبور لیون نے
 جا کر دیکھا تو دولہن کا نشان نہیں حیرت زدہ وہ نے باہر آکر بیان کیا بقول حضرت
 خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ مصحح شادی و غم جہان میں توام ہو۔ قدرت خدا کی ہے کہ
 آیا تو وہ سالن خوشی کا تھا یکا یک غم کا سما ہو گیا عورتوں نے بہت گریہ و زاری کی
 آخر ش کوئی ساکت کوئی شیشہ رکوئی کی سیٹھ دیکھ کر چپ رہ گیا پھر تلاش کی فکر ہوئی
 سوازون نے چاروں طرف گھوڑے دوڑائے راہ براہ ہر کسی سے پوچھا
 پتا لگایا مگر وہ ایسی کیا ڈوبی تھی جو سہل تر آتی کہیں کھوج نہ پایا سب مجبور ہو کر
 کوئی دشن کوئی بیش کوس سے داپس آئے اور کمال یاس سے آہ بھر کر چپ ہو گئے
 تمام برائیوں کو اس پریشانی میں چار شبانہ روز بے آب و دانہ گزر گئے نہ یہ بہت
 و جرات جو بے دولہن وطن کو چلے آئیں نہ یہ مقتضائے حمیت کہ دہلی کو خنزور
 تھی لوٹ جائیں اس نشان اہل شخص کا وہاں گھڑ ہوا گویا وہ مصیبت زدہ
 خضر مل گیا لگ کی بخشش میں جو اوس فسات کے نزدیک گیا حال دریافت کیا
 برائیوں نے تمام سہ گزشت اور پریشانی کی حقیقت رورو کے سنائی ہوئی
 مسافر نو وار دے نے کہا کہ وافعی تمہارا در دلا دوا ہی مگر چھپر بھی تو میر شرط ہی سب سے
 بالاتفاق پوچھا کہ فرما سنبے کیا کریں ہم سے تو کچھ بن نہیں آتا جو تیر آپ ارشاد
 کریں اسکے انجام دینے میں ہم سب بجان و مال حاضر ہیں اوس نے کہا کہ اسی صاحب
 میں دہلی جانا ہوں چند سوار تیز رفتار اور ایسے کہ جبکی صورت ظاہر ہی سیرت

یا ملنی سے بھی مناسبت رکھتی ہو میرے ہمراہ کر دو تو میں انکو دہلی میں جناب
 مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے پاس لیجاؤں اور تمامی حال گوش گنڈا خدام والا کر کے
 اس دروہی دوا چاہوں میرے نزدیک اُن حضرت سے بشرایسے دروہن کا کوئی
 دوسرا طبیب نہیں پس سبک دلون نے یہ امر تسلیم کیا اور ماری ہمت قومی ہو گئی چند
 آدمی جو اس برات میں ثقہ تھے اس کے ہمراہ پر سوار ہو کر اوس ہادی کے ہمراہ
 ہوئے اور آستانہ جناب مولانا صاحب پر جا کر بعد حصول ملازمت سب سرگزشت
 اپنی میں دین عرض کی آپ نے فرمایا کہ روز وقوع اس واقعہ کے فقیر کو اس حال کی خبر
 پہنچی تھی اور فقیر تمہارا منتظر تھا خیر اطمینان رکھو خانقاہ میں آؤ تو جب یہ لوگ کھانے
 پیٹنے سے فارغ ہوئے اور ماندگی راہ کی رنج ہوئی تو چھ حاضر ہو کر امیدوار توجہ ہو
 اپنے فرمایا کہ تم اسوقت دو روٹیاں آند ماش کی تیل سے چپڑ کے چاندنی چونک بن
 لیجاؤ وہاں ایک خارش کا بیٹلا کتھم کو ملے گا تم ایک روٹی اوسکے روبرو رکھ دینا
 وہ تمہارے اوپر کیسا ہی حملہ کرے اور ڈراوے لیکن خوف نہ کرنا اور جگہ سے
 نہ ہلنا وہ سگ روٹی کھالے تو تم دوسری روٹی بھی اوسکے روبرو رکھ دینا اور
 وہ اوہی روٹی کو تمام کر چکا کہ تم یہ پرچہ جو فقیر دیتا ہو اوسکے گلے میں باندھ دینا
 اور گھوڑے تیار رکھنا جب وہ کتا روٹی کھا کر سیطرف قصد کرے تو تم گھوڑے پر
 سوار ہو کر جہاں تک وہ جاوے اوسکے ساتھ جانا شیچھے نہ رہ جانا ورنہ سہل کام
 شکل ہو جائے گا جو کہ یہ آدمی فمید رہے تھے وہاں سے ہر ایک بات خوب

توہن نشین کر کے چاندنی چرک میں اگر حسب فرمودہ حضرت شاہ صاحب گتایا یا کہ قبل
 روٹی دینے کے بہت کچھ اونچے بچھلایا اور حملہ آور ہوا لیکن یہ کیا ٹلنے والے تھے
 اڑے رہے اور اپنا کام کیے گئے یہاں تک کہ وہ دونوں روٹیاں کھلا کر رقعہ
 اوسکے گلے میں باندھ گھوڑوں پر سوار ہو کر قریب بیٹس کوس اوسکے تعاقب میں
 چلے گئے اور بعد علی اسقدر مسافت کے اوس گتے نے ایک مقام پر ٹھہر کر
 بیخون سے زمین کھودی اور تھوڑے عرصے پر ایک دروازہ وسیع نظر آیا تو یہ
 باہر کھڑے رہے اور وہ گتے دروازے کے اندر چلا گیا تھوڑے عرصے میں چند شخص سن
 کر سیدہ بوضع و لباس انسانوں کے اسی دروازے سے مع دواہن باہر آئے
 اور مطلوب اونکا اوسکے حوالے کیا اور کہا کہ جناب مولانا صاحب ہمارا سلام لے کر گزارش کرنا
 کہ ہمارے علمہ میں ایک شخص باجی نے ایسی حرکت کی کہ پاداش ایسے کردار کا نہایت سختی
 سے کر دیا گیا یہ خطا ہم سے نہایت سرزنش میں ہوئی اور یہ گناہ سزا سے کردار اپنی
 با حسن الوجہ پا چکا لہذا امید دار ہیں کہ یہ خطا ہماری معاف فرمائی جاوے پس اسقدر
 کلام کر کے وہ صاحب جو اوس دروازے سے تشریف لائے تھے اسی راہ سے
 واپس چلے گئے بعد تھوڑے عرصے کے وہی گتے اسی حیثیت سے باہر آیا
 اور حسب طرح پر کہ زمین کو شکاف دیا تھا بند کر کے جانب ہلی رخ کیا اور یہ سوار بھی اسکے
 جلو میں وہ آگے آگے یہ لوگ مع عروس پیچھے پیچھے دہلی میں آ پونچے اور خدمت
 سرا پر آمدت جناب شاہ صاحب میں حاضر ہو کر بعد ادا سے شکریہ اور حصول اجازت

براتی جو اوس جنگل میں تباہ پڑے تھے آملے اور سب حال از اہدانا انتہا بیان کیا
 سب کو حیرت ہوئی اور جناب شاہ صاحب کے نہایت معتمد ہو کر وقتاً فوقتاً مرید ہو
 سب جان اللہ یہ کیا عجیب کرامت اور کیسی زبردست حکومت ہی بقول استاد
 مولوی میر شمس الدین فیض علیہ الرحمہ کہتے ہیں صورِ سرافیل جسے یہ
 ہی وہ تاثیر فغانِ درویش ہے بے خطا تیر ہی ادسکا یک یک چڑھی رہتی ہی
 کمانِ درویش ہے ایضاً ایک بار اساک باران ہو کر آثارِ قحط نمودار ہو کر
 تمام زراعت خشک اور گھر برباد ہوتے چلے چاروں طرف سے آدمی بغرضِ صو
 تدبیرِ فرخ اس بلا کے جناب مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا
 کہ یا حضرت دعا کیجیے کہ بربک دعا آپ کے ہم لوگ اس بلا سے جانناہ سے نجات
 پاویں یا کوئی تدبیر فرمائیے کہ اوسکی پیروی میں سہرگرم ہو جاویں حضرت نے فرمایا
 کہ تمھاری جماعت سے چند آدمی منتخب ہو کر پُراے شہر میں جاؤ اور تلاش کرو ایک
 گروہ ہیچڑوں کا ملیگا اونہیں سے جو شخص لشوار وغیرہ سامانِ رقص پہنے ہو اوسکو
 علیحدہ لیجا کر فقیر کی طرف سے سلام کہنا اور مدعاے دلی عرض کرنا جو وہ حضرت
 تدبیر فرماویں او سپر عمل کرنا چنانچہ چند آدمی اوسی وقت مولانا صاحب کی خدمت سے
 آؤ ٹھکر گئے اور گروہِ مخمندان سے ملے اور حسب ارشاد حضرت کے رصاص کو
 علیحدہ لیجا کر التجائے نزدلی بارانِ رحمت میں مبارک لیا تو وہ صاحب یوں سہل کیا
 ہاتھ آنے والے تھے لہذا حسب عادت اپنے ہم پیشوں کے تالیفین بجا کر فرمایا

سب کا ایک ہی
 سب کا ایک ہی

کہ تم اور تمھارا بھیجنے والا دونوں اجماع بین مولوی صاحب نے تم سے ہنسی کی ہو ورنہ
 مجھ سے اور اس قسم کی التجا سے کیا مناسبت اور اور بھی بہت اوڑانین اوڑین
 دونں سمجھنے بھی جو بڑے کامل کے مرسلہ تھے ایک نہ سنی وہ اپنا راگ
 گاتے رہے یہ سب اپنی راہ کمانی سنانے ہوئے ساتھ ہوئے جب ان
 بزرگوار نے دیکھا کہ اب بدون انجام دعا ان لوگوں سے عمدہ برائی محال اور
 نشان دادہ ایک بڑا صاحب کمال ہی تو فرمایا کہ خیر صاحب مولانا صاحب کے ارشاد
 مجبور ہوں آج شپ کو میں اور میرے ہمراہی اوس باغین جو جانب راست
 درگاہ جناب خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کے ہی جمع ہونگے جا کر حضرت مولانا صاحب
 سے میرا سلام عرض کر کے گذارش کرو کہ میں انجام دہی ایسی خدمت کے
 لائق نہ تھا جو میرے تفویض فرمایا ہاں اب جو میری نسبت اس قسم کا ارشاد
 ہوا تو البتہ ہر گز ارشاد حضرت یہ مرثیہ مجھے حاصل ہوا لیکن جب تک آپ کے
 دست مبارک بدعا فائز ہوں گے یہ بلا سر سے نہ ٹلے گی بس یہ گوگ البس آئے
 اور جیسا کچھ سنا تھا عرض کیا آپ نے فرمایا کہ اگرچہ فقیر میں بوجہ فقدان طاقت
 رفتار اور ضعف قوی گنجائش ملی کرتے کسی قدر مسافت کے بھی نہیں ہی
 مگر جسطرح ممکن ہو گا بعد نماز عشاء تمھارے ہمراہ چلوں گا جب وہ دن باقی
 گذرا اور رات ہوئی تو جناب مولانا صاحب بعد نماز عشاء اوراد معمولی کردہ کثیر
 کے ساتھ تشریف فرما رہے جا ہی موعودہ ہوئے دیکھا تو وہ صاحب بھی

مع اپنے ہمراہیوں کے حاضر ہیں اور سوقت حسب ارشاد جناب مولانا صاحب کے
 سب لوگ دوزخ و نابواب میں تھے اور خود حضرت مراقب ہوئے اسقدر کہ نصف
 شب کے متجاوز ہو گئی جب اپنے مراقبے سے سر اٹھا کر فرمایا کہ صاحب سوقت
 قبولیت ہو جس شخص کی جو آرزو ہو خدا سے چاہے فقیر کو امید ہی کہ کوئی
 شخص محروم نہ رہے گا چنانچہ سب دست بدعا ہوئے اور غلام و خواہش باران
 کے جو جس شخص نے چاہا فوراً ظہور قبولیت کا آثار پائے اور جناب مولانا صاحب نے
 صرف واسطے نزول باران رحمت کے ہاتھ اٹھایا اور بزرگ نے بھی مع
 جماعت محتشنان صدائے آمین بلند کی کہ یک بیک غبارِ اندھی کا سر چھانکے
 جب ہوا کی سیقدر شورش کم ہو گئی تو ابریرہ آثار نظر آیا ترشح ہونے لگی
 جناب صاحب نے ہاتھ دعا سے چھینچا اور فرمایا کہ صاحبو جلد میان سے شہر کا
 راستہ تو ورنہ پھر کثرت بارش سے شہر کا ہونچنا دشوار ہوگا پس اسی وقت
 لوگ جلد سیلے اور شہر میں اگر نپاہ لیے اسقدر بارش کی شدت ہوئی کہ ندی
 اور نالے بھر گئے کسیکو ہوس پانی کی باقی نہ رہی خلعت کی جان میں جان
 آگئی اور تمام مخلوق خدا کو بیکت دعا جناب مولانا صاحب اور سب بکجانستان
 ربانی حاصل ہوئی سبحان اللہ حضرت کی ذات بابرکات مستجاب الدعوات
 تھی اور کیسے کیسے اولیاء اللہ تحت فرمان تھے اور کیسی طاقت تھی کہ بسبب
 خلعت کو ایسی بلا عظیم سے نجات دی کہ اولیاء اللہ قدرت ایزد الہی

سے بھی اپنے کو نگاہ رکھے اور بعضی مباحات سے بھی جو سبب بار کتاب گناہ ہوتے
ہیں پر ہنر کرے اور اپنے باطن کو ماسوا اللہ کی رغبت سے باز رکھے اور بالکل شہ
تمام اعضا و جوارح کے متوجہ اپنے خالق کی طرف ہووے اور اس مرتبہ کو
فقوی حقیقی اور مرتبہ ولایت کہتے ہیں اور اسی مرتبہ سے اشارہ ہوا ہے
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ مَن يَتَذَكَّرْ لِيَكُنْ لَهُ ثَوَابٌ
بِغَدْرِ ثَقَاوَتٍ وَرَجَاتٍ بَعْضُ كِتَابِ بُون مِينِ تَعْرِيفِ وَلِي كِي بُون لَكْهِ هِي
الْوَلِيُّ هُوَ الْعَارِفُ بِاللَّهِ وَصِفَاتِهِ وَحَيْثُ مَا يُمْكِنُ الْمَوَاطِنَ عَلَى الطَّاعَةِ
الْمُجْتَنِبُ عَنِ الْمَعَاصِي الْمَعْرُضُ عَنِ الْإِلَهْمَاكِ فِي اللَّذَاتِ وَالشَّهَوَاتِ
وَلِي اَوْسَلُ كَهْتِ هِن جَو بَچَانَسَنَ وَالَا هُوَ ذَاتِ الْاَلٰہی كُو اُو ر صِفَاتِ كُو اُو سَلِ مَوَافِقِ ضَا طَبِ
صَو فِی كِے جَسْمِ قَدْر كِے ہو سَكِے اُو ر مَدَاوَسْتِ كَرْنَفِ وَالَا هُوَ عِبَادَتِ پَر كِے مَسْتَحَبِ بَہی
تَرْكِ نہ ہون چَہے وَالَا ہو گنا ہون سے تَرْو كِر وَا ن ہو دُوسرے سے دُرِیَاے لَذَاتِ
اُو ر شَهَوَاتِ كِے بَعْدِ لَذَاتِ اُو ر خَوَاشِ كِي پَنِز و ن سے بَچے الْیَضَ
الْوَلِيُّ هُوَ الْفَانِي مِنْ حَالِهِ الْبَاقِي فِي مَشَاهِدَةِ الْحَقِّ كَمَا يَكُنْ نَفْسُهُ
اَخْبَارُ وَلَا مَعَ غَيْرِ اللَّهِ قَرَارُ وَلِي وَہ ہر كِے فَا نِ ہووے اُسے ہال سے اُو ر
بَاقِ رُہے مَشَاہِدِے مِ ن حَقِّ سُبْحَانِے كِے بَعْنِی تَمَامِ اُسے خَاسِ كُو مَاسُو اَللّٰہ سے
پَہِی ر كِر خَا یَتَا لٰہی كِی دِیدِ مِ ن صَرَفِ كِے ہستی سُو اے خَدَا یَتَا لٰہی كِے دُوسرے كِی
نہ سَہجے بَعْوَاے قَوْلِ جَنَابِ فَرِیضِ عَلِیہ الرِّحْمَہ وجودِ غَیْرِ ہر صَرَفِ اَعْتِبَارِ ی ہ

تعمیل

جو ہستی ہو وہ ہستی ہی خدا کی ہے نہ ہو اسکو اپنے حال سے اخبار اور ساتھ غیر خدا کے
قرار یعنی اپنے حال سے اور عالم کے احوال سے خبر نہ ہے اور دید الہی میں تسکین
میں یہ کیفیت ہر کمال استغراق کی فقط علم سے حاصل نہیں ہوتی اسکو محنت بھی ضرور
ہی ہے از تصور نہ بردارہ بمقصود کہے ہے در فنا کوش اگر ملک بقا می طلبی ہے

اَيْضًا اَوَّلِيُّهُوَ اَلْفَاعِلُ فِي اللّٰهِ اَلْبَاقِي بِہ اور صوفی کے بھی
ہی معنی ہیں یعنی اپنے تمام حرکات و افعال و صفات و ذات کو خدا تعالیٰ کی رضا مندی
میں فکارے بغیر رضا کوئی بات نہ ہوے اور ان سب کو نابود و محض جانے پر کام
میں جب ملکہ اسخہ پیدا ہوگا تو پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے بقا حاصل ہوگی تو جب
باقی باللہ ہوگا یعنی اس کے حرکات و افعال و صفات و ذات خدا تعالیٰ کے حرکات
و افعال و صفات و ذات کے تیلے مقہور و مطلوب ہوں گے اور خدا ہی کے حرکات
و افعال وغیرہ قاہر و غالب ہو جائیں گے اور سب اپنا کام کرنے لگیں گے
اور علامت ولی کی حدیث شریف میں اسطرح آئی ہے کہ صحبت میں اسکی خدا یاد آئے
یعنی محبت دنیا کی اسکی محبت میں کم اور محبت خدا کی زیادہ ہووے چنانچہ
حضرت خواجہ عزیز بن علی رامینی قدس سرہ فرماتے ہیں رباعی بابہر کہ شستی و
نشد جمع دلت ہے ورتوز سید صحبت آب و گلست ہے زہار ز صحبتش گریزان می باشد
و نہ نکست درج عزیز بن بکلت ہے ان سب امور پر تصحیح عقاید خواہ ظاہری ہو خواہ
باطنی موافق مذاہل و شہس کے ضروری ہے اگر کسی کا عقاید درست نہیں گوارا و سین

علامت ولی

احتیاط اور تاثیر ہو وہ اعتبار کے قابل نہیں اور ولی کو کرامت لازم نہیں ہی
 خدا چاہے تو اسکی عزت افزائی کے واسطے ظاہر ہوتی ہی اور نہیں تو نہیں
 قضا و قدر تقدیر کو کہتے ہیں یعنی امور کہ حکم اور اندازہ کیے ہوئے اللہ تعالیٰ
 کے ہیں اور تقدیر دو قسم پر ہی ایک مہرم یعنی ہستوار و محکم کہ جسمیں کچھ تغیر و تبدل نہیں
 جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے فَطَرْنَا لِلنَّاسِ عَلَيْهِمْ لَا تَبْدِيلَ
 لِخَلْقِ اللَّهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ لازم کر تو خدا کی پیدائش کو جسے پیدا کیا ہی لوگوں کو
 اوپر اس کے نہیں ہی بدلتا واسطے پیدائش خدا کے یہ ہی دین درست
 اور حدیث شریف میں وارد ہے جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَا بِعَيْنِ خَشَكِ هَوَا
 قلم ساتھ اس چیز کے کہ تو ملنے والا ہی یہ دلائل ہیں قضاے مہرم کے
 دوسری قضاے معلق کہ جسمیں بعض سبب تغیر و تبدل ہوتا ہی صورت اسکی ہی
 کہ لکھا جاتا ہی لوح محفوظ میں مثلاً فلان شخص اگر حج کرے یا جہاد کرے یا عمر اسکی
 چالیس برس کی ہوگی اور اگر حج اور جہاد دونوں کرے یا عمر اسکی ساٹھ برس کی ہوگی
 پھر جب دونوں کیے تو ساٹھ برس کو پونچھاپس بڑھی عمر اسکی اور جب ایک ہی چیز
 کی نوہ زیادہ ہوگی چالیس برس سے تو کم ہوگی انتہائے عمر اسکی جو ساٹھ برس
 غنی اور ولیل اسہ نرنی کی حدیث ہے لَا يَزِيدُ الْقَضَاءُ إِلَّا الدُّعَاءَ یعنی نہیں
 پھیرتی تقدیر کو مگر دعائیں اولیاء اللہ کی دعا سے جو بلا اور آفت دور ہوتی ہی
 سورہ تقدیر معلق ہی ورنہ تقدیر مہرم میں کسی طاقت ہی کہ وہ مارے

بیان قضا و قدر

بیان قضا و قدر

بیان قضا و قدر

جہاں سمجھتے ہیں کہ اولیاء اللہ جو چاہتے ہیں وہ کرتے ہیں یہ سراسر خلاف
 عقاید اور بڑا خیال ہی چنانچہ جناب مولوی عبد العلی بحر العلوم شارح شنبوی مولانا روم
 رحمۃ اللہ علیہما بھی اس شعر کی شرح میں اسطیحا لکھا ہی وہ یہ ہی و کیکہ از تیر خستہ
 قضاے سبم مراد آشتہ و حاصل بر آورده کہ اولیاء قدرت بہت بر رفع قضاے
 سبم غلط کردہ و لغو گفت زیرا کہ قضاے سبم مردود مبنی شود و دریا سخن فیہ
 ہمین قضا بود کہ این افعالی از بازداشتن ولی واقع نخواستہ شد این افعال معلق بود و بعد
 مانع آمدن ولی از ان فعل و در نفحات مذکور بہت کہ در وقوع حادثہ چنگیز خان ستاری
 شیخ نجم الدین گبرائی قدس سرہ بعض اصحاب کمل خود را مثل شیخ سعد الدین
 حموی و شیخ رضی الدین علی لالا و غیر ایشان را طلب داشتہ گفت زود برخیزند
 و بہ بلاد خود روئید کہ آتش از جانب مشرق برافروخت کہ تا نزدیک مغرب خواہد برخواست
 این فتنہ است عظیم کہ درین امت این چنین واقع شدہ بہت بعض اصحاب گفت نہ کہ
 چہ شود کہ حضرت دعا کنند کہ این فتنہ از بلاد مسلمانان منقطع شود شیخ فرمود
 این قضائیت سبم دعا رفع آن نمیتواند کرد پس قول شیخ نجم الدین گبرائی
 نصرت بر آنکہ قضاے سبم مدفوع نمی تواند شد اوسے کمالات عزیزی
 بین لکھا ہوں کہ ایک شخص متوطن آذربایجان حضرت کی خدمت میں آیا اور فرزند بھی
 موسے ہمزہ تھا حضرت نے فرمایا کہ اگر اپنے فرزند کو چندے میرے پاس
 چھوڑ دو تو اچھا ہو ورنہ قبول کیا کہ کہ چھوڑ کر چلا گیا یہ لڑکا کاظم خلیل

شنبوی مولانا روم
 رحمۃ اللہ علیہما

ایک کتب خانہ

کر کے ہوشیار ہوا ایک ن عرض کیا کہ میں نے کچھ بات نہیں دیکھی حضرت فرمایا کہ اچھا
 تم آٹھ روز تک سوچو انا فتحنا بشر ہے اس ترتیب سے پڑھو نوین دن جہاں چاہو چل جاؤ
 اُسے آٹھ روز پڑھ کر نوین دن جنگل کا راستہ لیا طرح طرح کے جنگل اور دریا پیش
 آئے ایک دفعہ جنگل میں گیا وہاں ایک بھیڑ یا اوسکی طرف آیا اور اوسکے پاس کوئی
 ہتھیار نہ تھا آخر شش بھیڑیے نے آٹھ وار اوس پر کیے اوسکو جب چھری اپنے
 باپ کی کہ کمر میں موجود تھی یاد آئی نکال کر بھیڑیے کو ماری اور چھری زخم میں رہ گئی
 بھیڑ یا بھاگ گیا چھروہ شخص ایک جنگل میں پونہا کہ زمین اوسکی نئی طرح کی تھی بعدہ
 ایک شہر دیکھا کہ عمارت اوسکی عمدہ طرز کی بہت خفہ تھی شہر میں جا کر دیکھا کہ باشند
 وہاں کے بہت شکیل اور بزرگ وضع ہیں ان میں سے ایک بہت بڑے بزرگ
 اوسکو ملے اور حال پوچھا اوسنے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ میرے گھر مہمان رہو
 آخر شش اپنے گھر لیگئے بہت خاطر تواضع کی اور طعام عمدہ کھلا یا صاحب خانہ کی غیبت
 میں اوسنے دیکھا کہ وہ چھری اوسکی جو بھیڑیے کے زخم میں رہ گئی تھی ایک
 طاق میں رکھی ہے یہ چپ اوسنے چاہا کہ اُٹھالے مگر آٹھ میں نہ آئی پھر
 صاحب خانہ قہر سے لائے اور کھانا رو برو رکھا اسکی نظر اوسنی چھری پر تھی
 صاحب خانہ نے بہت غصہ کیا ہی اوسنے کہا کچھ نہیں میں بعد گفتگو اوس صاحب خانہ
 نے کہا کہ ہم نہ انسان ہیں نہ جن نہ فرشتہ ہماری خلقت اللہ جل شانہ نے
 علاحدہ کی ہے اور شہر ہمارے رہنے کے واسطے ہی اور ہم سے کام

اس طرح کے لیے جاتے ہیں اور وہ بھڑیا میں ہی تھا جسکو تو نے چھری ماری تھی
اور نیز خرم اوسی چھری کا ہی اور میں تجکو فوراً مار ڈالتا لیکن یہ سبب شاہ عبدالعزیز
کا ہوا تو کیا چاہتا ہے اوسے کما کہ پھر حضرت کی خدمت میں پہنچ جلاؤں تو خوب
ہی اوجھون نے کما کہ آنکھ بند کرو پھر آواز دی کہ کھول دو آنکھ کھولی تو دیکھا کہ
مسجد جامع شاہ جہان آباد کے پاس کھڑا ہے نور جاگر جناب مولانا صاحب کے قدموں پر
گرا اور مدت تک رہا اور کمالات باطنی حاصل کیے ایضاً ایک شخص بلباس عہدہ
و صورت امیرانہ شکہ زرخیز کمر پر باندھے ہوئے عمدہ گھوڑے پر سوار نصیب
مار پڑھ ضلع اٹھ میں متحدہ دست عارف میان اچھے صاحب قلب سن اشد سرہ
العزیز کے حاضر ہوا اور نہایت بے قرار و مضطرب تھا حضرت کے قدموں پر گر کر
ترشپنے لگا آپ نے بہ شفقت تمام متوجہ ہو کر اوس سے حال پوچھا اوس نے
عرض کیا کہ ایک سا ہو کار متصل میرے مکان کے رہتا ہے اسکی دختر نہایت
حسینہ اور جمیلہ ہے خود سالی سے فیما بین میرے اور اس کے محبت پیدا ہوئی کہ
مرتبہ عشق کا ہو گیا پھر اسکی شادی ہوئی اور اب سنرال اسکی اوسکو بیجا مین گے
اس واسطے مضطرب ہو کر اور اپنی زندگی سے بے ماعتہ دھو کر خدمت میں حاضر ہوا ہوں
حضرت نے اسکی تسلی کی اور فرمایا کہ تم دہلی میں بحضور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب
کے جاؤ اور کچھ مدت کہو بلکہ آدمی واسطے پیشوائی کے نکلو دہلی سے ہٹو ملین گے
آخر میں وہ شخص دہلی کو گیا مقام شاہدرہ میں کئی آدمی بطور پیشوائی کے ملے اور حضور میں

مولانا صاحب کے لیکے حضرت بہت شفقت سے اس کے حال پر مشورہ ہوئے
 اور ایک شخص کو فرمایا کہ فلاں نے سنا ہوا کہ کونسا کو وہ سا ہوا کہ حاضر ہوا آپ نے اس سے
 پوچھا کہ تمہارا داماد اور سہمہ بھی کہاں ہے اس نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں اپنے فرمایا کہ
 اوٹکو لے آؤ وہ جا کر اوٹکو لے آیا حضرت ان تینوں کو ہمراہ لیکر کوٹھری میں تشریف لیکے
 تھوڑی دیر میں باہر نکلے وہ تینوں ہنستے چلے گئے اور تھوڑی دیر میں اس لڑکی کو
 بالکی میں سوار کر کے لے آئے اور عرض کیا کہ حضرت یہ بالکی لونڈی ہے جو چاہو سو کر و اپنے
 اوٹکو مسلمان کیا اور ناز پڑھوائی بعد اس کے نکاح اون دو لونیکا کر دیا **سبحان اللہ**
 درویش ایسی ہی ذات بابرکات کو کہتے ہیں کیونکہ حضرت خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہ
 فرماتے ہیں (درویش نسبت کہ ہر ان بندہ بران کس کہ بحاجت آید محروم باز نگرود)
 لہذا فی اخبار الاخبار اس طرح اور اقوال حضرت خواجہ شمس کے جو خواجہ ابوجکان جناب
 خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہا نے سنا ہر ذات جامع الکمالات مظهر ذات
 وصفات خالق الارض السموات حضرت شاہ صاحب قدس سرہ پر جملہ فی آیت ہے
ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ بقول جناب استاد
 مولوی شمس الدین فیض علیہ الرحمہ کہتے ہیں مرتبہ الی درویش
 شان معبود ہی شان درویش فیض الفقیر اذ انتم ہی پس نہ کرو شرح و بیان
 درویش فیض الی من ملحق خدا بخش صاحب مرحوم متوطن میرٹھ سے
 فرمایا کہ میان خدا بخش آج نہایت کم ہونے وقت ایک مرتبہ آنے لکھی اور ایک مرتبہ

باری جو مشورہ ہو
 علم کچھ کراشا الاخبار
 میں حضرت خواجہ شمس
 چرخ دہلی قدس سرہ
 کمال میں غائب
 سے وقت کچھ کراشا
 بہت ہونی نسبت
 ہر ان ہی نسبت کہ
 خواجہ دران و دیوبند

آسمان کی کہ
 سرورانی

مصر کے ایک عالم کا
حاضر ہونا

آمن الرسول اور ایک سورۃ اور پڑھ لینا مولو لیا صاحب جو پڑھ کر سولے تو خواہم
خوب سیر آسمانوں کی نصیب ہوئی صبح کو جو حضور میں حاضر ہوئے ارادہ بیان کرنے کا
کیا آپ نے فرمایا کہ کتنا کچھ ضرور نہیں میں نے اس واسطے بتلایا کہ شنیدہ کی بود
مانند دیدہ ایضاً حضرت پروردگار نے کئی مولویوں کو فرمایا کہ تم کابل و روان
کے باہر جاؤ ایک شخص عرب آتے ہیں اونکو سولے آؤ یہ لوگ بتعمیل حکم
شہر سے باہر جا کر کھڑے ہوئے دیکھا تو ایک شخص مصر سے خچر پر سوار چلے
آئے ہیں اون لوگوں نے کہا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے آپ کے استقبال کے
واسطے ہمکو بھیجا ہے اور باتیں کرتے ہوئے چلے اونھوں نے اپنا حال بیان کیا
میں مصر کا باشندہ ہوں اور میری ہمشیرہ فاضلہ ہیں اور حافظ کلام مجید دلو
کتب حدیث شریف صحاح ستہ سب حفظ ہیں میں نے اونسے علم تحصیل کیا ایک کتاب
پڑھتا تھا او سمین ایک مقام مفہوم نہوا ہمشیرہ نے ہر چند تقریر کی لیکن میری فہم
میں نہیں آیا اس پر ہمشیرہ سے کہا کہ اب تم ہندوستان کو جاؤ اور شہر دہلی میں
شاہ عبدالعزیز ہیں اونسے یقین ہو کہ بظاہر سے فہم میں آئے اس واسطے میں
ان طرف کا عازم ہوا عرض یہ سب فاضل اونکو لیکر مدرسے میں آئے حضرت مولانا صاحب
نے فرمایا کہ کتاب کمان ہے جو رجبی میں مٹی منگو لیں اور اونسے فرمایا کہ اس میں اپنا کمال احب
حضرت نے تقریر فرمائی تو وہ غربت بہت غمکش ہوئے عرض کیا کہ میں سچ کہتا
ہوں کہ ایک عرب صنف اور علم تحصیل کرتے رہے بعد اسے لکھ کورواہ ہو

ایضاً ایک بار حضرت رفیع المنزل قدس سرہ حدیث شریف کا وعظ فرما رہے تھے
 اس میں ایک شخص آئے آپ انگشت سے اشارہ کیا اپنی پشت کی طرف یعنی ادھر آؤ
 جب وعظ تمام ہو چکا تو اس شخص نے عرض کیا رات کو خواب میں دیکھا کہ جناب
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور آپ سامنے جناب سرور کائنات
 کے بیٹھے ہوئے وعظ حدیث شریف کا فرما رہے ہیں اور میں حاضر ہوا تو آپ نے
 اس طرح انگشت سے اشارہ پس پشت نہیٹھنے کا فرمایا تھا اب جو میں حاضر ہوا تو
 بھی ویسا ہی ہوا اسکا کیا سبب ہی حضرت نے فرمایا کہ تم حقہ بہت پیٹے ہو
 تمہارے موندے سے بو آتی ہے اور حضور میں ناپسند ہی اس واسطے فقیر نے کہا تھا
 ایضاً جب جناب کرامت مآب حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے اول سال جو
 کلام مجید حفظ کر کے سنایا تھا نماز تراویح کی ہو چکی تھی اس عرصہ میں ایک
 سوار نہایت خوب زرہ بکتر وغیرہ لگائے ہوئے برچھایا تھا میں لیے ہوئے
 تشریف فرما ہو کر کہا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں رونق افزا ہیں
 جو آدمی وہاں تھے سب نے دوڑ کر انکو گھیر لیا اور پوچھا کہ حضرت یہ کیا کلام ہے اور
 آپ کا کیا نام ہے انھوں نے فرمایا کہ میرا نام ابو ہریرہ ہی جناب سید عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم عبد العزیز کا کلام مجید سننے چلیں گے پھر مجھ کو
 ایک کام کے واسطے روانہ فرمایا اس سبب سے میں دیر میں آیا اتنی بات کہہ کر
 غائب ہو گئے مصحح شاہان چہ عجب گربنواز نگہ دار! ایضاً

روایت از حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم
 وعظ کتنا

روایت از حضرت
 حضرت علی
 علیہ السلام کا واسطے
 دوران شریف

مولوی مفتی الہی بخش صاحب فاضل متبحر شاگرد رشید حضرت شاہ صاحب کے متون کا مذہبہ مقیم سہارنپور نے لکھا کہ جناب مولانا روم علیہ الرحمہ نے جو دفتر شروع کر کے چھوڑ دیا اور فرمایا ہے کہ میرے بعد ایک شخص ہوگا وہ اسکو تمام کرے گا میرا ارادہ اس کے تمام کرنے کا ہے اس واسطے عرض رسا ہوں فضل الہی سے آپ کی بڑی محلوںات ہی کمین یہ قصہ سماعت شریف میں یا نظر مبارک میں آیا ہو تو ارشاد فرمائیے حضرت نے اس کے جواب میں دو آیہ کلام مجید کے لکھ کر ارشاد کیا کہ یوقت شب پڑھ کر خود مولانا روم علیہ الرحمہ سے دریافت کرنا چنانچہ او کو جناب مولانا روم کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا کہ ہاں تھی وہ شخص ہو جو اسکو تمام کرے گا حصر اور مغرب کے درمیان دعوات اور قلم لیکر حجرے میں بیٹھا کر وقت سے باقی ماندہ خود بخود قلم سے لکھا جائیگا چنانچہ مفتی صاحب نے ساتواں دفتر تصنیف فرمایا ایضاً کرنیل اسکر صاحب کو اولاد نہیں ہوتی تھی حضرت مولانا صاحب سے عرض کی کہ آپ دعا فرمائیے تا مجھے اولاد ہو اپنے دعا کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بیٹا عطا فرمائے تو نام اسکا یوسف رکھنا چنانچہ لڑکا پیدا ہوا کرنیل صاحب نے جو زف اسکو رکھا نام رکھا جو زف اور یوسف ایک ہی لفظ ہے فقط زبان کا فرق ہے ایضاً ایک روز مدرس کا وعظ ہو رہا تھا کہ ایک شخص حاضر ہوا بعد اتمام درس کے سات اشرفی پیش کیں حضرت نے ہنس کر فرمایا کہ ایک بچہ بن سے سات اشرفی بعد وہ شخص چلا لوگوں نے اسکو گھیرا اور حال پوچھا

مولانا روم علیہ الرحمہ جو کہیں دکھلائے

کرنیل اسکر صاحب کا نام

ایک پیر کا نام

اوسنے بیان کیا کہ میں پورب کار ہننے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اسوال دیوبندی
بہت عطا فرمایا ہی مگر ہماری فساد خون سے ترک وطن کر کے تو کلت علی اللہ
الغریز الحکیم مع چند ملازم بسواری اسپ اس تلاش میں نکلا کہ شاید کوئی ایسا
شخص ملجائے کہ مشکل آسان ہو اس تلاش میں پھر تا تھا کہ ایک مقام پر پہونچا
ایک عورت نے کہا کہ اس پہاڑ میں ایک بزرگ تشریف رکھتے ہیں اگر تم وہاں
پہونچو تو یقین ہو کہ اچھے ہو جاؤ لیکن راستہ ایسا دشوار گزار ہے کہ گھوڑا نہیں
جاسکتا میں نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم سب یہاں رہو اور میں جاتا ہوں اگر
تین مہینے میں واپس آ جاؤں تو خیر ورنہ یہ گھوڑی اور سباب اور بیرونی تم سب
تقسیم کر کے چلے جانا پھر میں پہاڑ پر گیا تو دیکھتا ہوں کہ ایک چھپر کا گھر چھپا
ہی اور اوس میں ایک درویش تشریف رکھتے ہیں سلام کہا او محفون نے پوچھا
کہ تو کون ہی میں نے سب اپنا حال عرض کیا تو فرمایا کہ یہ پوڑیا دوا کی ہے
اسکو تم لیجاؤ اور فلان مقام پر ایک چشمہ ہی وہاں بیٹھکر اسکو کھاؤ اللہ کا فضل ہی
تو اچھے ہو جاؤ گے میں نے اوس طرح کیا اسہال اور قی آئی اور میں اللہ تعالیٰ
کے فضل سے اچھا ہو گیا پھر اُن بزرگ کی خدمت میں آیا تو پوچھا کہ تمہارے
گھر کا راستہ کس طرف سے ہے تو میں نے عرض کیا فرمایا کہ وہلی بھی راستے میں
ملتی ہے میں نے کہا کہ نہیں لیکن حکم ہو گا تو میں وہلی کے راستے سے جاؤں گا
وہ بھی راستہ ہے آپ نے فرمایا کہ شاہ عبدالغریز کا نام سننا ہی میں نے کہا کہ

سنایا وہ تو افتاب ہندوستان میں فرمایا کہ وہ ہمارے پیڑ بھائی ہیں پھر
 چھپر کے اندر جا کر کٹھی میں یہ سات اشرفی لائے اور کہا کہ مولانا صاحب کو یہاں
 طرن سے دیجور روایت ہی سکندر شاہ صاحب دہلوی سے وہ روایت کرتے
 ہیں اپنے والد شاہ غلام حسین شہید سے کہ انھوں نے حضرت کا وعظ برسوں
 سنا تھا کہا انھوں نے کہ حضرت کے وعظ میں ایک گھسیار اچھی آیا کرتا تھا البتہ
 آپ نے فرمایا کہ جو شخص بسم اللہ الرحمن الرحیم صدق دل سے جس کام کے واسطے کہیگا
 اُس کا وہ کام برائے گا وہ گھسیار گھاس کا گٹھا جنگل سے لا کر چار پانچ پیسے کو
 بیچ کے اپنی گذر کرتا تھا اور اس زمانے کو جننا کے پل پر سے آتے ایک پیسہ او
 جاتے ایک پیسہ محصول لیا کرتے تھے اُسے کہا کہ کیا ضرور ہی پیسہ دینا حضرت
 تو فرمایا کہ بسم اللہ جس کام کے واسطے کہیں وہ کام براتا ہی بسم اللہ کہہ کے
 جایا آیا کریں گے پس وہ گھسیار بسم اللہ الرحمن الرحیم کہلے جننا میں قدم رکھتا
 کتنا ہی باہنی ہو یا باب ہو جانا اس طرح سالہا سال اُس کا معمول ہا سکندر شاہ
 مزبور کہتے ہیں کہ میرے والد محکو خرو سالی میں حضرت کے وعظ میں لیجاتے تھے
 بارہا حضرت نے فرمایا کہ یہ لڑکا بہت خوش قسمت ہوگا اگر فقیر بھی ہوگا تو مرقا علی
 اور معزز رہیگا ہ حضرت ہی کی زبان کی تاثیر ہو کہ خدا بینا عالی نے اب تک محکو
 بہت فراغت اور عزت سے رکھا ہی چالیس سال سے زیادہ ہوئے کہ میں
 سیامی کرتا ہوں جان جاتا ہوں وہاں سب لوگ مجھ سے بعزت پیش آتے ہیں

سکندر شاہ

ابن

اور فراغت سے گذرتی ہی خدا تعالیٰ نے بہت فراغت سے رکھا ہی روایت ہی
 ابو الحسن شاہ احمدی مظہری بتوری سے وہ روایت کرتے ہیں کسی مرد ثقہ سے
 کہ نام اُن کا یاد نہیں وہ روایت کرتے ہیں سید حمید الدین صاحب سے کہا اُوں بخون نے
 کہ جب میں مکہ معظمہ کو گیا تو میرے ساتھ واللون میں ایک سقہ بھی تھا وہیلی والا چند
 مدت مکہ میں رہنے کا اتفاق ہوا اُس سقہ کو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ
 روز فجر کے وقت پر دن چڑھے باب السلام کے قریب اور عصر کے وقت جماعت میں
 امام کے پیچھے تکبر کے بعد کوشن نظر آتے تھے ایک روز اُس نے مجھ سے یہ حال کہا تو
 میں بھی اُس کے ہمراہ عصر کے وقت گیا اور حضرت مولانا صاحب کو بچشم خود اُسی جگہ
 امام کے پیچھے سیدھی طرف سلام پھیرتے وقت نماز میں دیکھا بائیں طرف سلام
 پھیرنے کے بعد دیکھوں تو نظر نہیں آئے غائب ہو گئے پھر کبھی دکھلائی نہیں
 اور محکوم کچھ بات کرنے کی فرصت نہیں ملی وہ سقہ کبھی ہم کلام بھی ہوتا تھا ایک روز
 اُس سقہ کو فرمایا کہ تو نے میرا حال بیان کیا اس واسطے میں وہ جا چھوڑ کر دوسری
 جگہ وظیفہ اور جماعت ادا کرتا ہوں شروع میں اُس سقہ کو دونوں جانچتا تھا
 سبحان اللہ یہ ابدال کا مرتبہ ہو کہ ابدال سے ایسی بائیں ہوتی ہیں کہ
 جہاں چاہتے ہیں اپنے کو منو کرتے ہیں چنانچہ نفحات میں چامی علیہ الرحمہ
 لکھتے ہیں انواع غایق عادات بسیار است چون ایجاد معدوم و اعدام موجود
 و اظہار امر مستور و ستر امر ظاہر و استجاب است دعا و قطع حسافت بعدہ مدح و مذک

مولانا صاحب مکہ معظمہ
 میں نظر آتا

سید احمد صاحب
 سید احمد صاحب
 سید احمد صاحب

و اطلاع بر امور جانبہ از حس و اخبار از ان و حاضر شدن در زمان واحد در اکنہ مختلفہ
و غیر ذلک بکراسمین شیطان کو دخل ہر دھوکا بھی ہوتا ہی خباثت میر حسین علی
عرفت شاہ جی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت کے
حضور میں حاضر تھا ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت بعض بزرگ حرم
میں نظر آتے ہیں اور دوسری جا پر بھی دکھائی دیتے ہیں پھر وہاں کے وہاں موجود
رہتے ہیں یہ کیا بات ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں شیطان کو بہت دخل ہے یہ بات
کچھ اعتبار کے مطابق نہیں دھوکے میں نہ آنا یہ حضرت کا فرمانا واقعی ہے کیونکہ
شیطان ہر ذرا ہر صورتوں سے انسان کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور اسکا تمیز کرنا
بہت مشکل ہے اس مقام پر ایک مقدمہ عجیب جو جناب شیخ الاسلام استاد
الکبیر شیخ فاضل حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی حاجی مولوی محمد زمان صاحب
دائیں بکارتہ نے بستان الجہنم لکھا ہے سو وہ مرقوم ہوتا ہے شیطان کیدی دیگر
و ان کو اعظم کیوں کہ وہاں ایستہ کہ چون شخصے یکے از صلیحہ از مکانی بعید
سختیائہ نمائند شیطان مثل این آواز بگوشش میرساند اگر جوابے از انجا حاصل
آوایش مثل آواز این شیخ بگوشش این معتقد میرساند و ہر قدر کہ بخوابد کم و بیش مسکند
شیخ ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ کہتے کہ امین معاملہ کثیر الوقوع است و نیز اکثر بصورت
سختیائہ ہر چندہ باشد باقرہ مشکل شدہ بر سختی ظاہر شدہ بہرحہ بخوابد
میں ہر چند کہ سختی گمراہی سے ہر قدر کہ امین سختی است حال انکو او

شیطان کا بیان

آپ شاہ گوردین
میر حسنہ سلاطین
صاحب کشفی اور
مولوی کریم علی
صاحب بلوچی
ہر دونوں بزرگوار
مفتی جناب حضرت
مولانا شاہ عبدالغنی
صاحب رحمۃ اللہ
علیہ

شیطان است و باین قسم کفار را بیشتر فریب دهد که هرگاه صنادید خود را بکشند
 گاهی بصورت آن صنادید ظاهر شود و گاهی بجواب گفتن نماید و گاهی حاجات
 ایشان را برآرد و کفار این تصرفات را از مقتضایان خود تصوریده کمرب پرستش نشان
 استوار بندند و هرگز باین خدای بی ندرند شیخ ابوالعباس میگوید که با جماعتی از
 شیوخ که معتقدین بایشان استغاثه می نمودند در خورده پرسیدم هر یک میگفت که مرا
 بالکل باین استغاثه اطلاع دست نداده حال آنکه مریدان و مستغنیان ایشان دعوی
 میکردند که شیخ را دیدیم و چنین و چنان شنیدیم و نیز میگوید که معتقدان من هم
 بمن استغاثه کردند و هر یک قصه خود بیان کرد و گفتم که من بسیکه از شما جواب نگفتم
 و بر استغاثه احدی مطلع نشدم گفتند پس فرشته خواب بود و گفتم فرشته نیست
 بلکه شیطانی است که گمراه میکند و گاهی به شکل شیخی متشکل شده بعرفات می آید
 تا مستقدان گمان بزنند که شیخ حج ادا کرد و گاهی به آنرا بر دشته بعرفات رسانند
 و از منیقات بلا احرام گذرانیده به تبلیه و سعی بن الصفا و الحروه و زمزمه چهار
 محض فوقوت عرفات کنانیده باز آرد و با مثال این تبلییات و فیه از مشرف حج
 محروم سازد و بهکما عباد این را از کرامات شمارند انتی و گاهی بصورت اهل علم ظاهر
 شده بکلمات بزرگوار و فن مردم را از جالبی بر وجه آنچه ابو عبد الرحمن از یحیی بن عمار
 آورده که میگفت همراه حفص طایفه بمقام حنی رفته و اینجا پر به برادریدم که کربش
 و سرش سفید شده و مردم را فتوی میداد حفص من گفت که اسی الیوب و حنی این

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت
مولاانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کے
روایت سے

پیرا کہ فتویٰ میدہا این عفریت است و نزد یکیش رفت و چون نظرش بر حصص افتاد
نعلین خود را برداشت و گیر بجنت و مردم از پس او دویدند و حصص نہا کہ روی مسلمانان
این عفریت است) اور بھی اسکے سوا بہت حالات شیطان لعین کے بستان الجن میں
مذکور ہیں سالکان طریقت کے واسطے اسکا مطالعہ ضرور ہی روایت ہوا
ابو الحسن شاہ صاحب احمدی مظہری بتوری سلمہ اللہ تعالیٰ سے وہ روایت کرتے ہیں
حضرت سید قاسم علی حسینی مال پوری سے کہ یہ حضرت بھی خلیفہ طریقت ہیں جناب
مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کے اور راوی کو طریقہ بتوریہ میں اونسے بعیت
بھی ہو گیا اور انھوں نے کہ آیام شباب میں مجھ کو اور واصل علی میرے چچیرے بھائی
کو شوق ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت شریف سے مشرف ہونا اور
یہ بات گوش زدی تھی کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب جسکو چاہتے ہیں حضرت کی
رویت سے مشرف کرنے میں اس شوق میں ہم دونوں بے اطلاع اپنے والدین
کے دہلی کو چلے فریب دہلی کے ایک شخص ہمارے بستی والا ملکر پوچھا کہ کہاں
جاتے ہو ہم نے اوس سے اپنا حال بیان کیا اوسنے کہا کہ ہاں حضرت کی خدمت
میں جاؤ تمھارا مدعا حاصل ہوگا ہم دونوں دہلی میں جا کر ایک جاؤ ترے دوسرے
دن صبح کو حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے حضرت نے مخاطب ہو کر احوال پوچھا
تو ہم نے اپنا مدعا عرض کیا ارشاد ہوا کہ کل آئیے انشاء اللہ تعالیٰ اسکا جواب دے گا
دوسرے روز حسب عہد حاضر ہوئے تو فرمایا کہ تم اپنے مان باب کو رخصی کر کے آؤ

تو میں تمھیں بتلاؤں گا ہم دونوں نے مسطورہ کیا کہ اگر بیان سے گھر کو جاوین تو والدین پھر آنے دیتے ہیں یا نہیں بہر حال بیان سے بدون حصول مدعا نہ جانا دوسرے دن خدمت شریف میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا حضرت آپ ہی کچھ دعا فرما کے ہمارے والدین کو راضی کیجیے ہم تو بیان سے نہیں جلتے پھر ارشاد ہوا کہ کل اسکا جواب دوں گا بموجب ارشاد دوسرے روز حاضر ہوئے تو فرمایا کہ تمھارا والدین راضی ہوئے اب تمھیں بتلاتا ہوں اس میں بھید یہ ہے کہ اس عرصے میں جو شخص کہ ان دونوں کو ملا تھا اس نے اپنے والدین سے بیان کیا کہ تمھارے لڑکے دہلی کو حضرت کی خدمت میں گئے ہیں وہ سنکر بہت خوش ہوئے کہ حضرت کی خدمت میں جانا فایده سے خالی نہیں آو سوقت دست خاص سے یہ درود شریف مع ترکیب لکھ کر عنایت کیا (در شب جمعہ وقت خواب دو رکعت نماز نفل بخواند در ہر رکعت بعد فاتحہ آیت الکرسی کی بار وقل ہو اللہ یا نزلہ بار بخواند بعد از سلام ہفت ہزار بار این درود بخواند اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِمْ وَاٰلِہٖمْ وَسَلَّمَ ہم دونوں نے اسی ترکیب سے یہ درود شریف پڑھا مگر واصل علی تین ہزار سے زیادہ نہ پڑھ سکیا اور میں پورے سات ہزار بار پڑھا اور رویت شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشرف ہوا راوی نے اس درود شریف کی اجازت جناب سید فاسم علی صاحبہ علی ہی اور اونکو رویت شریف بھی حاصل ہوئی ہی چنانچہ وہ اہل برچہ حضرت کے

درود شریف
در ہر رکعت
دو رکعت
نماز نفل
بخواند
در ہر رکعت
بعد فاتحہ
آیت الکرسی
کی بار وقل
ہو اللہ یا
نزلہ بار
بخواند
بعد از سلام
ہفت ہزار
بار این درود
بخواند
اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَآلِ
مُحَمَّدٍ
عَلٰیہِمْ
وَاٰلِہٖمْ
وَسَلِّمْ

ماتحہ کا کھٹا ہوا اُونٹیکے نزدیک موجود ہی راقم نے زیارت کی تھی اور آنکھوں کو لگایا ہی
 اور اس درود شریف کی اجازت بھی اونھوں نے سرفرازی کی ہر اَمَّا اللہ علی ذلک
 اب یہاں کچھ تحقیق رُوسِ شریف کی کتابِ مطاہر حق سے لکھی جاتی ہے تاناظرین کا
 شوق و صدق زیادہ ہو حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ
 فَقَدْ رَأَى فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِي صُورَتِيْ اور دوسری حدیث
 میں آیا ہے مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ خلاصہ دونوں حدیثوں کا یہ ہے کہ شیطان
 نہیں بنتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں یعنی یہ مجال نہیں کہ کسیکے
 خواب میں آوے اور اس کے خیال میں ڈالے کہ میں آنحضرت ہوں اور آنحضرت پر جھوٹ
 باندھے اور بعض محققین نے لکھا ہے کہ شیطان بصورت حق تعالیٰ بن سکتا ہے
 اور جھوٹ باندھ سکتا ہے یعنی دیکھنے والے کو وسوسا میں ڈالتا ہے کہ صورت
 حق سبحانہ تعالیٰ کی ہے لیکن بصورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز نہیں بن سکتا
 اور جھوٹ نہیں باندھ سکتا اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منظرِ ہدایت کے ہیں
 اور شیطان منظرِ ضلالت کا اور درمیانِ ہدایت و ضلالت کے ضد ہی اور حق سبحانہ
 تعالیٰ جامع ہر صفاتِ اضلال اور ہدایت کا اور تمام صفاتِ متضادہ کا اور یہ ہی
 کہ دعویٰ الوہیت کا مخلوقات سے صریح البطلان ہی محلِ اشتباہ نہیں، بخلاف دعویٰ
 نبوت کے اس واسطے اگر کوئی دعویٰ الوہیت کا کرے تو مندور خارقِ عادت
 اوس سے متصور ہے اور اگر دعویٰ نبوت کا کرے تو معجزہ اوس سے ظاہر نہیں ہوتا

تحقیق در حدیث
 شریف
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں آنا
 و جھوٹ باندھنا
 و شیطان کی صورت میں آنا
 و جھوٹ باندھنا
 و دعویٰ الوہیت کا
 و دعویٰ نبوت کا

بلکہ اوسکے اہانت کے واسطے برعکس دعوے کے ہوتا ہی جیسا حال سیکمہ کتاب کا کہ کسی کی روشنی چشم کے واسطے دعا کی تو وہ نابینا ہوتا تھا اور یہ حدیثین تعدد طرق و اختلاف الفاظ کے ساتھ دلائل کرتی ہیں اس پر کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو انھیں کو دیکھا دروغ اور شیطان کو امین و خل نہیں اور علما اسکو خصا یص سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شمار کیا ہی اور اختلاف کیا ہی علما نے امین بعضوں نے تو یہ کہا کہ محل ان احادیث کا یہ ہی کہ کوئی دیکھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ صورت اور حلیہ مخصوص کے جو آپ رکھتے تھے پھر بعضوں نے انھیں سے تو شیع کیا ہی اور کہا کہ اوس شکل و صورت میں دیکھے کہ مدت عمر شریف اوس پر تھے خواہ جوانی میں خواہ کہولت میں یا آخر عمر میں اور بعضوں نے دائرہ تنگ کیا اور کہا کہ ضرور ہی اوس صورت پر دیکھے کہ آخر عمر میں اوس صورت پر اس عالم سے سدھارے یہاں تک کہ عد و سفید بالوں کا کہ سر مبارک اور محاسن شریف میں تھے اور نوبت بیش بال کی نہ پہونچی تھی اعتبار کیا ہی اور محمد بن سیرینؒ کے پاس جب کوئی اگر قصہ خواب میں حضرت کے دیکھنے کا بیان کرتا تو وہ کہتے کہ بیان کر کس صورت میں دیکھا ہی تو نے اگر ساتھ حلیہ مخصوص کے نہ بیان کرتا تو وہ کہتے کہ جاتو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا اور امام نووی نے کہا صحیح یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حقیقتہً دیکھا خواہ اونکی صفت معروفہ پر دیکھا یا سوا اسکے اختلاف صفات کا موجب اختلاف ذات کا نہیں ہوتا اور اختلاف و تفاوت

صورتوں کا باعتبار کمال و نقصان ایمان دیکھنے والے کے ہی جسے حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کو اچھی صورتیں دیکھا بسبب کمال اپنے دین کے دیکھا اور جسے بر خلاف اسکے
 دیکھا بسبب نقصان دین کے دیکھا اور سیطرح ایک نے دیکھا بوڑھا اور ایک نے
 جوان اور ایک نے راضی اور ایک نے خفا اور ایک نے روتے ہوئے اور ایک نے
 خوش اور ایک نے ناخوش یہ تمام مبنی ہے اور اختلاف حال دیکھنے والے کے
 پس دیکھنا آنحضرتؐ کا گویا کسوٹی ہے معرفت احوال دیکھنے والے کے اور اسمین
 ضابطہ مفید ہے سالکوں کے لیے کہ اوس سے احوال اپنے باطن کا معلوم کر کے
 اوسکا علاج کریں اور اسی قیاس پر بعضے ارباب تکلمین نے کہا ہے کہ جو کلام آنحضرتؐ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب میں سنے تو اوسکو سنتِ قدیمہ پر عرض کرے اگر
 موافق ہے تو حق ہے اور اگر مخالف ہے تو بسبب خلل اوسکے سامعہ کے ہی پس روایا
 ذاتِ کریمہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اوس چیز کا کہ دیکھی یا سنی جاتی ہے حق ہی
 اور حقیقت میں تفاوت اور اختلاف کہ ہے تجھ سے ہی حضرت شیخ علی متقی نقل
 کرتے تھے کہ ایک فقیر نے فقراے مغرب سے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب
 میں دیکھا کہ اوسکو شراب پینے کے لیے فرماتے ہیں اوسنے واسطے رفع اس
 اشکال کے علماء سے استفعا کیا کہ حقیقت حال کی کیا ہے ہر ایک عالم نے محل اور
 تاویل اوسکی بیان کی ایک عالم تھے مدینہ شریف میں نہایت متبع سنت کہ اونکو
 شیخ محمد بن عراء کہتے تھے جب وہ استفعا اونکی نظر سے گذرا تو اودھخنوں نے

فرمایا کہ یوں نہیں ہو جس طرح اوسنے سنا اوس شخص کے سامعہ میں خلل ہی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو فرمایا کہ لا تشرب الخمر اوسنے لا تشرب کہ لا تشرب سنا انتہی روایت
 ہی مولوی عزیز احمد صاحب دہلوی سے وہ روایت کرتے ہیں محمد حفیظ دہلوی سے یہ بزرگ
 حضرت کے صحبت یافتہ ہیں کہا اودھنوں نے کہ میری والدہ بیمار تھیں جب اونکا اخیر وقت آیا تو حضرت
 تشریف فرمائی کا اشتیاق ہوا مجھ سے استہدائی جب اصرار بہت ہوا تو بعد نماز عصر میں حضرت کو
 ہمراہ لیکر مکانکو آ رہا تھا اشارہ میں ارشاد ہوا کہ میان محمد حفیظ تم مکان کو جلد جاؤ اور
 اپنی والدہ کی تجنیز و تکفین کی تیاری کرو ابھی اونکا انتقال ہوا یہ فرما کر وہیں سے آپ
 اپنے دولت خانہ کو واپس ہوئے جب میں مکان کے نزدیک آیا تو رونے کی آواز آئی
 اندر جاتے ہی معلوم ہوا کہ انتقال ہو گیا سنو اتوں سے پوچھا تو کہا کہ ابھی حضور اعرصہ
 ہوا کہ روح پرواز ہوئی وہی وقت تھا جو حضرت نے فرمایا تھا روایت ہی مرزا قزاق علی
 بیگ صاحب کاکے سے وہ روایت کرتے ہیں حکیم محمد حسن خان کے کہا اودھنوں نے کہ آخون صاحب
 نامی ایک بڑے فاضل دہلی میں تھے اونکو ایسا خیال آیا کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب
 کو تفسیر حدیث میں بڑا ملکہ ہو مگر معقول ہیں کچھ کھٹکا نہیں اسی طرح اپنے شاگردوں
 اور معتقدوں سے بھی کہا کرتے ایک دن حضرت کے وعظ میں حاضر ہوئے حسب
 عادت ہزار ہا شخص جمع تھے اور بہت لوگ تفسیر میں کھولے ہوئے سنا کرتے تھے
 اوس روز حضرت نے الزانیۃ والزانی کا بیان کیا مگر سب بیان بطور معقول اس
 دھوم دھام سے کہ سامعین کی عقل از گئی آخر کو حشر سے فرمایا کہ خدا یتعالیٰ کے

مکان کی خبر

حکمت آیات
شرعی

کلام کا کوئی حرف حکمت اور فایدے سے خالی نہیں لکن اس فقیر کے دل میں اہمیت
 ایک بات آئی ہو اگر کسی تفسیر میں مذکور یا کسی صاحب کو معلوم ہو تو بیان کریں یعنی
 الزانیۃ والرائی بین تانیث مقدم اور السارد والسارقہ میں مؤخر
 آنے کا کیا سبب ہو گا جن جن صاحبوں کے پاس تفسیریں تھیں ان حضوں نے کہا کہ کوئی
 وجہ معلوم نہیں تب حضرت نے اخون صاحب کے کہا کہ آپ کچھ بیان کیجئے اور انکو اس وقت
 اپنے خیال سے نہایت مذمت ہوئی اور کہا کہ میں تو یہ عرض کرتا ہوں کہ اس طرح کا
 محکو خیال آیا تھا آپ قصور معاف فرماتا حضرت نے فرمایا یہ کچھ قصور نہیں ہی ایسا
 ہوا کرتا ہو حاصل کلام اخون صاحب باعث ہوئے کہ حضرت ہی کچھ فرمائیں جب
 آپ نے فرمایا کہ زنا کا استعداد اور خواہش نسبت مرد کے عورت کو زیادہ ہوتا

ہی اور چوری کی جرات و قوت باعتبار عورت کے

مرد کو بہت ہی اس لیے وہاں تانیث

کے تقدیم ہی اور بیان تذکیر کی

واللہ اعلم



مقالہ سوم در تعبیر رؤیا

رؤیا کہتے ہیں خواب اور حقیقت خواب کی اہل سنت و جماعت کے نزدیک پیدا کرنا حق تعالیٰ کا ہی دل میں سونے والا ہے کہ علوم اور ادراکات کو فرشتے یا شیطان کے ہاتھ پر ہوتی ہیں حقائق اور ادراکات کے یا موافق تعبیرات اور نکلے جیسے کہ جاگنے والے کے دل میں اور اللہ سبحانہ قادر ہی اور سپر نہ بیداری اور اسکی باعث اور نہ نیند اور سہے مانع ہی اور پیدا کرنا اور ادراکات کا سونے والے کے دل میں علامت ہی دوسرے امور پر جو پیش آتے ہیں بعد اوسکے کہ تعبیر اوسکی ہی جیسا کہ اہر دلیل ہی وجود باران اور محققین اہل سنت کے پاس ہی کہ شرف انسان کے دل کا دو وجہ سے ہی ایک از روئے علم کے دوسرا از روئے قدرت کے شرح قدر کی اس موقع سے اجنبی اور دور مگر علم کی وجہ کا بیان ضروری معلوم کرنا چاہیے کہ شرف از روئے علم کے دو طریق پر ہی ایک علم ظاہری کہ بواسطہ حواس خمسہ اور تعلیم کے حاصل ہوتا ہے دوسرے دل کو قوت معرفت تمام علوم اور صناعت کی میسر ہو یا وجود اس بات کے کہ دل ایک جزو ہی اور قسمت نہیں قبول کرتا ہی مگر علوم اور مہینہ ہوتے ہیں اور اوقعت سے علوم شرعیہ اور غیر شرعیہ مانند ہندسہ و ہیئت و حساب طبائعت وغیرہ کے جانتا ہی بلکہ تمام عالم اس میں ہی جیسا کہ ذرہ صحرا میں اور قطرہ دریا میں کیونکہ زمین پر ہر کوئی آسمانوں کی مساحت کرتا ہی اور مقدار ہر ستار کی پہچانتا ہی اور محبت کی کو قوت دیتا ہی اور مرغ کو ہول سے زمین پر لاتا ہی اور حیوانات زبردست مانند شیر و فیل و شیر و فیل

بیاختصاص
مقالہ سوم

الاجتماع
محققین

ایسا استخراج ہوتا ہے یہ تمام علوم اور سکھ ظاہر کی راہ سے حاصل ہوتے ہیں یعنی
 بذریعہ حواس اور تعلیم اور مراد علم یا القلم سے ہی علم ہی دوسرا علم باطن
 کہ روزن درونی کی راہ سے حاصل ہوتا ہے یعنی دل کو روزن درونی ملکوت
 آسمان کی طرف مفتوح ہوتا ہے کہ اسکو عالم روحانی کہتے ہیں جیسا کہ پانچ دروازے
 حواس کے بیرون ال عالم محسوسات کی طرف مفتوح ہیں جسکو عالم جسمانی کہتے ہیں اور
 علم ظاہر نسبت علم باطن کے بہت کم ہے علم باطن اسی روزن درونی سے بیواسطہ
 تعلیم آدمیوں کے خدا تعالیٰ کی طرف سے سرفراز ہوتا ہے علم انبیاء اور صوفیہ کا
 اسی طریق سے ہے اور مراد علم الانسان ماکملہ لکھنؤ سے ہی علم باطن ہے
 اور دلیل روزن درونی پر ایک نو موش اصغر ہے جسکو خواب کہتے ہیں بس مثل
 دلکی مانند آئینے کے ہے اور مثل لوح محفوظ کی مانند دوسرے آئینے کے کہ صورتیں
 تمام موجودات کی اوہیں جلوہ گر ہیں جس طرح کہ صورتیں ایک آئینے سے دوسرے
 مقابل کے آئینے میں گرتی ہیں اسی طرح صورتیں لوح محفوظ سے اوس دل میں
 جو محسوسات خارج اور صاف ہووے اور لوح محفوظ سے مناسبت پیدا کرے
 ظاہر ہونی میں مگر جب تک کہ محسوسات میں مشغول رہتا ہے تو عالم ملکوت سے محجوب رہے
 اور جب خواب میں راستہ حواس کا بند ہوتا ہے تو روزن درونی کھلتا ہے اور معانی
 متمثل ہوتے ہیں اور بھی خواب میں لوح محفوظ و عالم ملکوت نظر آتا ہے تا جب خبر کہ آئندہ
 ہوگی اسکو جانتا ہے جس طرح کہ ہونی ہے ظاہر دیکھتا ہے یا لباس میں مثال کے کہ تعبیر کی

ضرورت ہوتی ہے خواب میں اگرچہ حواس نہ ہوتے ہیں مگر خیال بجائے خود قائم رہتا ہے اس واسطے اکثر لباس مثال خیالی میں دیکھتا ہے اور پوشش سے خالی نظر نہیں آتا اور خواب کبھی صادق ہوتا ہے کبھی کاذب حقیقت اس کی یوں ہے کہ جب آدمی سوتا ہے تو مملو ہوتا ہے نیند سے مگر روح اس کی جاتی ہے طرف عرش کے پس جب کہ بیدار نہیں ہوتا ہے تخت عرش کے تو خواب اس کا صادق ہوتا ہے اور جو بیدار ہوتا ہے تو کاذب جاننا چاہیے کہ خواب تین قسم پر ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے اَلرُّؤْيَا ثَلَاثٌ حَدِيثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيفُ الشَّيْطَانِ وَبُشْرَى مِنَ اللّٰهِ ایک خیال نفس جیسا کہ ایک شخص کو فی کام یا حرفہ کرتا ہے اور وہ از بس اس کے خیال میں جم رہا ہے تو وہی خواب میں دیکھتا ہے یا عاشق معشوق کے خیال میں رہتا ہے تو اس کو خواب میں دیکھتا ہے مثل مشہور ہے جودل میں ہے وہ سنے میں دے اور دوسرا ڈرانا شیطان کا تا غلگین اور مکر کر کے اس کو بسبب دشمنی کے جو بنی آدم سے رکھتا ہے تا وہ بدگمان اور گستاخ ہو سلوک طریق حق میں اور وہ ڈرانا شیطان کا فعل ہے کہ ساتھ اس کے آدمی سے کھینٹا ہے جیسا کہ کسی نے دیکھا کہ اپنا سرٹ گیا ہے اور اسی قبل سے ہی احلام ہونا کہ موجب غسل کا ہوتا ہے اور کبھی سبب فوت نماز اور تاخیر اس کا وغیرہ فلک اس طرح کے خوابوں کو اضغاث احلام کہتے ہیں یہ دونوں قسمیں لائق اعتبار تبصیر نہیں اور تیسری قسم بشارت دینی اور اعلام

اور اس کا بیان ہے کہ خواب میں روح اس کی جاتی ہے طرف عرش کے پس جب کہ بیدار نہیں ہوتا ہے تخت عرش کے تو خواب اس کا صادق ہوتا ہے اور جو بیدار ہوتا ہے تو کاذب جاننا چاہیے کہ خواب تین قسم پر ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے اَلرُّؤْيَا ثَلَاثٌ حَدِيثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيفُ الشَّيْطَانِ وَبُشْرَى مِنَ اللّٰهِ ایک خیال نفس جیسا کہ ایک شخص کو فی کام یا حرفہ کرتا ہے اور وہ از بس اس کے خیال میں جم رہا ہے تو وہی خواب میں دیکھتا ہے یا عاشق معشوق کے خیال میں رہتا ہے تو اس کو خواب میں دیکھتا ہے مثل مشہور ہے جودل میں ہے وہ سنے میں دے اور دوسرا ڈرانا شیطان کا تا غلگین اور مکر کر کے اس کو بسبب دشمنی کے جو بنی آدم سے رکھتا ہے تا وہ بدگمان اور گستاخ ہو سلوک طریق حق میں اور وہ ڈرانا شیطان کا فعل ہے کہ ساتھ اس کے آدمی سے کھینٹا ہے جیسا کہ کسی نے دیکھا کہ اپنا سرٹ گیا ہے اور اسی قبل سے ہی احلام ہونا کہ موجب غسل کا ہوتا ہے اور کبھی سبب فوت نماز اور تاخیر اس کا وغیرہ فلک اس طرح کے خوابوں کو اضغاث احلام کہتے ہیں یہ دونوں قسمیں لائق اعتبار تبصیر نہیں اور تیسری قسم بشارت دینی اور اعلام

اور اس کا بیان ہے کہ خواب میں روح اس کی جاتی ہے طرف عرش کے پس جب کہ بیدار نہیں ہوتا ہے تخت عرش کے تو خواب اس کا صادق ہوتا ہے اور جو بیدار ہوتا ہے تو کاذب جاننا چاہیے کہ خواب تین قسم پر ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے اَلرُّؤْيَا ثَلَاثٌ حَدِيثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيفُ الشَّيْطَانِ وَبُشْرَى مِنَ اللّٰهِ ایک خیال نفس جیسا کہ ایک شخص کو فی کام یا حرفہ کرتا ہے اور وہ از بس اس کے خیال میں جم رہا ہے تو وہی خواب میں دیکھتا ہے یا عاشق معشوق کے خیال میں رہتا ہے تو اس کو خواب میں دیکھتا ہے مثل مشہور ہے جودل میں ہے وہ سنے میں دے اور دوسرا ڈرانا شیطان کا تا غلگین اور مکر کر کے اس کو بسبب دشمنی کے جو بنی آدم سے رکھتا ہے تا وہ بدگمان اور گستاخ ہو سلوک طریق حق میں اور وہ ڈرانا شیطان کا فعل ہے کہ ساتھ اس کے آدمی سے کھینٹا ہے جیسا کہ کسی نے دیکھا کہ اپنا سرٹ گیا ہے اور اسی قبل سے ہی احلام ہونا کہ موجب غسل کا ہوتا ہے اور کبھی سبب فوت نماز اور تاخیر اس کا وغیرہ فلک اس طرح کے خوابوں کو اضغاث احلام کہتے ہیں یہ دونوں قسمیں لائق اعتبار تبصیر نہیں اور تیسری قسم بشارت دینی اور اعلام

کرنا ہر حق کی جانب سے بندے کو کہ بسبب اس کے خوش اور طلب حق میں جست ہو
 اور جس نخل اور امید واری میں تھے ایسا خواب قابل تعبیر ہی اور ایسے ہی خوابوں کو بمشرا
 کہتے ہیں اور یہی خواب جزو ہی اجزائے نبوت سے اور یہ بھی ہے کہ بُرا خواب
 کسی سے بیان نہ کرے کیونکہ جب وہ قابل اعتبار اور تعبیر کے نہیں تو اس کا
 کہنا عبث اور لایعنی ہی ہے اگر کہے گا اور سننے والا تعبیر دیگا تو سو اس اور
 تو ہم میں پڑیگا اور تعبیر کو بتقدیر الہی وقوع میں خاصیت ہی اگر کسی نے بحسب صورت
 ظاہر بری تعبیر دی تو ویسی ہی واقع ہوتی ہے بُرا خواب دیکھے تو پناہ چاہے ساتھ اللہ
 کے بُرائی سے اس کے اور بُرائی سے شیطان کے اور تین بار بقصد دفع شیطان
 بائیں طرف ٹھٹکارے اور جس کروٹ پر خواب دیکھا تھا وہ کروٹ بدلے کہ اس کو
 تعبیر حال میں بہت تاثیر ہی اور اچھا خواب دیکھے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور جس کو
 دوست رکھتا ہو علما و صلحا اور اقربا سے اُن کے روبرو تخلیق میں بیان کرے
 اور تعبیر کہنے والا پہلے خیر کُنَّا و شَرَّ کُنَّا لَکُمَّا اچھی تعبیر دیوے اگر تعبیر
 دینے والا اوس فن کا علم نہیں جانتا اور اچھی تعبیر نہیں دی تو دوسرے
 سے بھی پوچھنا درست ہی اور یہ بھی معلوم رہے کہ تعبیر خواب کی مختلف
 ہوتی ہے ساتھ اختلاف دیکھنے والے کے مثلاً اگر تاجر دیکھے خواب میں کہ
 اس بابکشی پر رکھ کر بیٹھا ہے اور ہوا موافق چلتی ہے تو علامت سلامتی کی ہی
 اور نفع تجارت کا ہے اور اگر یہی خواب کوئی سالک سالکانِ طریقت سے دیکھے

بُرا خواب بیان
 کرنا

اچھا خواب
 بیان کرنا

مختلف خوابوں کی
 با اختلاف خوابوں کی
 تفسیر

تو علامت اتباع شریف کی اور ہونے کی مقام حقیقت میں ہی اور اس طرح
تعبیر دینے والے کے اختلاف سے بھی مختلف ہوتی ہے چنانچہ حضرت عایشہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم کی میت
شریف میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میرا شوہر غائب ہو گیا ہے اور مجھ کو حاملہ چھوڑا ہے خواہ
میں دیکھتی ہوں کہ سنوں مکان کا ٹوٹا ہے اور میں لڑکا احوال چشم جنی ہوں حضرت نے
فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تیرا شوہر صحیح و تندرست پلٹ کر آئیگا اور تو لڑکا نیک
جنے گی دوبارہ وہ عورت پھر آئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکان میں نہ پائی
اور میں نے اوس سے اس کے خواب کا قصہ پوچھا اوس نے بیان کیا میں نے
تعبیر کہ اگر تیرا یہ خواب راست ہے تو تیرا شوہر مر جائیگا اور تو لڑکا بدکار بنے گی
پس عورت بیٹھی اور رونے لگی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہو کر
فرمایا کہ اسی عایشہ چپ رہ اور ایسا نہ کہ جب تعبیر کرے مسلمان کے خواب کی تو اچھی
تعبیر کرے کیونکہ خواب تعبیر کے موافق واقع ہوتا ہے یہ خلاصہ ہی بعض مقامات
مظاہر حق اور جواہر الحقائق اور مدارج النبوة کا یہ بھی معلوم
رہے کہ کبھی تعبیر میں توارد بھی ہوتا ہے بعض اپنے بزرگوں سے معلوم ہوا
کہ خواب چار طور پر ہوتا ہے کبھی بارادہ رائی اور کبھی بارادہ مرئی اور گاہے بارادہ
ہرد و اور گاہ بغیر ارادے اون دونوں کے ہوتا ہے اور خدا سبحانی ہر صورت پر
قادر مطلق ہے جیسا چاہتا ہے ویسا دکھلاتا ہے شرح خواب کی اگرچہ بہت بسیط

مختلف ہونا
تعبیر کا اختلاف
مقبول ہے

یعنی وہ عورت
بارگاہ حضرت علیؑ کے
دور میں تشریف فرما تھیں
اس کا مسند واسطے
آئی تھی

عایشہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا نے اوس سے پہلے ہی
خواب کا قصہ پوچھا
تو اوس نے فقط خواب

سینے سے تعبیر فرمائی
صلی اللہ علیہ وسلم
بیان کیا تو حضرت
بی بی شہینہؓ اور ابو
اسلمہؓ فرمایا
واللہ اعلم

وطویل ہر مگر یہ مختصر بھی کچھ لطف سے خالی نہیں اس فصل کی تعبیرات کی وجہ سے
 حسب ایمائے نواب معلی القاب فضایل نپاہ دریاے صدق و صفا کے بے بہا
 نواب میر محبوب علی خان بہادر المعروف بہ دولہ پادشاہ اتربا والی
 دکن سلمہ اللہ ذوالمنن کے جو فن تعبیر میں فرید الدہر اور وحید العصر ہیں مرج کی گئی
 ستانا ظہرین کو اس فن میں خدا جاسے تو کچھ مناسبت پیدا ہوا اور حضرت پیر و شہد قدس سرہ
 کا پایگاہ رفیع اور صفا باطن اور وہب الہی ہویدا ہوا اور مناسبت معتبر خوب بیا
 کرتا ہی کیونکہ وہ رائی کے حال سے خوب واقف ہو سکتا ہی بخلاف دوسرے شخص کے
 اور بعد زمانہ دراز کے برین ہم یہ بیان بیگانہ نہیں روایت ہی مولوی حیات اللہ
 دہلوی سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے استاد مولانا یعقوب علیہ الرحمہ سے کہا
 اُنھوں نے کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ قرآن اسکا مٹی ہو گیا ہی حضرت سے
 تعبیر پوچھی تو فرمایا افسوس ہی کہ چراغ ہند گل ہونے والا ہی اس کے تین روز کے
 بعد حضرت کی وفات ہوئی وجہ مناسبت قرآن شریف کو چراغ سے نہایت
 مناسبت ہی کیونکہ قرآن شریف اپنے انوار ہدایت کے سبب ظلمات ضلالت سے
 بچاتا ہی اور چراغ تاریکی میں راستہ دکھلاتا ہی چراغ سراپا نور ہی اور قرآن مجید بھی
 نور نام بھی اسکا نور ہی اور عالم کی مناسبت تو چراغ سے روشن ہی اور جناب
 مولانا صاحب قس سرہ کی ذات مکرم چراغ ہند تو کیا بلکہ چراغ عالم تھی اور مٹی
 ہونا دلالت کرتا ہی فنا ہونے پر روایت ہی حافظ حاجی قاری محمد کریم بخش

قرآن شریف کا
 مٹی ہونا

لکھا
 محمد کریم بخش

دہلوی سے وہ روایت کرتے ہیں مولوی عبد اللہ رام لہوری سے کہا اودھون نے
 کہ ایک شخص نے خواب دیکھا کہ اوسکی عورت کی شرنگاہ پر ہاتی لڑ ہے ہیں حضرت سے
 تعبیر پوچھی تو فرمایا کہ وہ عورت فیمنی سے پاکی لیتی ہے بعد دریافت کے ویسا ہی ظاہر ہوا
 مناسبت فن تعبیر میں ہر علم کی معلومات اور انتہائی ذہن کو بہت دخل ہے
 جانتا چاہیے کہ ہاتی اور لوہے کو اہل تجہیم کے پاس مناسبت اور دونوں کا علاقہ
 زحل سے ہے اور ہاتھوں کی ٹکریں جو چیز آتی ہے وہ فنا ہو جاتی ہے ہاتھوں کا لڑنا محل
 شرنگاہ پر مقتضی ہے کوئی چیز کے فنا کرنے کا اوس محل سے ایسی شے سے جو ہاتھوں
 سے مناسبت رکھتی ہو وہ وجہ فیمنی میں ظاہر ہے ایضاً ایک شخص نے خواب
 دیکھا کہ تلون میں سے نیل ٹپکنا ہے پھر وہی تل تل پی جاتے ہیں حضرت سے
 تعبیر چاہی آپ نے فرمایا کہ تیرے نکاح میں تیری ماں ہے بعد تفحص حقیقت کے
 ظاہر ہوا کہ وہ اوسکی حقیقی ماں تھی اس تعبیر میں تو اورد ہوا ہے کیونکہ ایسی ہی تعبیر
 اس طرح کے خواب کی حضرت خیر النابین امام المعجزین ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے منقول ہے خیال پچھو اید القواو میں لکھا ہے مناسبت نیل جیسا نیل کا نتیجہ
 ہے ویسا ہی بیٹا بھی نتیجہ ہے ماں کا اور سنی خلاصہ ہے تمام جسم کا تلون کے نیل پر جانے
 پر لڑکے کی تہی کا رجوع کرنا شکم مادر میں دلالت کرتا ہے روایت ہے
 تادرجی المدین صاحب مدرسی سے وہ روایت کرتے ہیں مولوی محمد عثمان سے
 کہا اودھون نے کہ ایک شخص خواب دیکھ کر روتا روتا تھا کسی سے بیان نہیں کرتا کوئی چھپتا

تلون تلون
 جو تہی چاہی

تلون تلون
 چاہی

تو کہتا کہ اگر تم سنو گے تو مجھے مار ڈالو گے حاصل کلام حضرت نے اوس سے بہ تسلی
 تمام پوچھا اوس نے کہا کہ میں خواب میں قرآن شریف پر پیشاب کرتا ہوں آپ نے فرمایا
 یہ تو بہت اچھا خواب ہے تمہیں لڑکا پیدا ہو گا اور وہ حافظ کلام اللہ ہو گا خدا تعالیٰ
 کے فضل سے ویسا ہی ہوا مناسبت بیاباب کا پیشاب ہی کیونکہ نسل کی
 اصل قہی ہے اور پیشاب میں پانی کے اوصاف ہیں جب پانی حرقون ہو کر تر ہو تو حرقون
 اپنے میں لے لینا ہی ہے بطرح اصل نسل کا حرقون کو اپنے میں لے لینا گو یا قرآن کو
 لینا ہی روایت ہے مولوی موبد الدین خان صاحب مرحوم ابن مولوی رشید الدین خان
 علیہ الرحمہ سے کہنا اوںھوں نے کہ ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں اگر عرض کیا کہ حضرت
 نے خواب دیکھا ہے ارشاد ہوا کہ کہو کیا ہے اوس نے بیان کیا کہ میں جنت میں گیا ہوں
 وہاں ایک چاک خاص میرے لیے ہے دوسرے کا اوس میں داخل نہیں اوس چاک میں
 آئینہ کے پانچ درخت ہیں اوسے آئینہ ٹپکتے ہیں میں کھاتا ہوں ارشاد ہوا کہ یہ خواب
 تمہارا دیکھا ہوا نہیں ہے کسی شیعو کا ہے اور شیعہ بھی اس شہر میں ایسا کوئی نہیں
 ظان شخص اور اوس کا نام فرمایا اور کہا کہ شیعوں کے مذہب کی ایک کتاب ہے
 درود طیف کی اوس میں ایسا لکھا ہے کہ جو شخص بعد فرض و سنت مغرب کے پانچ دو گانے
 ہمیشہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اوس سے بدلے میں جنت میں ایک خاص عطا کرے گا
 وہاں پانچ درخت ہونگے اوس کا بیوہ اوس کو ملیگا وہ شخص اوس کا عامل ہو گا یعنی ان کے
 یہی بات تھی جس نے خواب دیکھا تھا وہ شیخ عبدالرحیم پانچ دو گانے ہمیشہ پڑھتا ہے

کچھ

پڑھا کرتا تھا حجاب سے حاضر ہو کر حضرت کے کسی خادم کی زبانانی تعبیر ہو چھوٹی تھی
 مناسبت یہ نقطہ جناب مولانا صاحب قدس سرہ کی معلومات ہو ایضاً
 کہا اوچھون نے کہ ایک بڑے فاضل نے خواب دیکھا اوسکا نام بھی کہا تھا مگر
 کو یاد نہ کہ کالا ناگ اوسکے دونوں شانوں میں منس باہر صبح کو حضرت سے
 تعبیر ہو چھوٹی فرمایا تھا اسے پر اہن پر اوسی مقام میں شراب کی بوند گری ہو چکے وہو
 اوسے سننے ہی نہ تھی مست ہو کر حسب ارشاد پر اہن وہو اللہ اوسکو بخش
 رہی کہ الہی شراب کیسے گری ہوگی بعد غور بسیار اور تفکر بیشمار معلوم ہوا کہ شکیب
 فلاں انگریزی منشی کے ملاقات کا اتفاق ہوا تھا اور تو کمین گیا نہ آیا یہ نہیں معلوم
 کہ قریب ان شراب کدھر سے آئی اور کیسے گری ہوئی منشی کے خدمتگار سے ایک طبقہ
 کے دریافت کرنے میں کہا کہ ہاں شکیب کو فلاں نے وقت منشی صاحب کے ملاقات کو فلاں
 فاضل آیا تھا چونکہ وہ فاضل مشہور اور جلیل القدر تھا اس لیے منشی جی نے بر ملا
 شراب پی ویر تک اوسکے جانے کا انتظار کر کے مجھ سے اشارہ کیا تو میں
 باقی کے گلاس میں اوس فاضل کی پشت پر سے اوسکو شراب دی تھی اوسوقت
 البتہ کوئی بوند گری ہوگی مناسبت اکثر متغیروں نے کالا بپ شراب کو
 قرار دیا ہی کیونکہ شراب اور بپ کا نہ ہر دونوں نقشہ ہوتا ہی جیسے بپ کے
 زہر سے خوف جانکا ہو بپ ہی شراب سے ضرر ایمان کا روایت ہو
 شاہ میر علی شاہ صوفی سے وہ روایت کو لے کر تھے حکیم ملا علی خان دہلوی کے

کالا ناگ
 شراب

شراب
 بپ

کہا اوتھون نے کہ جب میرا قصدا اپنے داماد کو ہمراہ لیکر حیدر آباد انیکا ہوا تو میرے
 سدھی نے داماد کو اجازت ندی اور کہا کہ خواب میں ایک باغ دیکھا ہوں لوہن باغین
 ہتھر کی ٹانگی ہی میں اوسمین تین زریے کھود کر اوترا ہوں اور تین ہی چلو اوسمین
 سے پانی پیا ہوں میں اوسکے خواب کی حضرت سے تعبیر لو چھی تو فرمایا تیرا ارادہ
 حیدر آباد کو جانیکا ہی اپنے داماد کو ساتھ لیکر جا تین مہینے کے بعد تیرا سدھی
 مر جائیگا ویا ہی ہوا میں داماد کو لیکر خنڈو لعل کے وقت میں بیان آیا مناسبت
 پانی اکثر زندگی کا سبب ہوتا ہی اس واسطے پانی سے حیات مراد لیے تہن اور زینے
 کھود کر اوترا زوال عصر پردالالت کرتا ہی جیسا کہ چڑھنا شرقی پر اور تین چلو تین
 مقدار حیات باقیہ سے اشارہ ہی اس طرح تین زینے بھی اور تقر تین ماہ کا حال
 رائی اور علم معتبر سے متعلق ہی کمالات عزیز می لکھا ہی کہ ایک شخص
 نہایت پڑ پڑاں آثار غم کے اوسکے بشرہ سے ظاہر تھے حاضر ہو کر عرض کرنے لگا
 کہ یا حضرت آج کل شب میں نے اپنے کو اپنی والدہ سے ہم بستر ہوتے دیکھا۔
 پس اوسوقت سے گویا زندہ درگور ہوں غور کرتا ہوں مگر خیال میں نہیں آتا
 کہ آیا مجھے ایسا کوئی گناہ عظیم واقع ہوا جو ایسا واقعہ کہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھلائے
 مجھے نظر آیا جاب میں لانا نے فرمایا کہ دریافت کر دشا یہ بھاری بی بی نے کلام اللہ گرو
 کر کے مہاجن کو سود دیا ہی بعد دریافت انفس کا کلام اللہ کر کے آئندہ ایسے امور
 سے احتراز کرنا اخر الامر دریافت کیا تو ویسا ہی واقع ہوا تھا مناسبت

والدہ سے ہم بستر
 ہونا خواب میں

قرآن شریف کو مان کے ساتھ بہت مناسبت ہی کیونکہ مان اپنے بیٹے کے نفع و ضرر
 کی بہت خبر رکھتی ہے اس طرح قرآن مجید بھی نفع و ضرر سے خبر دیتا ہے اور نام بھی اوسکا
 اُمّ الکتاب ہے اور ایسی حرکت کا محل جو جو رو تھی اوس سے یہ حرکت واقع ہوئی تھی اور
 حدیث شریف میں آیا ہے کہ سُود لینا اور دینا گویا مان سے جماع کرنا ہے **الِیْضاً**
 ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا حضرت مجھے خواب میں نظر آتا ہے کہ مشرق سے
 ماہتاب مثال ہلال نمودار ہو کر وسط آسمان کی طرف آتا ہے اور جیسا جیسا بلند ہوتا ہے
 کمال پاتا ہے اور وسط آسمان پر پہنچ کر بدر کمال ہو جاتا ہے اور چہرہ دربان سے ٹوٹ کر
 دو ہلال ہو کر اسی اپنی اول مشرقی طرف بسرعت تمام جا کر غروب ہو جاتا ہے آپ اس
 راز کو مجھ پر ظاہر فرمائیں کہ میں تو تہمت باطلہ سے رہائی پاؤں یا کسی لطیفہ غیبی کا
 اسرار ہو جاؤں آپ نے فرمایا کہ تیری وابستہ کو حمل سہ ماہہ تھا آج آخر شب کو وہ سقط
 ہو گیا اوس شخص کو نہایت تامل ہوا کہ میری زوجہ کو ہرگز حمل نہ تھا بلکہ تو گون کو
 تو اس کے عقربہ اتفاق ہی یہ جناب مولانا صاحب فرماتا ہے اور حکماء وقت کا قول
 کیونکہ لغو جانوں کہ ہر ایک زمین افلاطون آفاق ہی جنکا میری زوجہ کے عقربہ اتفاق
 ہی اور حضرت کے ارشاد کو کس طرح جھوٹ کہوں کہ خوف سُوء عقیدت اور باعث
 خلیج بیت کا ہو گا لاچار متفکر ہو کر اُٹھا اور مکان کو جا کر دریافت کیا تو حضرت ہی کا
 ارشاد سچا تھا مناسبت ہلال کا بدر نہ ہونا مناسبت ہی اولاد سے اور بدر کمال
 جسکو قمر کہتے ہیں مراد ہی مان سے جیسا کہ سورہ یوسف میں فرمایا ہے

ہلال کا بدر کمال سے
 جبر ہلال ہو جاتا

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ رَايتَهُمَا لِي سَيِّدِيْنَ هَلَالِ كَابِدْرُ هُوَ كَرْمُ لُوطِ سَا
 اونسکے نقصان اور اسقاط کی دلیل ہی اور تین ماہ نطفہ ممیز ہوتا ہی بچہ نشیت ذکوٰۃ
 واثوٰث یہ اشارہ ہی بدر کامل سے واللہ اعلم روایت ہی مولوی محمد عنایت علی
 سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد مولوی محمد کرامت علی مرحوم دہلوی موسوی سے
 کہا اُونھوں نے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر کہا کہ حضرت بیٹے خواب میں ایک بڑا درخت
 زمین سے مع بیج اُکھڑنے دیکھا ہی اپنے فرمایا کہ کوئی بڑا عالم یا مشائخ اس جہاں
 سے نقل کریگا اوسکے ایک ماہ کے بعد مولانا رفیع الدین صاحب قدس سرہ حضرت
 کے بڑا درخت دیکھے اُنکا انتقال ہوا مناسبت درخت کو عالم کے ساتھ بہت
 مشابہت ہی کہ اوسکے سایے اور ثمر اور چوب وغیرہ سے بہت نفع ہوتا ہی اس طرح
 عالم کی ذات بھی سراپا منفعت ہی اور بیج جس سے اُکھڑنا صریح اوسکے فنا ہونے پر
 دلیل ہی اور اوّل کے معتبر درخت کو نبی سے تعبیر کیے ہیں چونکہ اب زمانہ نبوت
 کا نہیں رہا اس واسطے عالم عامل سے کہ وہ نایب و قائم مقام نبی کا بھو اسے
 اَعْلَمُا وَرَفِیْہُ الْاَنْبِیَا کے ہی مراد لیتے ہیں اور مولانا رفیع الدین صاحب قدس سرہ
 بڑے عالم عامل اور عارف کامل تھے روایت ہی جناب مولوی حاجی حسن صاحب
 سلمہ اللہ تعالیٰ سے کہا اُونھوں نے کہ ایک میرا بھائی تھا حسن علی نامی جب وہ
 دہلی کو گیا تو حضرت کی خدمت سے مشرف ہو کر عرض کیا کہ با حضرت خواجہ
 کسی شخص نے مجھے ایک انگوٹھی دی ہی اپنے تعبیر فرمائی کہ تیری جلدی شادی ہوگی

اشک کا رنگ
اُدھنا

گنگوٹھی

اویسی عرسے مین وہ وطن کو آیا اور اوسکی شادی ہوئی مناسبت انگوٹھی کا
 لینا زوجہ کے ملنے کی تعبیر ہو لطف مناسبت اسکا بے نظیر ہو تصریح کی ضرورت
 نہیں روایت ہو جناب مولوی سید ہاشم صاحب ہلوی سے وہ روایت کرتے ہیں
 حکیم آغا جان سے جو مرید اور شاگرد حضرت کا تھا کما اوسنے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ
 یا حضرت میں نے خواب میں اپنی کمر سے خون بہتے دیکھا ہے تعبیر فرمائیے کہ تو حرام کرتا ہے
 مناسبت خون بناۓ حرام اور اوسکا نکلنا تقرب الی اللہ کی چیزوں کو جیسے نماز
 اور سجدہ وغیرہ حرام کرتا ہے اور حرکت فعل حرام کی بھی کمر سے تعلق رکھتی ہے الضیاء
 کما اؤنھوں نے کہ میں نے حضرت کے مدرسے میں کسی شخص سے سنا ہے کہ ایک شخص نے کہا
 یا حضرت مجھ کو خواب میں اپنے دو روپیہ دیے ہیں حضرت نے اوس شخص کے دو روپیہ
 جیسے نکال کر عنایت کیے ہیں اوسکی تعبیر تھی مناسبت اس تعبیر میں غایت
 رائی کے حال کی اور اتباع سنت حضرت رسول بمثال علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر حدیث
 شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضرت کی پیشانی مبارک پر سجدہ
 کیا ہے تعبیر ہو چھی تو حضرت نے فرمایا کہ راست کر اپنا خواب پس اوس شخص نے
 پیشانی مقدس پر سجدہ کیا روایت ہو مولوی محمد مونس الدین خان رحمانی
 دہلوی سے کہا اؤنھوں نے کہ ایک شخص نے عرض کی میں نے خواب میں
 دیکھا ہے کہ آفتاب میرے مکان کے روشن دان میں آیا ہے اور اوسکی تمام
 کرن جھڑ گئی ہے حضرت نے تعبیر فرمائی کہ جلد جاؤ دیکھو تمہارے مکان کے

کمر سے خون بہتا

حضرت کا دو روپیہ

آفتاب کا روشن دان میں آنا
 اور اوسکی کرن جھڑ جانا

طلبچے میں قرآن شریف رکھا ہے اور دیکھ اوسکا تمام حاشیہ کھا گئی ہے اوسکو
 جھٹکواؤ اس نے مکان میں اگر دیکھا تو ویسا ہی تھا کہ سردی سے دیکھ
 تمام ہزدان کھا کھر حاشیہ کھا گئی ہے مناسبت آفتاب کی قرآن
 شریف سے مشابہ ہونے کی توجہ اظہر من الشمس ہے اور معتبروں نے
 بادشاہ سے بھی مراد لی ہے کرن اور پردوں اوسکا حاشیہ ہین ہا
 روایت ہے حاجی محمد حسین صاحب سہارن پوری سے وہ روایت
 کرتے ہیں کسی مرد ثقہ سے کہا اوس نے کہ سید ابراہیم حسین نامی
 شیعہ مذہب زمیندار قصبہ بٹولی ضلع مظفرنگر نے خواب دیکھا کہ اوسکے
 پاخانے کی جاے سے بچہ پیدا ہوا ہے حضرت سے تعبیر پوچھی تو فرمایا
 کہ نقد بر الہی میں کچھ تدبیر نہیں تم مقید ہو جاؤ گے مناسبت
 اس تعبیر میں متابعت ہے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
 کہ حضرت امام نے اس طرح کے خواب کی ایسی ہی تعبیر فرمادی ہے (اور وہ
 عقلی یہ ہے کہ بچہ غیر محل سے پیدا ہوا غیر محل سے کسی چیز کا ظہور کسی حادثے
 پر دلالت کرتا ہے اور شکم کو عجبس سے مناسبت و مشابہت تام ہے
 مصروع شکم زندان بادست ای خردمند اور بچے کا پید ہونا
 توفیق سے رہا ہونا ہے مگر حضرت مولانا صاحب قدس سرہ نے جو قید
 ہوسنے کی تعبیر فرمائی خواہ میں کمال نزاکت ہے کیونکہ جب تک قید نہ ہوگا

بچہ پید ہونے کی جاے

تورہ ایسا ہوگا روایت ہم مولوی حافظ محمد ابراہیم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
 سے منقولہ روایت کرتے ہیں کسی مرد ثقہ سے کہا اس نے کہ ایک شخص
 نے سہارن پور سے حضرت کو عرض کیا کہ میں خواب دیکھا ہوں میرے
 پاس ابلق ہشتی ہے اس کا گوشت باز کھا رہا ہے مجھ کو بہت فکر ہے اس کی تعبیر
 آپ فرمائیے اور جو کچھ تدبیر ارشاد ہوگی ویسا عمل کرونگا حضرت نے
 جواب میں لکھا کہ تمہارے مکان میں تمہارا سالابٹ دخیل ہے اور تمہاری
 عورت نے جو بدکاری سے توبہ کی ہے سو وہ توبہ نضوج نہیں ہے اس کو
 توبہ پر قائم کرنا اور سالے کو آمد و رفت سے باز رکھنا مناسب ہے
 اہل تعبیر ہشتی سے مراد عورت اور باز سے مراد جو رو کے اہل قرابت
 لیتے ہیں اگر کوئی قرابت والا نہ ہو تو جو روستہ راہ دیتے ہیں اور
 ابلق رنگ یعنی سفید و سیاہ دلالت کرتا ہے توبہ اور معصیت کے
 جمع ہونے پر جیسا کہ سفید رنگ صلاح و تقویٰ پر دلالت کرتا ہے
 اور گوشت کھانا مراد ہے اس کی بُرائی سے جیسے غیبت اور ویٹوئی
 غیبت کے حق میں حق تعالیٰ جل شانہ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے
 وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ
 لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا اور اس کے ضمنا زنا بھی نکلتا ہے یہ معصیت کی
 نہایت ذکاوت ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے الْغَيْبَةُ

ہشتی کا گوشت
 باز کھانا

اہل تعبیر ہشتی سے
 مراد عورت اور باز سے
 مراد جو رو کے اہل قرابت
 لیتے ہیں اگر کوئی قرابت
 والا نہ ہو تو جو روستہ راہ
 دیتے ہیں اور ابلق رنگ
 یعنی سفید و سیاہ دلالت
 کرتا ہے توبہ اور معصیت کے
 جمع ہونے پر جیسا کہ سفید
 رنگ صلاح و تقویٰ پر دلالت
 کرتا ہے اور گوشت کھانا
 مراد ہے اس کی بُرائی سے

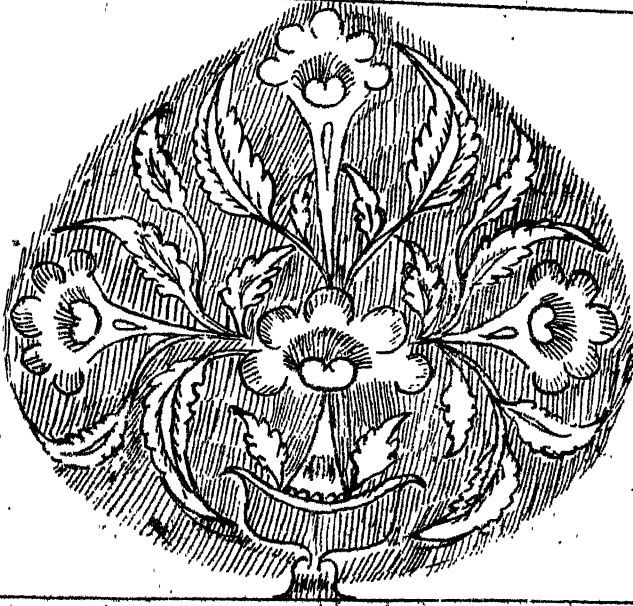
أَشَدُّ مِنَ الزَّيْنَا وَأَوْقَرَابَتٍ سَعَى عَوْرَتِ كَسَاكَا

قرار داد یہ حضرت کے علم پر موقوف ہو

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

وَالْبَكَّةَ الْمَرْجِعُ

وَالْمَسَابِ



مقالہ چہارم دراجوبہ اسولہ

کمالات عزیز می بین مرقوم ہے کہ ایک شخص نے ایک تصویر پیش کی اور کہا یہ تصویر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی اسکو کیجیجے آپ نے فرمایا کہ حضرت نے غسل فرمایا ہی اس تصویر کو بھی غسل دیجیجے ایضاً عشرہ محرم کو حضرت مولانا صاحب قدس سرہ درس فرمایا کرتے ہزار ہا آدمی جمع ہوتے اور اہل تشیع کے وہاں بھی اسوقت کتاب اور شہرہ بند ہو جاتا تھا ایک شخص نے سوال کیا کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام اور نیریز پلید کا مقابلہ تھا تو حق تبارک و تعالیٰ کسکی طرف تھا حضرت نے جواب دیا کہ میزان عدل میں تول رہا تھا یہاں تک کہ صبر حضرت امام علیہ السلام کا اوس مردود کے ظلم پر غالب آیا بعد درالمجیب روایت ہم حاجی مولوی حمایت اللہ صاحب دہلوی سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے استاد حضرت مولانا یعقوب علیہ الرحمہ سے کہا اوٹھوں نے کہ ایک انگریز واسطے مقام حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ کے دہلی میں آیا اور اوس انگریز کو علوم عربی و فارسی میں نہایت برہ تھا کہ سات سال مکہ معظمہ میں امامت کی تھی حضرت جامع مسجد مین وعظ فرما رہے تھے اوس نے عرض کی کہ قرآن کو بت کیجیجے اور میرے سوال کا جواب دیجیجے آپ نے فرمایا کہ کو کیا سوال ہے اوس نے قوت علمی سے ایک بیت بنا کر کہی ہے کہے گفت کہ عیسیٰ مصطفیٰ علی

تصویر کا حکم

جواب دیجیجے

جواب دیجیجے

کہ این بریز زمین دفن وان با وج سماست ۴ اور کہا کہ اس شعر سے تفوق و تعالیٰ
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظاہر ہی کیونکہ وہ با وج افلاک ہیں اور مصطفیٰ تحت خاک
 حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے جواب میں فرمایا ہے بگفتش کہ ناین حجتت قوی
 باشد ۵ جہاں بر سر آب و گھڑتہ دریاست ۶ کہ عیسیٰ علیہ السلام عالم میں نہنہلہ
 جہاں ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جو لب لباب عالم ہیں
 مانند گوہر نایاب ہیں وہ انگریز سننے ہی فوراً مسلمان ہوا ایضاً مولانا یعقوب صاحب
 نے فرمایا کہ ایک طالب علم نے حضرت شاہ صاحب قدس سرہ سے سوال کیا کہ حضرت
 خواجہ حافظ شیراز رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر ہوس ہی سجادہ رنگین گرت پریشان گوید
 کہ سالک بے خبر بود ز راہ و رسم شہر لہا ۷ اسکا مطلب معلوم نہیں ہوتا غرض اسے
 فدوی کو سمجھائیے حضرت نے کہا کہ اسوقت اسکا مطلب تمھاری سمجھ میں نہ آئے گا چارہ کن
 بعد کہو گنا بعد از ان ایک بوڈھی بیسوا نے آکر کہی کہ یا حضرت میرے مکان میں
 کوئی بسنے نہیں آتا ہر آپ کچھ دعا کیجیے تاکوئی آوے آپ نے فرمایا اچھا دعا کریں
 شب کو کوئی اوسکے گھر نہ آیا فجر کو وہ بیسوا بھڑائی اور عرض کی کہ حضرت آپ تو
 اسوقت کے شیخ المشایخ ہیں کیسی دعا کی کہ کچھ بھی اثر نہوا شاید دل سے دعا
 نہیں کی اوسکو فرمایا کہ اچھا جا آج دل سے دعا کریں گے وہ روانہ ہوئی ایک شخص سے
 کہا کہ اسکے محلے میں جا کر دریافت کرو کہ اسکے مکان میں کوئی کیوں نہیں آتا ہر دریا
 سے معلوم ہوا کہ وہ نہایت گران فروش ہیں یعنی اوسکے بیان ایک نوچی تھی

حفظ شیراز علیہ السلام
 شعر کا مطلب

وہ اوسکی خرچی بہت کتنی تھی اوس شخص نے اگر وہ حقیقت عرض کی آپ نے فرمایا
 خیر معلوم ہوا سو روپیہ اس پتہ نوشکی نہ سے منگو اگر اوس طالب علم کو جس نے حافظ
 شیراز علیہ الرحمہ کے شعر کا مطلب پوچھا تھا کہا کہ یہ روپیہ آج شب کو اوس بیسوا کے
 بیان لیجانا اور اوسکی نوچی سے ہم بستر ہو کے آنا وہ طالب علم پر ہنر گار تقویٰ شعاع
 بہت حیران و پریشان ہوا فرمایا کہ ضرور جائیے گا جو کہا ہوں بجالائے گا اوس شخص
 نے بمصدق الامم فوق الادب کے شبکو روپیہ لیا کر اوس بیسوا کو دے دے
 اور کہا کہ میں نماز کا پابند ہوں میرے لیے اول وضو کو پانی رکھنا مصحلی بچھنا
 بعد معشوقہ کو بیچ پر لیجانا اوس نے ویسا ہی کی طالب علم کو اپنی نماز و وظیفہ میں
 دل لگی ہوئی معشوقہ سیج پر سوار ہی جب ورد و وظیفہ سے فارغ پایا تو معشوقہ
 کو سوتے دیکھا دل میں کہا کہ اتنی رات یوں ہی جلد کٹ جائے تا اس بلا سے
 نجات پاؤں صبح ہوئی بیسوا نے کہا کہ میان آپ نے تمام رات ورد و اوراد
 کا ٹی یا معشوقہ کی مراد بھی بر لائے جواب دیا کہ اسے خواب راحت میں دیکھا
 جگنا نامناسب نہ جانا یہ کہہ کے روانہ ہوا پھر اوس بیسوا نے حضرت کی خدمت
 کرامت منزلت میں آئی اور عرض کی کہ شب کو حضرت کی دعا سے روپیہ تو بہت ملے
 مگر مدعا حصول نہوا حضرت نے فرمایا کہ تو جا آج تیرا مدعا حاصل ہوگا پھر اوس طالب علم کو
 سو روپیہ دے فرمایا کہ آج شب کو ضرور جانا اور ہم صحبت ہو آنا اوس نے ویسا ہی
 حیران و سرگردان روئی لیکر اوس کے مکان میں آنا اور اوسکو دے دے موافق شب

گزشتہ کے اوسنے بیچ سنواری اور مصلیٰ اور وضو کا آفتاب رکھ دی طالب علم نماز
فارغ ہو کر اور دین مشغول رہا بعد دوپہر شیکے بیچ پر رونے کی آواز آئی گھبرا یا
کہ الٹی یہ کیا ماجرا ہے معشوقہ سے رونے کا سبب پوچھا اوسنے کہی کہ آج میری
عصمت کا خدایہ نگہبان ہے کیونکہ اس بیسوا نے دوبار تم سے روپولی ہی کل تین
سو رہی تھی معلوم نہیں کہ تمہیں کیا سبب تھا اور آج مجھ کو عصمت کا خوف ہے اوسنے
کہا بیان تو کر کیا حال ہے تو زندگی کسی تجھ کو عصمت کیا علافہ ہے اوسنے کہی نہیں میری
سرگزشت پونہ ہے کہ مین ایک اشرف ذی مقدور غلام نے بستی والے کی لڑکی ہون
میرے باپ نے ایک دلی والے شریف و نجیب سے شادی کر کے برات کو رخصت
کیے راستے میں رہنہ زون نے تمام برات لوٹ لی اور براتیوں کو زخمی کیے سب لوگ
اور دولہ فرار ہوئے معلوم نہیں کہ کیا ہوئے کدھر کو گئے اُون رہنہ زون نے
میرا تمام زور زور اُتار لیا اور بیان لا کر اس بیسوا کے ہاتھ بیچ ڈالا طالب علم
نے دولہ کا نام پوچھا اوسنے بتلایا اوسکے باپ کا نام دریافت کیا وہ بھی برابر کہا
جب طالب علم نے اوس سے کہا کہ وہ دولہ مین ہون یہ واقعہ مجھے ہوا تھا دونوں کو
اس اظہار حال سے نہایت خوشی ہوئی اور اطمینان حاصل ہوا وہ طالب علم خوشی
تمام وہاں رہا اور ہم بستر ہوا صبح کو جب حضرت کی خدمت میں آیا تو حضرت مدرسے
میں رونق افزا تھے دور سے دیکھتے ہی مسکرا کر فرمایا کیوں صاحب آپ نے
یہی سجادہ رنگین کن گرت پیر میخان کو دیدہ کہ سالک بے خیر نبود ذراہ و رسم منبر لعل

کا مطلب سمجھا حضار کو اس کرامت سے نہایت حیرت ہوئی سبحان اللہ
 اولیاء اللہ کی ایسی ہی شان ہو خدا تعالیٰ جب کبھی چاہتا ہو تو اوتھیں عالم غیب
 دکھلاتا ہو یہ بھی جاننا چاہیے کہ اولیا کے اختیار میں نہیں کہ جب چاہیں دیکھ لیں جبکہ
 سید الکاملین شیخ الواصلین حضرت مولائی مرشدی سید شاہ محی الدین قادری
 دہلوی مدنی قدس سرہ نے کتاب فضل الخطاب فی الفرق بین الخطاء والصواب
 میں لکھا ہے کہ (ظہور صور مکشوفہ در قابوی مکاشفہ نیست بلکہ بارادہ الہی است)
 روایت ہے حافظ حاجی قاری محمد کریم بخش دہلوی سے وہ روایت کرتے
 ہیں اپنے اوستاد حضرت مولانا یعقوب علیہ الرحمہ سے کہ کما مولانا نے ایک دن
 ایک شخص پہاڑی مسلمان بارادہ استحسان حضرت شاہ صاحب کی خدمت بابرکت میں
 آیا حضرت اس وقت ٹہل رہے تھے چند لفظ پڑھے اور عرض کی کہ یہ کیا ہے
 آپ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں وہ شخص واپس چلا اوسی وقت حضرت نے اپنے
 خادم خداج بخش کو کہا کہ اوس شخص کو بلالو اور سنے بلایا وہ حاضر ہوا فرمایا کہ یہ منتر
 ہی بوا سیر کا پہاڑی زبان میں اوسنے عرض کی کہ یہ تو صرف حضرت کی کرامت ہے
 کیونکہ میں نے بہت ملک چھوئے ایران گیا توران گیا بخارا گیا عرب گیا ومان کے
 تمام لوگوں سے دریافت کیا کسی نے نہ کہا سبحان اللہ کیا معاملہ ہے
 الفاظ کی ارواح حاضر تھی یا الہام الہی تھا مصرع چون از گشتی ہمہ چیز از تو
 گشت یہ روایت ہے ایک شاگرد سے مولوی محمد کرامت علی موسوی دہلوی

سوال کا جواب
 پہاڑی مسلمان

دعا کا نیا

رحمۃ اللہ علیہ کے مولوی کرامت علی صاحب شاگرد ہیں حضرت شاہ صاحب قس مسمر کے
 بے واسطہ اور با واسطہ کہا انھوں نے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ یا حضرت کچھ کسی نے
 ایک عاتلانی تھی وہ میں بالکل بھول گیا ہوں آپ بتلانا فرمایا کہ زبان میں کس کام کی
 تھی اس نے عرض کیا کہ مجھے کچھ یاد نہیں اسکو فرمایا اسوقت تو مزاج حاضر نہیں تھا
 وہ چلا گیا بعد تھوڑے عرصے کے اسکو بلوا کر تمام دعا جو اسکو یاد تھی سناتا
 وہ شخص فوراً سنتے ہی قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ یہ تو صرف حضرت کی کرامت ہی
 ارشاد ہوا کہ یہ کرامت نہیں فقط میرا کسب رحمت ہی جو میرے والد ماجد نے مجھے
 تسخیر ارواح الفاظ و معانی کروائی تھی اور یہ ماجرا اوس ایام میں تھا کہ جن روزوں حضرت
 بسبب تصور ہضم کے دو یا تین تو لے غذا اور اویس قدر نمک سلیمانی کھا کر چار ہزار قدم
 مشی فرماتے تھے جاننا چاہیے کہ کرامت خرق عادت کو کہتے ہیں اور خرق
 عادت کی چھ قسمیں ہیں آراہض اور معجزہ انبیاء کے لیے جو قبل نبوت کے ہو
 خلیہ شق القمر اسکو آراہض کہتے ہیں اور جو بعد نبوت کے ہو وہ معجزہ ہی
 معنوت اور کرامت عوام مومنین اور اولیاء کے لیے عوام مومنین سے ہو
 تو معنوت ہی اور خواص اولیاء اللہ سے ہو تو کرامت ہی استدراج اور اہانت
 نفار کے واسطے ہی اگر موافق دعوے کے ہو تو اس سے استدراج کہتے ہیں
 جیسا کہ دجال کا حال جو بولے گا ویسا ہی ہوگا اور موافق دعوے کے نہو
 تو اسکو اہانت بولتے ہیں جس طرح سید کذاب کا قصہ کہ جسکی روشنی چشم کے

خرق عادت کے آثار

واسطے نہ کرتا تو وہ نابینا ہوتا اگر کسی کی درازی عمر کے لیے دعا کرتا تو وہ فوراً
 مرجاتا کچھ تفصیل ان ابواب کی سہل طور پر مقامات و شکیرے مولفہ اس چمپیز
 مین مرقوم ہی جسکو شوق ہو وہ دیکھ لے اور یہ کتاب جواب تو حضرت پیر پیر کی
 کرامتوں سے مملو ہی ایضاً وہ روایت کرتے ہیں کسی مرد معتبر سے کہا میں
 مرد نے کہ ایک شخص کو سفر درپیش ہوا تو اوسکی جو روئے اپنے باپ کے گھر جانے
 کو اجازت چاہی اوسنے منع کیا اور کہا اگر جا نیگی تو تجکو طلاق ہی اور آپ اپنے سفر کی
 راہ لی بعد روانگی شوہر کے اوس عورت کا باپ بہت بیمار ہوا اوسکو بلوایا اوس عورت
 نے وہ تمام سرگذشت بیان کی اور اپنے گھر ہی میں رہی قضا را وہ بیمار انتقال
 جب نہایت سبقت رہا ہو کر باپ کے گھر چلی گئی بعد چند سے پھر اپنے گھر آئی
 جب اوسکا شوہر سفر سے آیا اور اپنی جو روئے کے باپ کے گھر جانے کا حال سنا
 تو سب علما فتویٰ چاہا سبھوں نے بالاتفاق و ثبوت طلاق کا حکم دیا بعد ازاں یہ مقدمہ
 حضرت کی خدمت میں رجوع کیا اپنے فرمایا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ اوس نے
 طلاق کو معلق کیا تھا باپ کے گھر جانے پر اوس عورت نے باپ کے گھر کہاں گئی
 بلکہ اپنے اور اپنے اہل قربت کے گھر گئی مرتے ہی گھر باپ کا نہ تمام در نہ کا ہوا جس نے
 یہ حکم نہ انھیں وافرین کی قطعہ اسکو کہتے ہیں علم و فضل ضیا + تھا یہ سب فیض
 انکو ربانی + اس زمانے میں ذات حق کی قسم + آپ تھے جو حسیفہ ثانی +
 روایت ہی فادر محی الدین صاحب مدراسی سے وہ روایت کرتے ہیں

اسکا
 نسخہ

نسخہ کاغذی

مولوی حاجی قاضی ارتضیٰ علیخان گویا موسیٰ مدراسی سے کہا اوسنے کہ ایک رمضان
 شریف میں جناب میر عبداللہ غلام علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے
 حضرت کی خدمت کثیر البرکت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ حضرت شب قدر کب ہی آپ نے
 فرمایا بائیسویں شب کو اوسوقت حضرت کی محفل میں بہت علما فضلاء اور اُمرا حاضر تھے
 سبھوں نے سنا اور چُپ رہا ایک شخص نے حضرت کے شاگردوں سے عرض کی کہ حضرت
 امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے روایت آئی ہے کہ شبِ قدر طاق راتوں میں اخیر
 وہے کے ہوتی ہے بائیسویں کی تو کہیں خبر نہیں آپ نے فرمایا کہ ایک روایت یہ بھی ہے
 کہ شبِ قدر تمام سال میں دایرہ ہی الحاصل غلام علی شاہ صاحب موصوف نے اوری
 رات کو شبِ قدر پائی اور وہ کو اگر حضرت کا شکریہ ادا کیا سبحان اللہ
 کیا کمال ہے یعنی اوس سال شبِ قدر کا وقوع بائیسویں شب کو تھا یہ اسرار الہی ہے
 سو خاصانِ خدا کے کون آگاہی تفسیر حسینی میں مذکور ہے کہ شبِ قدر بقول حضرت
 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تمام سال میں دایرہ ہے اور حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس
 سرہ فرماتے ہیں کہ میں شبِ قدر کو شعبان اور ربیع الاول میں دیکھا ہوں اور اکثر
 ماہ رمضان میں پایا ہوں اور حکمتِ اخفا میں اوسکی تعظیم تمام راتوں کی اور زندہ رکھنا
 راتوں کا عبادت الہی میں ہے نہ فقط بیداری سے اسی خواجہ چہ جوئی زشبِ قدر
 نشانی ہے ہر شبِ قدر بہت اگر قدر بدانی ہے انتہی مظاہر حق میں علانین
 اوس شب کی مسطور ہیں کہ درخت سجدہ کرتے ہیں اور زمین پر گرہے ہیں چہرے بجائے

انجمن شب قدر

خود آجاتے ہیں اور ہر چیز اوسین سجدہ کرتی ہے اور صواب یہ ہے کہ اوس شب کے
پانے میں دیکھنا ان امور کا شرط نہیں ہے بہت لوگ اوس شب کو پاتے ہیں اور انہیں
سے کوئی چیز نہیں دیکھتے اور روا ہے کہ دو آدمی ایک جاکھوں اور دونوں اوس شب کو
پاویں اور ایک کو اُن چیزوں سے کچھ معلوم اور دوسرے کو نہ معلوم ہوا اور بڑی
علامت یہ ہے کہ توفیق ہو اوسین ذکر اور عبادت اور مناجات اور خشوع و خضوع و حضور
و اخلاص کی روایت ہے فادرجی الدین مذکور سے وہ روایت کرتے ہیں ایک
فاضل دہلوی سے کہا اوس فاضل نے کہ ایک بڑا عالم شیعوں کا حضرت کی خدمت میں حاضر
ہو کر کہا کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا تو جنتی نہیں اوسکے جنتی ہونے پر آپ کے پاس
کیا دلیل ہے حضرت نے فرمایا فلا فی کتاب تمھارے مذہب کی تم نے دیکھی ہے اوسنے
عرض کیا کہ ہاں وہ تو بہت معتبر کتاب ہے تب فرمایا اوس کتاب میں لکھا ہے کہ عکاشہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار کسی سچلے سے حضرت کی مہربنوت کا لباس لیا تھا
سو وہ جنتی ہوا اوس عالم نے کہا کہ ہاں آمین کیا شک ہے حضرت نے کہا کہ جب یہ
بات قابل قبول ہو تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنتی ہونے میں کیا شبہ ہے
کیونکہ وہ تو برسوں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو سے مبارک میں
ہے ہیں وہ عالم سنتے ہی اپنے مذہب اور اعتقاد سے توبہ کیا اور سستی ہوا
روایت ہے شاہ میر علی شاہ صوفی قاضی حجاؤنی سکندر آباد المعروف بہ
حسین ساگر سے وہ روایت کرتے ہیں مولوی محمود عالم سے جو شاگرد تھے

حضرت کی خدمت میں
موجود تھا

میں نے تصدیق کی ہے
نور محمد

مولوی سمیع اللہ علیہ الرحمہ کے کہا اوٹھو نے کہ ایک شخص نے حضرت کے پاس
 حاضر ہو کر چار شعر فارسی کے پڑھے اور عرض کی کہ ان شعروں کا مطلب کیا ہے
 اور یہ شعر کس کے ہیں وہ شعر ایسے تھے کہ کسی کے ذہن میں ان کا مطلب نہیں آتا تھا
 حضرت نے فرمایا کہ فلا نے بادشاہ کے وقت میں فلا نا شاعر تھا بادشاہ نے
 اوس سے فرمائش کی کہ ایسا قصیدہ لکھنا جس کے الفاظ و معنی میں مطلب ہو
 یہ اوس قصیدے کے شعر ہیں اور اوس کے سوا شعر تھے باقی بارہ شعر آپ نے
 سنا دیے روایت ہے مولوی عنایت علی صاحب دہلوی سے وہ روایت
 کرتے ہیں اپنے والد مولوی محمد کرامت علی موسوی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے
 کہا اوٹھو نے کہ ایک جوگی نے حضرت کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا حضرت
 مجھے روح کی صورت بتلائیے آپ نے اوس کے کان میں آہستہ سے کچھ فرمایا وہ
 جوگی بہت خوش ہوا اور عرض کی کہ میں تمام ملک بھرا لگے کسی نے مجھے یہ بات
 نہیں بتلائی اب میں مسلمان ہوتا ہوں حاصل کلام حضرت کے ہاتھ پر مسلمان ہوا
 اور خدمتِ عالی میں رہا لوگوں نے پوچھا کہ حضرت وہ کیا بات تھی جو فرماتے تھے
 اوس نے تسلیم کی اور مسلمان ہوا ارشاد ہوا کہ اوس نے روح کی شکل پوچھی میں نے
 کہا تیری روح کی صورت تیرے ہی جیسی ہی سبحان اللہ سمجھنا چاہیے
 یہ بڑے ارشاد کی بات ہے کیونکہ روح بھی اوس حقیقت کا ایک تنزل
 ہے اور جسم بھی ایک تنزل آریابِ حقایق اس کو خوب جانتے ہیں ہر ایک کے

یہ کچھ ان شعروں کا مطلب ہے

سید احمد صاحب علیہ الرحمہ کے
جواب اور جواب
سلمان ہونا

ذہن بین نہیں آتی اور وہ جوگی اپنے علم کا بڑا عالم تھا اور نہایت مُتراض
روایت ہی سید حسن علی عرف شاہ جی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سے یہ بزرگ
سالما حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی خدمت کثیر البرکت میں رہے ہیں اور زید جانا
سید احمد صاحب علیہ الرحمہ کے ہیں اور بیان برفاقت حاجی محمد زکریا خان صاحب کے
رہتے ہیں کہا اُو غفون نے کہ ایک بار حضرت جامع مسجد میں وعظ فرما رہے تھے اثنائے
وعظ میں نعمات اہل جنت کا بیان کیا فرمایا کہ ادنیٰ جنتی کو ستر ستر محلہ جواہر اور مروارث
نگار پوشش کو عنایت ہونگے اور اوس مجلس میں ایک کا بیٹھ ذی علم بھی حاضر تھا
بعد تمام وعظ کے عرض کی کہ فدوی کا کچھ معروضہ ہی ارشاد ہوا کہ کو کیا ہی اوسنے
کہا یہ جو حضرت نے فرمایا کہ ادنیٰ جنتی کو ستر ستر محلہ جواہر اور مروارید نگار پوشش کو
مرحمت ہونگے تو معلوم ہوا کہ اعلیٰ کو اور زیادہ ملین گے اور جب ہر ایک محلہ جواہر
و مروارید نگار ہو تو اوسکا بوجھ بھی زیادہ ہوگا تو اتنی بار برداری کا وہاں جسم کیونکر
ستحمل ہوگا فدوی کو بطور معقول سمجھائیے کوئی آیت و حدیث نفرا مئیے اپنے
کہا یہ جو مشکا پانی کا رکھا ہوا ہی تم اسکو سر پر اوٹھا لو گے وہ مشکا بہت بڑا تھا
اوسنے عرض کی کہ یہ تو بہت بڑا ہی کیونکر اوٹھے گا تب ارشاد ہوا کہ تم جننا میں
کبھی نہ مائے ہو عرض کی کہ بارہا اتفاق ہوا ہی فرمایا کہ غوطہ بھی لگائے ہو کہا کہ
ہاں ارشاد ہوا غوطہ لگاتے وقت تمہارے سر پر کتنا پانی ہوتا ہی عرض کی
کہ صد ہا من ہوتا ہی فرمایا کہ اتنا مشکا اوٹھانا محال تھا اتنا بار کیونکر ممکن ہوا

خانہ

وہاں بھی کچھ ایسا ہی ہوگا وہ کا یہ تھا اسی وقت مسلمان ہوا اور خدمت میں رہا
 ایضاً کہا اوہ خون نے ایک فرنگی اپنے خانا مان سے کہا کرتا تھا کہ عیسیٰ علیہ
 السلام تو خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور یہ بات بہت آشکار ہی مگر تم مسلمانوں کو
 اسکا اعتقاد نہیں بلکہ انکار ہو وہ خانا مان غریب بے علم مسلمان سنکر
 انجان ہو جاتا کیونکہ کوئی جواب اپنے پاس معقول نہیں پاتا تھا ایک روز حضرت کی
 خدمت میں عرض کی کہ فلان انگریز ایسا کہا کرتا ہی اپنے فرمایا تم ایسا کہو کہ مجھے تو
 کچھ علم نہیں جو تم سے بحث کروں یا ان اشنا جانتا ہوں کہ ہمارے محاورے میں
 بیٹا تین قسم کا ہوتا ہی پوت اور سپوت اور کیپوت پوت وہ ہر جو کمالا
 میں باپ کے ہمسر ہو اور سپوت وہ ہی جو باپ سے کمال میں بڑھکر ہو اور
 کیپوت وہ ہی جو باپتر ہو کہ باپ اوس سے ناراض رہے صاحب کو تو تمہارے
 اعتقاد کے موافق عیسیٰ علیہ السلام کس قسم کے بیٹے ہیں اگر پوت ہیں تو بنا
 خدا تعالیٰ نے تو یہ زمین و آسمان چاند سورج پیدا کیے ہیں اوسکے پیدا
 کیے ہوئے کہاں ہیں اگر سپوت ہیں تو دکھلاؤ کہ خدا نے تو ایک چاند ایک
 سورج پیدا کیا ہی اوہ خون نے دو دو یا تین پیدا کیے سو کہہ رہیں اگر کیپوت
 ہیں تو ہم اوسے راضی نہیں کیونکہ خود خدا تعالیٰ اونکا باپ جب راضی نہ تو ہم
 کیسے راضی ہوں اوس خانا مان نے چند روز کے بعد جب اوس فرنگی نے
 اوس سے پھر کہا تو اوس طرح اوسکو جواب دیا اوسدن سے وہ فرنگی کہنا چھوڑ دیا

اور نہایت ناہم ہوا قُبْحَتِ الذِّمِّيِّ قُرْآنِ ایضاً دہلی کے راستونین
 ایک انگریز وعظ کتا اور مسلمانوں سے کہتا کہ تم لوگ سَوْر کو حرام اور بکری
 اور ہرن اور سابر وغیرہ کو جو حلال کہتے ہو سو یہ کچھ معقول بات نہیں کیونکہ
 سَوْر بھی ایک قسم کا جانور ہی کھچا اسکے کھانے سے کوئی مرنے نہیں جاتا اور
 بکری کے کھانے سے کسی کا درد و دُور نہیں ہوتا پس وہ حرام ہونا اور دوسرے
 جانور حلال ہونا یہ کیسی بات ہے بالکل عقل میں نہیں آتی سراسر عقل کے خلاف ہے
 اگر اوس سے کہتے کہ خدا تعالیٰ نے حرام کیا ہے اسکا حکم قرآن شریف میں آیا ہے
 تو کہتا یہ تو تمہارے گھر کی بات ہے اسکو رہنے دو یہ کیفیت کہیں لوگوں نے
 حضرت سے عرض کی ارشاد ہوا اگر وہ میرے پاس آئیگا تو میں اُسے سمجھاؤں گا
 پھر لوگوں نے اوس سے کہا کہ تم حضرت کی خدمت میں چلو تو وہ تمہیں سمجھائیں گے
 اور اوسکی حرمت کی وجہ بھی بتلائیں گے اُس نے کہا میں وہاں تو نہیں آتا
 یہ جو کہتا ہوں سو بات راست ہے چاہو مانو یا نہ مانو پھر یہ کیفیت حضرت سے
 عرض کی تو فرمایا کہ کوئی شخص اجنبی اُس کے پاس جا کر اول بہت موافقت پیدا
 کرے اور اوسکا معتقد بنے بعد چندے ایسا پوچھے کہ آپ کے مان باب
 ہیں تو وہ کہے گا ہین یا نہیں پھر پوچھے کہ کوئی بھائی بہن بھی ہین یا نہیں
 اُسکا بھی کچھ جواب دیگا پھر ہنسنا کرے کہ کوئی بیٹا بیٹی بھی ہین یا نہیں
 اور جو روکمان ہی کیسی بیٹی ہے اگر بھائی بہن جو رو بیٹی کا اقرار کرے تو شادی

حضرت کا چہرہ
 فرمایا پادری
 کی تعظیم

بیاہ کی کیفیت پوچھنی چاہیے تو وہ کہے گا کہ بہن بیٹی فلا نے کو دی ہے اور
 بیٹے فلا نے کی بیٹی بہن کی ہے تو کہنا کہ آج تک تو میں تمھیں برا عقلمند سمجھ کر
 معتقد ہوا تھا مگر اب معلوم ہوا کہ تم سا کوئی نادان نہیں کیونکہ اپنی بہن بیٹی ہوتے
 ہوئے دوسرے کی بیٹی بہن آپ کرنا یہ تو بڑی نادانی کی بات ہے کس واسطے کہ
 عورت اپنے مین تو سب برابر ہیں جو مقصود دوسرے کی بیٹی بہن سے ہوتا ہے
 وہ اپنی بیٹی بہن سے نکل سکتا ہے اگر وہ کہے کہ اسکی تو مانعت لئی ہے خدا نے
 منع کیا ہے تو کہنا یہ تو تمھارے گھر کی بات ہے بالکل عقل کے خلاف اگر تم ایسا
 کہتے ہو تو مسلمان بھی کہتے ہیں کہ سور کی حرمت قرآن شریف سے ثابت ہے
 یہ کیا بات اُنکے کہنے کو نہ ماننا اور تمھارے کہنے کو سچا جاننا پس ایک
 شخص نے بہت موافقت پیدا کر کے اور نہایت معتقد ہو کے اسی طرح اُس سے
 پوچھا تو اُس نے ایک بھائی اور دو بہن کا اقرار کیا اور کہا کہ فلا نے شہر میں
 بہنوں کا بیاہ ہوا ہے اور بھائی فلا فی جا ہے اور جو رو ہمراہ ہے اُس شخص نے کہا
 کہ میں نے آج تک تو تمھیں برا عقلمند جانا تھا اور بہت مانا تھا اب میرا اعتقاد
 بالکل جاتا رہا اُس نے پوچھا کہ کیوں خیر تو ہے اُس شخص نے کہا کہ خدایتحالی نے تم کو
 برابر تقسیم سے پیدا کیا تھا دو بھائی دو بہن تم دونوں بھائی دونوں بہنوں کو
 کر لینا تھا اپنی بہن چھوڑ کر دوسرے کی بہن کو کر لینا یہ تو بڑی بے وقوفی ہوئی
 جو بات تمھاری بہن میں ہے وہ دوسرے کی بہن میں بھی ہے کچھ تمھاری بہن میں

نہ ہر نہیں کہ اوسکی موافقت سے تم مر جاتے یہ بہت بڑی نادانی کی جو دوسرے
 کی بہن سے شادی کی اوس انگریز نے کہا یہ کیا کہتے ہو حقیقی بہن درست
 نہیں ہی انجیل میں اسکی حرمت آئی ہے خدا تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اوس شخص
 نے کہا یہ کیا بات ہے میں نہیں مانتا انجیل تم اپنے گھر میں رہنے دو کوئی بات
 معقول کہو اگر ایسا ہو تو مسلمان بھی کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں آیا ہے
 اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ اِس آج معلوم ہوا کہ تم
 جھوٹے ہو اور بڑے بے وقوف میرا اعتقاد بالکل تم سے جاتا رہا وہ کافر پہنکر
 بہت نادام اور ہشیمان ہوا اور اوسی شب کو دہلی سے بھاگا ایضا
 حضرت کو دہلی کے باہر شادی کی تقریب کی دعوت تھی سو دو گاڑیاں کرایہ سے
 منگو کر تشریف فرما ہوئے ایک گاڑی میں راوی اور حضرت سوار تھے
 دوسری میں چار بڑے بڑے فاضل نامدار چنانچہ ایک اُونین مولانا حیدر علی
 رامپوری بھی تھے اوس گاڑی کا گاریبان ہندو تھا سو اوس نے اُون
 اشخاص سے سوال کیا کہ حضرات فرمائیے تو خدا ہندو ہی یا مسلمان
 ہندو ہندو کہتے ہیں اور مسلمان مسلمان میں تو اتنا جانتا ہوں کہ دونوں
 میں سے ایک ہوگا اور انھوں نے کہا اسی بیوقوف بہ کیا کہتا ہے چپہ تھکلو
 ان باتوں سے کیا کام یہ گفتگو کہیں حضرت کے گوش زد نہ ہوئی فرمایا کہ وہ
 تو اچھی بات پوچھتا ہے اوسکو جواب دینا چاہیے اُون اشخاص نے سنا تو کیا

سوار سے انجیل
 دوسرا کہتا ہے
 تشریف لے کر
 دہلی کا
 فرار

آپ اپنی گاڑی سے اوتار کے اوس گاڑی میں رونق افزا ہوئے راوی
 پا پا وہ بشوق استماع جواب باصواب حضرت کے ہمراہ رکاب ہوا اوس گاڑی میں
 سے فرمایا کہ خدا مسلمان ہی اوسکی دلیل سن لیجیے کہ تمہارے پاس گائے کا
 باپ کیسا بڑا کام ہی اوسنے عرض کی اوس سے بڑا کوئی کام نہیں تب فرمایا
 اگر ہندو ہوتا تو گائے کا باپ ہونے نہ دیتا یعنی گائے کا ذبح ہونا اور مرنا
 بالکل موقوف کر دیتا بس اس سے معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہی گاڑی میں سکر
 بہت شادان و فرحان ہوا اور حضرت کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور اپنی نوکر ہی چھوڑ
 کے بدر سے میں آ رہا حضرت کے پاس سے اوسکو کھانا ملجاتا تھا مولوی
 مؤید الدین خان مرحوم کہتے ہیں کہ پھر حضرت نے اون فاضلون سے فرمایا
 خدا یتعالیٰ کو سقید کرنا بصفہ اسلام موافق کلام حضرت سید الانام علیہ الصلوٰۃ
 والسلام یہی جیسا کہ فرمایا **وَاللّٰهُ جَمِیْلٌ یُّحِبُّ الْجَمَالَ** اور وہ ذات پاک
 ذو الجلال موصوفہ بجمیع صفات کمال اور منزہ عن سمات النقص و الزوال ہی اور
 اسلام بھی ایک صفت کمال سے ہی کیونکہ خدا کو پسند ہی چنانچہ قرآن شریف میں
 فرمایا **اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ لَاسْلَامٌ** جب اسلام پسند ہوا تو خدا کا مسلمان
 ہونا ثابت ہوتا ہی روایت یہی مولوی سید محمد ہاشم صاحب دہلوی سے
 وہ روایت کرنے میں میرا مام علی سے کہا اوس نے کہ کلو خان نامی ایک شخص
 بڑا سلیکٹ اور بانکا حضرت کے قریب جوار رہتا تھا اوسکے بچے کو چھپا کٹی تھی

حضرت مولانا
 محمد ہاشم صاحب
 دہلوی

خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا حضرت سچے کوچیک نکلی ہی عورتیں گوشت
پکانے کو منع کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ گوشت پکانے سے بچہ ہلاک ہوتا ہے
آپ کیا فرماتے ہیں عورتوں کو اس کام سے باز رکھنا یا نہیں مینے تو انہیں
کہا ہے کہ یہ کیا بات ہے فراغت سے گوشت پکاؤ اور کھاؤ خدا تعالیٰ جو چاہتا ہے
وہ کرتا ہے حضرت نے جواب دیا کہ جاؤ جلد عورتوں کو منع کرو کہ گوشت ہرگز نہ پکائیں
اور نہ بھونیں اور نہ حسب ارشاد جلد مکائیں جا کر منع کیا وہ عورتیں اپنی عادت کی
موافق کبھی گوشت پکایا اور نہ کھایا آخر الامر وہ بچہ اوسے چھپک کے عارضہ سے
مر گیا بعد ایک مدت کے حضرت کو خبر ہوئی کہ کلو خان کا بچہ چھپک سے مر گیا
آپ نے اوس کو بلو کر کہا کہ تم نے ہم کو سچے کی مرنے کی خبر بھی نہ کی اوسے غذا کیا
تب فرمایا اگر تم عورتوں کو کہتے کہ گوشت پکاؤ اور کھاؤ اوس سے کیا ہوتا ہے
اور بچہ مرجاتا تو انکو یہی یقین ہوتا کہ گوشت پکانے کھانے سے مر گیا اور
اب یہ خیال اونکا جاتا رہا اور جان لین کہ گوشت کا پکانا اور نہ پکانا مضر اور
تغذیہ نہیں جو خدا چاہتا ہے وہی ہوتا ہے **سبحان اللہ** یہ کیا معاملہ ہے
اگرچہ حضرت کا ارشاد کہ جاؤ گوشت پکانے سے منع کرو ظاہر کے خلاف تھا مگر
معلومات باطن کی شان دیکھا جاسے جسکو خداوند تعالیٰ چاہتا ہے اوسکو
ایسا ہی علم دیتا ہے **کمالات عزیزی** میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے سوال
کیا کہ محفل رقص و سرود میں **الذہان** بخوشی تمام بیٹھا رہتا ہے اور جو عبادت الہی میں

عبد العزیز بن
میرزا

مشغول ہوئے تو نیند آتی ہو اسکا کیا سبب حضرت نے فرمایا دو پلنگ ہوں
ایک پر کانٹے بیٹھے ہوں اور دوسرے پر پھول تو نیند کس پر آویگی اوسنے
عرض کی پھول کے پلنگ پر فرمایا کہ ناچ کانٹوں کا پلنگ ہی اور عبادت پھول کا
پلنگ اس واسطے عبادت کے وقت نیند آتی ہو **ایضاً** دو قوالوں میں ایک
راگ کی تشخیص میں بڑا اختلاف تھا آخر باتفاق ہمہ گیر حضرت کی خدمت میں حاضر
ہوئے **راقم** بھی اوس وقت فریب موجود تھا قوالوں کی تقریر سن کر حلا گیا
مگر وہ اپنا سوال عرض کر چکے تھے حضرت نے ایسی کیفیت اوس راگ کی بیان
کی اور اس طرح اُن کو سنا دیا کہ دونوں کا اطمینان خاطر ہوا اور دونوں خوش
ہو کر دعا دیتے ہوئے چلے گئے **ایضاً** ایک شخص نے مسئلہ پوچھا کہ جناب
یہ طوائف یعنی کسی عورتین جو مرتے ہیں اُنکے جنازے کی نماز پڑھنی درست
ہی یا نہیں حضرت نے فرمایا جو مرد کہ اُنکے آشنا ہیں اُنکی بھی نماز پڑھتے ہو
یا نہیں اس نے عرض کی کہ ہاں پڑھتے ہیں تو فرمایا اُنکی بھی جنازے پر نماز
پڑھو **ایضاً** بعد نماز جمعہ دو شخص نوجوان آئے ایک مسئلہ کہ بہت مشکل تھا
حضرت سے پوچھا آپ نے جواب دیا اُنھوں نے کہا کہ آپ نے درست
فرمایا حضرت نے کہا کہ تمکو علم ہی اُنھوں نے جواب دیا نہیں اب آپ نے پوچھا کہ تم
کیونکر جانتا کہ یہ جواب درست ہی اُنھوں نے بیان کیا کہ ہم نے یہ مسئلہ جناب
حضرت علی مرتضیٰ امام الاتقیاء رحمہ اللہ وجہ سے پوچھا حضرت علیؑ نے بھی اسی طور سے

نماز کو نیند آتی تھی

پہلے نماز کو نیند آتی تھی
پھر اس کے بعد نماز آتی تھی

نماز کو نیند آتی تھی
جنازے کی

نماز کو نیند آتی تھی

فرمایا تھا حضرت نے پوچھا جب بخاری مکتبی تھی اونھوں نے کہا پاشو برس کی
 تھی پھر وہ غائب ہو گئے وہ دونوں جن تھے فقط اغلب کہ وہ دونوں اصحاب
 یا تابعین سمجھنے کی بات ہی جو شخص کہ اُسے ملاقی اور ہم کلام ہوا اسکا کیا مرتبہ
 اور مقام ہوگا **ایضاً** ایک پادری دہلی میں حضرت سے مباحثہ کرنے کے
 واسطے آیا مسٹر مشکف صاحب گورنر نے پادری سے کہا کہ شرط مقرر کرنی چاہیے
 جو کوئی دونوں میں سے ہار جائیگا اوس سے دو ہزار روپیہ لیے جاویں گے
 اگر مولو یصاحب ہار گئے تو میں دو گنا کیونکہ وہ تو فقیر ہیں اور پادری کو حضرت
 مولو یصاحب کی خدمت میں لایا اور سب حال بیان کیا بعدہ پادری نے کہا کہ ہم
 سوال کرنے ہیں اور جواب اسکا معقول جاسے ہن منقول نہ وجب یہ بات
 ٹھہر گئی تو پادری نے سوال کیا کہ تمھارے پیغمبر صاحب حبیب اللہ ہیں آپ نے
 فرمایا یاں پادری نے کہا تمھارے پیغمبر صاحب نے بوقت قتل امام حسین علیہ السلام
 فریاد کی حال انکہ حبیب کا محبوب زیادہ تر محبوب ہوتا ہی خدا تعالیٰ ضرور توجہ فرماتا
 جناب مولانا صاحب نے فرمایا کہ ہمارے پیغمبر صاحب واسطے فرماید کہ جو تشریف
 لیکے تو پر وہ خبیثے آواز آئی کہ ہاں تمھارے نواسہ پر قوم نے ظلم کر کے شہید کیا
 لیکن ہم کو اس وقت اپنے بیٹے عیسیٰ کا صلیب پر چڑھانا یاد آیا ہوا ہی اس سے
 پیغمبر صاحب خاموش ہے پادری قایل ہوا اور دو ہزار روپیہ بابت شرط کے اولیٰ کے
 روایت ہی اکثر اشخاص معتبر سے کہا اونھوں نے کہ ایک انگلرز جیسے

پادری کا دو ہزار روپیہ
 حاصل ہوا

پیغمبر صاحب نے فرمایا
 بات کا جواب

سین صاحب رزیدنٹ دہلی حضرت کی ملاقات کو آیا عند اللہ کہہ بیان کیا کہ ایک بات میں پوچھتا ہوں کوئی اوسکا جواب نہیں دیتا مثلاً ایک شخص سفر چلتے چلتے راستہ بھولی گیا اور راہ میں دیکھا کہ ایک شخص سوتا ہی اور ایک بیٹھا پس راہ گم راستہ کس سے پوچھے آپ نے فرمایا راستہ چلنے کے واسطے ہی نہ واسطے بیٹھنے کے اوس تیسرے شخص کو لازم ہے کہ وہاں بیٹھے جب وہ سونے والا جاگے تو دونوں راستہ پوچھ کر چلے جاوین اوسکی مراد سنٹھے ہوئے سے حضرت عیسیٰ اور سوتے ہوئے سے ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی تھی فافهم واللہ اعلم روایت ہو قاضی الدین صاحب مدراسی سے وہ روایت کرتے ہیں مولوی قاضی الرضا علیخان مرحوم سے کہا اوصون نے کہ ایک انگریز نے حضرت شاہ قدس سرہ کی خدمت میں عرض کی کہ فرمائیے مولوی صاحب کا فریاد کیا ہے کہ ناپاک فرمایا کہ ناپاک ہیں پھر اوسنے پوچھا مسلمان پاک ہیں کہ ناپاک فرمایا کہ پاک جب انگریز نے کہا اگر پاک ہیں تو مسلمان عورتیں ہمارے ساتھ کیوں مبتلا ہوتی ہیں آپ نے فرمایا ہر شئی کو اپنی اصل کی طرف رجوع ضرور ہی فلاںے زمانے میں جہاد کر کے مسلمانوں نے بڑھائی عورتیں تصرف میں لائے تھے اونکی جو اولاد ہوگی تو وہ البتہ اپنی اصل کی طرف مایل ہوگی ورنہ فلاںے فلاںے محلے جو مسلمانوں کے ہیں وہاں کی کوئی عورت کبھی تم لوگوں پر مایل نہوگی وہ انگریز شکر چپ رہو وہاں سے آکر

مدت تک اون محتون کی عورتون کے صداہیلون سے درپی رہا مگر خدا تعالیٰ کے
 فضل سے کسی عورت نے رنج نہ کیا آخر الامر وہ انگریز حضرت کی خدمت میں آکر مسلمان ہوا
 روایت ہی مولوی بی بی الدین خان صاحب مرحوم سے کہا اوس نے کہ ایک دن چند
 لڑکوں نے حاضر ہو کر پوچھا کہ حضرت چاند کو چاند مامون کہنے کا کیا سبب ہے سورج
 کو سورج مامون نہیں کہتے آپ نے فرمایا مامون مان کا بھائی ہوتا ہے اور بہن کو
 بھائی سے پردہ نہیں ہوتا چنانچہ عادت ہو کہ جب مامون مکان میں آتا ہے تو مان
 اوسکے سامنے بے حجاب تمام گھر کے کاروبار میں مصروف رہتی ہے بخلاف
 اور وکے تو ایسا ہی چاند کے سامنے بھی رات کو عورتیں بے خوف تمام خالگی
 سے فارغ ہو کر کوئی کاستی ہو کوئی پیستی ہی تخلص بالطنع کی طرح کا خوف اور اندیشہ
 نہیں کرتیں بخلاف سورج کے کہ وہ کو اوسکی تاب میں بیٹھ نہیں سکتیں اور گھر کے
 کاروبار میں فرصت نہیں ملتی جیسے اجنبی آدمی سے پردہ ہوتا ہے ویسا ہی اس
 سے کنارے رہنا ضرور پڑتا ہے اور بچہ کبھی روتا ہے تو اوسکو چاند فی میں چاند کی
 محبت دلا کر ہمدلا لیتے ہیں اس واسطے چاند کو چاند مامون کہتے ہیں وہ لڑکے خوب
 سمجھ کر خوش ہوئے اور چلے گئے سبحان اللہ تکلموا للناس علی
 قَدْرِ عَقُولِهِمْ کے یہی معنی ہیں واللہ اعلم روایت ہی ایک شاگرد
 سے مولوی کریم علی صاحب مرحوم کے وہ روایت کرتے ہیں کسی شخص معتبر سے
 کہا اوسنے کہ ایک شہداء حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا جناب مولوی صاحب

چاند مامون
 روایت

کریم علی صاحب
 روایت

آپ توجہ پوچھیں اسکا جواب دیتے ہیں میرا بھی ایک معروضہ ہے آپ نے فرمایا کہ
 کیا ہے اسنے عرض کی کہ ہم لوگ گولیان جاڑون میں کھیلنے ہیں اور اُسی موسم میں
 سوا دوسرے موسم کے نہیں خواہش ہوتی ہے اسکا کیا سبب ہے حضرت نے فرمایا اُسکے
 دو سبب ہیں ایک تو ٹھہین اور ہمیں سب کو معلوم ہے وہ یہ ہے کہ گولیان مثل اور بازو
 کے جیسے گنجھ اور شطرنج وغیرہ کے نہیں ہیں کہ مکان میں کھیلی جائیں اور سکو تو میدان
 ضرور ہی میدان میں ڈھوپ کے اور بارش کے موسم میں کھیلنا دشوار ہے دوسرا
 ایک سبب ہے کہ وہ ٹکو معلوم نہیں ہکو معلوم ہے اسنے عرض کی کہ ارشاد ہو فرمایا
 گولی کھیلنے سے مقصود نشان کا اُڑانا ہے اور نشان کا اُڑانا شست کے
 جمنے پر موقوف ہے اور شست کا جتنا تعلق انجام خون سے رکھتا ہے خون کا انجا
 جاڑون میں بخوبی ہوتا ہے اُسنے سنا اور جو حضرات تھے سبھوں نے سنا اور
 بہت خوش ہوئے روایت ہے حاجی محمد حسین صاحب سہارن پوری سے
 وہ روایت کرتے ہیں مولوی عبدالرزاق سہارن پوری شاگرد مولوی فضل حق ابن
 مولوی فضل امام خیر آبادی سے کہا اُونھوں نے کہ ایک دن مولوی فضل حق صاحب نے
 ایک فرنگی سے کہا کہ ہمارے حضرت کو تو کبھی دودو راز کا سفر کرنے کا اتفاق
 نہیں ہوا مگر تم لوگوں نے جو جو کیفیت ملکوں کی سیر کر کے اور نقشے وغیرہ یاد کرو کہ
 معلوم کی ہے خدا چاہے تو وہ سب برابر بیان کریں گے اُسنے کہا برابر تو کیا
 بیان کریں گے کیونکہ بے دیکھے کہنا ممکن نہیں ہاں مشہور و مشہور علماء میں

محمد حسین صاحب
 سہارن پوری

البتہ سُننے سے یاد رکھ کر کہتے ہوں گے مولو لیصاحب نے اوس سے بہت اصرار کیا تا
اوس نے کہا کہ اچھا آپ اُسے مکہ معظمہ کی سب راہ لکھوا دیجیے ہم اپنا کوئی معتد بھیج کر امتحان
کریں گے مولو لیصاحب نے یہ سب رگزشت حضرت سے عرض کی آپ نے فرمایا کہ اچھا
اوسے لے آئیے مین لکھوا دوں گا حال کلام اس معتد کو اپنے ابتدا اپنے مدرسے سے
شہر کی انتہا تک تمام راستہ اور درخت و درکان و شب فراز لکھوا دیا اُس نے تمام
ہر ایک علامت بخوبی دیکھ کر اوس انگریز سے کہا باوجود کہ ہم بھی اس شہر مین
برسوں سے رہتے ہیں مگر اتنے کوچے اور پتے ہرگز معلوم نہ تھے حضرت نے تو برابر
لکھوا دیا کیا عجب ہو کہ سب راستہ ایسا ہی لکھوا دین امتحان کچھ ضرور نہیں اُس نے کہا
کہ اس شہر کے پتے لکھوانے کا کچھ اعتبار نہیں ہے انکی پیدائش کی جا ہو شاید دیکھا ہو
مکہ کا تمام راستہ لکھوا لاؤ اُس نے دوسرے دن حاضر ہو کر تمام مکہ کے راستے کی علامتیں
اور پتے ہر مقام کے کیا زمین اور کیا دریا لکھوا لیے اور اوس انگریز کے حکم سے
مکہ معظمہ تک جاتے اور آتے ایک ایک علامت بخوبی دیکھی خدا تعالیٰ کے فضل سے
سب راہرتین نہایت معتقد ہوا روایت ہی میر افتخار علی شاہ صاحب (وطن)
تخلص سے وہ روایت کرتے ہیں محمد حسن علیہ الرحمہ عرف حافظ بابائے حشر صابری
قدوسی سے یہ حافظ صاحب حضرت کی صحبت سے مشہور تھے کہا اُنھوں نے کہ ایک
انگریز نے حضرت سے سوال کیا کہ جناب ہمارے قوم کے سو بچاں آدمی کوئی جا پر جمع
ہوتے ہیں تو سب ایک طرح پر سرخ و سفید ہوتے ہیں بخلاف آپ تو گون کے

مکہ معظمہ
مکہ

کہ ہر ایک نئی طرح کا کوئی کالا کوئی گورا ہونا ہی اسکا کیا سبب ہوگا حضرت نے فرمایا
 کہ ایک طرح پر ہونا کچھ بزرگی اور فخر کی بات نہیں کیونکہ سو گدھوں کو ایک جاسکے
 تو سب ایک ہی رنگ کے جمع ہونگے بخلاف گھوڑوں کے کہ کوئی کمیت کوئی
 سرنگ کوئی سبزہ کوئی نفرہ کوئی سمند ہونا ہی اور اونکے اوصاف بھی ویسے ہی
 ہوتے ہیں طاقت و جو انمرسی دلیری و ملک گیری یہ کمال گدھوں میں کہاں ہی
 روایت ہے میر جی علی حسین صاحب جشتی صاحب بری قدوسی سے وہ روایت
 کرتے ہیں کسی اہل دہلی سے کہا اوس نے کہ ایک انگریز عہدہ داران دہلی سے حضرت
 شاہ صاحب سے سوال کیا یہ جو آپ لوگ کہتے ہیں کہ کوئی چیز ایسی نہیں جو ہمارے
 قرآن میں نہ ہو یہ بات سچ ہے حضرت نے فرمایا ہاں سچ ہے کیونکہ ہمارا قرآن شریف کتب
 سماوی کا جامع ہے اور خدا تعالیٰ اوس میں فرماتا ہے وَلَا تَلْبِسْ الْغَافِقِ
 كِتَابَ مُبِينٍ نَوَاسِ انگریز نے کہا بلاشبہ کیا کالٹخہ کہاں ہی آپ نے فرمایا
 کہ تانبا لاؤ ایک ٹکڑا تانبے کا کسی نے لایا اوس پر اپنے ایک آیت پر ہلکرم
 وہ سونا ہو گیا تب اوس انگریز نے کہا کہ اچھا کوئی دوسرا شخص یہ پڑھکر سونا
 بنا دے تو حضرت نے فرمایا کہ قرآن شریف کی تاثیر میں کچھ فرق نہیں مگر زبان میں تو
 روایت ہے مولوی حافظ محمد ابراہیم صاحب رحمۃ تعالیٰ ہمیشہ زادہ حافظ منصف علی
 صاحب وہ روایت کرتے ہیں اپنے دوست مولوی نذیر الحسن صاحب علیہ الرحمہ سے
 یہ بزرگ پوچھے ہیں مفتی الہی بخش صاحب کاندلوی کے اور شاگرد ہیں حضرت مولانا

میر جی علی حسین صاحب جشتی صاحب بری قدوسی سے وہ روایت

مولوی نذیر الحسن صاحب علیہ الرحمہ سے

مفتی الہی بخش صاحب کاندلوی کے اور شاگرد ہیں حضرت مولانا

محمد سخی صاحب اور مولوی فضل حق صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے کہا اور مخون نے کہ
 ایک فاضل صاحب تصانیف عجمی شیعہ مذہب بعض ولباس زندانہ داڑھی مندی ہوئی کچھ
 شکر کا لحاظ نہیں دہلی میں آیا شیعوں نے جب اس کے علوم سے واقف ہوئے تو کہا
 کہ شاہ عبدالعزیز نے جب سچے شیعہ اشاعہ عشریہ لکھی ہی ہم لوگوں کی جان پر ایک چھری
 چلنی ہی اس کتاب کا کوئی مقدمہ پیش کیا جاتا ہی تو وہی اندوہ واقعہ شہادت پیش آتا ہی
 آپ کوئی طرح کچھ اوسنے پوچھ کر اونکو بت دیکھیے اور یہ تیس ہزار روپیہ ہم
 بھیجے اوس سے کہا کہ میں اسی ارادے سے آیا ہوں دیکھو کیا ہوتا ہی اکر فور
 حضور میں حاضر ہوا اور وہ حضرت کا اخیر زمانہ تھا عرض کی کہ یا حضرت میرا کچھ سوال ہی
 آپ جواب دیجئے ارشاد ہوا کہ بیان کیجئے اوس نے کہا مجھکو نہایت تردد ہی کہ مذہب
 شیعوں کا حق ہی یا سننوں کا جس سے پوچھا ہوں وہ اپنے اپنے دلائل بیان
 کرتا ہی مگر میری سمجھ میں نہیں آتا آپ بہت سہل طور سے فرمائیے کہ میں سمجھ جاؤں
 اپنے فرمایا کہ یہ تو بہت آسان بات ہی میں سمجھا تھا کہ کوئی مشکل بات پوچھتے ہو گے
 اوسنے کہا یہی بڑی مشکل ہی کہ ہر شخص دلائل علمی بیان کرتا ہی اور میں بے علم آدمی
 سمجھ نہیں سکتا کوئی بات ایسی ہو کہ بلا تردد سمجھ میں آئے اپنے فرمایا انشاء اللہ تھا
 ایسا ہی ہو گا ثم کس قدر تعداد رکھتے ہو عرض کی کہ یہ جو بات چیت آپ کر سکتے
 ہیں سمجھ سکتا ہوں مگر اوسکی نیت یہ تھی کہ کوئی بات آپ سے سنکر اوس میں ضوابط
 علمی سے گرفت کروں پھر اوس سے کہا کہ ہم تو بڑے شوقی ہو کون سے شہر کے

رہتے والے ہو اوسنے ولایت میں کوئی شہر کا نام لیا فرمایا یہ تو کہو کہ تم جس محلے
 میں رہتے ہو وہاں کے لوگ تم کو خوب جانتے ہیں یا دوسرے محلے کے اوسنے
 کہنا یہ تو ظاہر ہو کہ اپنے محلے کے لوگ نسبت دوسرے محلے والوں کے خوب شناسا
 ہوتے ہیں کیونکہ ہر روز ہر ایک چار چشم ہوتا ہے اکثر اتفاق نشست و برخاست کا ایک جا تو ہی
 گفتار رفتار اخلاق و آداب سے ماہر خوشی غمی میں شریک ہی اور اسکے سوا ہم محلے کے
 واقف ہونے کے بہت اسباب ہیں پھر فرمایا کہ وہ بستی والے تمہیں زیادہ جانتے ہیں
 یا دوسری بستی والے اوسنے عرض کی کہ نسبت دوسری بستی والوں کے وہ بستی والے
 زیادہ واقف ہیں پھر فرمایا اوس ملک کے بہت واقف ہیں یا دوسرے ملک والے
 اوسنے کہنا کہ وہی ملک والے بہر حال زیادہ واقف ہیں تب فرمایا کہ جب ایسی بات ہو
 تو سمجھنا چاہئے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ولادت مکہ معظمہ میں
 ہوئی اور وہاں کے مدینہ منورہ کو ہجرت کی اور کسی ملک میں اکثر سفر کا اتفاق نہ ہوا
 اب مکہ اور مدینہ میں جا کر دریافت کرو کہ حضرت کا روئے ستیون کے موافق تھا
 یا شیعوں کے موافق وہ سنکر چپ رہا پھر فرمایا کہ خصوصیت رسول کی کیا ہے کہ جس سے
 اوغین اور امنیون میں فرق ہو عرض کی کہ معجزات ہیں فرمایا کہ ہاں جو خرق عادت
 نبی سے ہو تو اس سے معجزہ کہتے ہیں اور اسکے پیرو اور محب صادق سے ہو تو اس کو
 کرامت بولتے ہیں تم تو بہت ملک پھرتے ہو یہاں تک آئے ہو ظہور کرانا
 حضرت سید عبدالقادر جیلانی اور سلطان نظام الدین اولیا وغیرہ ستیون سے شہابی

یا نصیر طوسی اور باقر داماد وغیرہ شیعوں سے یہ بھی سنکر خاموش رہا
 پھر فرمایا کہ خیر یہ تو کہو کہ تم جو بیان تک آئے ہو تو اپنے اہل و عیال
 اسباب وغیرہ کو کس کے سپرد کر کے آئے ہو کہا کہ میرا چچ بھائی
 اور دوسرے اہل قرابت کے تفویض کر آیا ہوں فرمایا کہ انھیں امین
 جانا ہی یا خاں کما اگر خاں جاننا تو کیوں سپرد کرتا جب فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کو تمام چیزوں سے قرآن شریف بہت عزیز تھا چنانچہ
 رحلت کے وقت فرمایا کہ میں تم میں اپنی آل اور کلام الہی چھوڑ جاتا ہوں
 کہو کہ قرآن شریف سنیوں کے سینوں میں ہی بارافضیوں کے یہ بھی
 سنکر سکوت کیا پھر فرمایا کہ کسی شخص کو کسی سے محبت ہوتی ہی
 تو وہ بہر کیف اسکی متابعت کرتا ہی خواہ امور ظاہری میں ہو یا باطنی میں
 اب سچ کہو کہ مجھے فقیر حقیر کی صورت و وضع حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ
 عنہ کی روش پر معلوم ہوتی ہی یا تمہاری حاصل کلام حضرت نے
 ایسے بہت نظائر بیان فرمائے اور اس سے سوا سکوت کے کچھ بن
 نہ پڑا **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** ایک سوال و جواب مندرجہ فیض عام بعینہ
 بنظر فائدہ عام بیان کھا جاتا ہی سوال سوال و جواب گور پرست خط و نصیر
 حضرت پروردگار عنایت کرو۔ **جواب** جواب گور پرست موافق احادیث
 مرقوم سے شود حاجت ٹھہر نیست و این جواب در روز بان باید ساخت

واپرچ نک از خورشید نو بایندہ نزد خود باید داشت جواب این است
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
 رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَرَسُولًا
 وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا وَبِالْكَعْبَةِ قِبْلَةً وَبِالْمُؤْمِنِينَ إِخْوَانًا
 وَبِالصِّدِّيقِ وَبِالْفَارُوقِ وَبِذِي النُّوَرَيْنِ وَبِالْمُرْتَضَى
 أَيْمَةً رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ مَرْحَبًا بِالْمَلَائِكَةِ الشَّاهِدِينَ
 الْحَاضِرِينَ وَأَشْهَدُ أَبَانَا شَهِدَانِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ
 مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ عَلَى هَذِهِ الشَّهَادَةِ نَحْنُ وَعَلَيْهَا نَمُوتُ
 وَعَلَيْهَا نُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى انتهى اور یہ بھی مشہور ہے
 کہ ایک شخص نے سوال کیا یا حضرت سید کا مشیر بڑھکری یا عالم کا آپ نے
 فرمایا کہ دو آن پڑھ ہندو کو بلاؤ وہ حاضر ہوئے تو سائل کو کہا کہ تم ان دونوں
 سے ایک کو لیجا کر تمام عیسویں سید بنا کر لاؤ اور میں ایک کو چندیت
 میں اپنا جیسا فاضل خدا چاہے تو بنا دیتا ہوں دیکھو کونسا امر ممکن ہے
 اسپر سمجھ لو وَاللَّهِ أَعْلَمُ روایت ہے مولوی میر اشرف علی شاہ
 سلمہ اللہ تعالیٰ سجادہ نشین شاہ سعد اللہ صاحب علیہ الرحمۃ سے وہ روایت
 کر سنے ہیں مولوی کرامت علی صاحب موسوی ہلوی سے کہنا او فزون نے
 کہ جناب مولوی رشید الدین خان صاحب اور مولوی دلدار علی لکھنوی کا ہمیشہ مجاہد

کتاب التوحید
 جلد دوم

کتاب التوحید
 جلد دوم

کتاب التوحید
 جلد دوم

اور رد و قبح ہوا کرتا تھا ایک وقت مولوی ولد دار علی نے بڑی دھوم دھام
 سے لکھا کہ تحفے میں مذکور ہی **وَارْجُلُ الْکُفْرِ اِلَى الْکُفَّیْنِ بِکَسْرِ لَامِ** کے
 جو روایت آئی ہے وہ تفسیر ضعیف ہی اور یہ جو تمھارے مذہب کی تفسیر میں
 مثل بیضا و می کثاف و مدارک وغیرہ کے جو مشہور و معروف ہیں ان سب میں
 وہ روایت آئی ہے اگر یہ سب تفسیر میں ضعیف ہیں تو بتلائیے کہ قوی کونسی
 ہیں اسکے جواب میں مولوی رشید الدین خان صاحب کو تامل ہوا محکوم فرمایا
 کہ تو حضرت سے یہ بات پوچھ لے میں نے حضرت کی خدمت عالی میں عرض کی
 کہ ولد دار علی کا ایسا سوال ہے اسکا کیا جواب فرمایا اسکا جواب بہت آسان ہی
 مولوی صاحب نے کچھ نہیں لکھا عرض کی کہ کچھ نہیں فرمایا **وَارْجُلُ الْکُفْرِ اِلَى الْکُفَّیْنِ**
 یعنی رشید الدین خان

جو روایت ہے وہ تفسیر ضعیف ہی جیسا کہ قیل قول

ضعیف پر اشارہ ہوتا ہے نہ کہ تفسیر میں

ضعیف پر سننے ہی رشید الدین

خان صاحب نے بہت

زور و شور سے جواب

لکھا تھا



مقالہ پنجم در سلاسل طریقت

حضرت والا مرتبت کو تمام طرق رومی مین کی نعمت خلافت اور ہر ہر طریقہ کی
 علیہ علیہ ذکر و فکر اور طرز تربیت حاصل تھی سب فیض ظاہر و باطن اپنے
 پیر بزرگوار منظر پروردگار و ولایت و کرامت پناہ حضرت مولانا مولوی شاہ
 ولی اللہ محدث دہلوی قدس اللہ سرہ سے پایا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے
 حضرت کو طریقہ نبوت اور طریقہ ولایت کی جامعیت کا کمال ہی
 اس دعوے پر تفسیر فتح العزیز وال ہی اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کے بغیر
 الطریق الی اللہ بعد انقاس الخلائق اگرچہ راستے بہ نہایت ہیں
 چنانچہ سلوک ایک طریقہ کا تصحیح عقاید حقہ حسب اہل سنت و جماعت
 اور عمل موافق کتاب و سنت اور احتراز عن البدعت اور امر بالمعروف
 ونہی عن المنکر اور اعلاء کلمۃ اللہ اور تخلیہ رذائل سے اور تخلیہ فضائل
 موافق ارشاد حضرت شیخ ابوسعید بن ابوالخیر قدس سرہ کے رباعی
 خواہی کہ شود دل تو چون آیینہ، وہ چیز برون کن ز درون سینہ
 درون اہل و فقر و دروغ و غیبت ہی بخل و حسد و کبر و ریا و کینہ
 ایضا خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم، نہ چیز بنفس خویش را تعلیم
 صبر و شکر و قناعت و علم و عفت، نفی بخل و توکل و رضا و تسلیم

چنانچہ
 سلوک

ارشد حضرت شیخ ابوسعید بن ابوالخیر قدس سرہ

اما راول را ثابت می کنند و در وقت احتیاج بهین اعتقاد و با آنها استعانت نمی نمایند
 اما مطردنی باشد و در حقیقت در شبهه واقع شده اند که بیان آن شبهه درین مقام
 اجنبی است و بهین دو امر کارخانه سلوک تمام میشود و الا ممکن نبود که بنده برب
 نزدیک شود و بسوی بهین دو امر اشاره می فرماید حدیث صحیحی که محمد شین آن را
 در صدر کتاب السلوک والتقرب الی الله وارد می کنند و هو قوله علیه السلام حالیا
 عن الله تعالی انا عند ظن عبدي بي وانا معه اذا ذكرني
 و نیز حدیث شریف صحیحی دیگر که آن نیز سر دفتر کتب سلوک محمد شین است و هو
 قوله من تقرب الی سبیرا تقرب الیک ذراعا و من تقرب
 الی س ذراعا تقرب الیک باعا و من اتانی بکشی اتیتک هر دو کلام
 پس خاصه ذات حق است عز و علا که بسوی یاد کنند خود نزول می فرماید
 و نزدیک میشود و مدد که او را پُر می کند و بر طایف باطنه اوستولی میگردد
 باین تدلی واقعی حقیقی حکم روح روح او میگردد نسبتی که روح را باین است
 این تدلی را با روح او بهم میرسد و دیگر مخلوقات هر چند روحانیات باشند
 اول علم محیط ندارند که بر ذکر هر ذاکر مطلع شوند و دوم استیلا و ایلمی روح
 ذاکر نمی توانند کرد که لیغفلکم شان عن شان و اول تعالی لا یغفل شان
 عن شان کم انتی اور تقسیم بین آیة و استعینوا بالصبر و الصلوة
 کی جو خاص آنحضرت صلی الله علیه و آله و صحابه و سلم کا مشاهدہ تحریر کیا ہو وہ بھی

سلمان ایچہ ندیکے
 ہون کر کاٹھہ مجھے
 کھٹھامی اور میں ساٹھ
 اوسکے ہون جب پایہ
 کرنا ہی چکو لیٹھڑل
 سے بڑا زان سے
 فن پر نام میں شکوہ
 سکے بابا کریم
 شیعہ جن القربا
 غزوہ اول میں
 کے فضل اول میں
 بنو کو ہوا

حسن بن علی
مؤمن بن اسماعیل
زید بن محمد
ابن ابی طالب
عبدالله بن عباس
محمد بن جعفر
علی بن ابراهیم
اسماعیل بن احمد
احمد بن محمد
محمد بن علی
علی بن اسحاق
اسحاق بن یحییٰ
یحییٰ بن زکریا
زکریا بن یحییٰ
یحییٰ بن عیسیٰ
عیسیٰ بن یحییٰ
یحییٰ بن یحییٰ
یحییٰ بن یحییٰ

بیان نکھا جاتا ہے و طریق دوم آنست کہ دستانت بنماز حصول مطلوب
 ملحوظ نباشد بلکہ جذب نفس کشیدن آن بقوت تمام بسوسے جناب کبریہ
 حق عزوجل ازیر کہ حوایج دنیوی بیشتر بسبب تنزل روح بسوی شہوات و اسباب
 شہوات می باشد چون او را ازین عالم بسوسے بالا کشیده شود و دستغراق در
 لذت مکالمہ و مناجات الہی و حضور انوار جلال و جمال او رود و ہذا امور این عالم
 و بایست و نا بایست آن غافل و بیخبر گردد و چنانچہ مجروح را یا کمسور را وقت
 دوختن زخم او یا بستن استخوان شکستہ او چیرے از مسکرات میخورانند
 تا از درد زخم و شکستن استخوان بے خبر گردد و بچنین درینجا چون حوایج دنیوی
 نفس را در کشاکش خود اندازند می باید کہ او را در مطالعہ حسن محبوب حقیقی
 مشغول کنند تا بلذات مشاہدہ آن جمال خود را و دیگر بایست و نا بایست خود را
 فراموش کنند و بسبب التذامی کہ بر دارد مکروہات و زینظر او سبک نماید
 و این طریق اکثر معمول آنحضرت علیہ السلام بود کہ خود بنفس نفیس خود بہمین طریق
 عمل میفرمودند و ہمین طریق را طریق قلندر کہ گویند کہ برائے غفلت از امور
 دنیا و ترک آن با وجود تلبیس علیجے بہتر از آن نیست طریق تحویف و ترہیب فہمائین
 حسن آخرت و بقایے آن و قبح دنیا و فنا یے آن طریق دشوارست کہ بہر س را
 بسہولت میسر نمی تواند شد و شیطان بالقائے شبہات و وساوس سلوک
 آن طریق را اکثر اشخاص بیشتر اوقات مانع می آید چنانچہ گویندہ این را گفتہ است

صنامہ قلندر سزاوارمین نمائی کہ دراز و دور دیدم رہ و سبھم باستانی
 پس این نماز حکم شغل دارد از نفعی و اثبات یا اسم ذات کہ بر اے بر انگیزن شوق
 و دفع خطرات تریاق مجرب است انتہی - آداب تلاوت قرآن مجید حضرت پیر
 و مرشد کے قرار دیے ہوئے فیض عام مسطور بہین فیض عام ایک سالہ
 ہی کہ ایک مریض خاص حضرت کا نعیم الدین نامی بڑا مالدار کہ آخر کار فیض صحبت سے
 حضرت کی تارک الدنیا ہوا سو او س نے چند سوالات خدمت عالی میں پیش
 کر کے جوابات حاصل کیے تھے وہ رسالہ چند بار طبع ہوا ہی اوسکے دو مقام کی
 عبارت یہاں مرقوم ہوتی ہی آداب تلاوت قرآن تہذیب و تقبال
 قبلہ حتی الامکان و حروف را بخوبی ادا کردن و مد و شد و فرونگذاشتن
 و در مقام وقف وقف کردن اینست آداب ظاہری و آتاما آداب باطنی
 پس مبتدی را تصور کردن گویا کہ بحضور رب العزت تلاوت نمے کنم و
 اوتعالی در مقام استاد نشسته می شنود و منتهی را تصور کردن کہ این
 کلام را بلا واسطہ از زبان حضرت رب العزت می شنوم و فرق در میان
 مقامین اینست کہ در صورت اول زبان از خودش و گوش از حضرت
 رب العزت و در صورت دوم زبان از حضرت رب العزت و گوش از خود
 باین چنین مقام اشارہ فرمودہ است حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ
 عنہ چنانچہ شیخ الطیوس در عوارف از ایشان نقل کردہ اند انما

عارفی و ملامت
 طاعت
 عارفی و ملامت
 طاعت

آداب
 تلاوت

لَا قَرْءَ الْآيَةِ حَتَّى نَسْمَعَهَا مِنْ قَائِلِهَا يَسْمَعُ بِمَخَافَةِ
 آیت را و تکرار میکنم تا آنکه شنوم آیت را از قایل آن و شیخ الشیوخ
 بعد نقل این کلام در عوارف که حضرت امام صادق رضی الله عنه در بنوقت
 بنزله شجره موسی بمشداً قُلْنَا أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ می گفت
 دوسرے مقام میں فرماتے ہیں طور تلاوت برائے بے شک نیست
 کہ خود را قاری و حق را مستمع تصور و تخیل نماید کہ بحضرت رب العالمین
 قرآن میخوانم چنانچہ شاگرد و بحضور اوستاد میخواند و برائے منتهی
 اینست کہ حق را قاری و خود را مستمع قرار دہد و زبان خود را نائب تصور
 کند و گوش را مستمع گوید حضرت حق بزبان من کلام میکند و من شنوم
 و یقین است کہ درین تصور سبب غلبہ محبت حالی کہ عاشق صادق را در وقت
 استماع کلام محبوب بالمشافہہ رؤسید بہ حاصل خواهد گردید و گرہ کشای
 مدعا خواهد شد و اللہ المغنی حضرت مولانا شاہ ولی اللہ قدس سرہ
 انعتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں (و در عالم ظاہر این
 فقیر را از جنت بیعت و صحبت و خرقہ و اجازت و تلقین اشغال بہمہ این امور
 یا بعض این امور با جمیع خانوادہ کہ طریقہ کہ امروز بر روی زمین مشہور
 یا اکثر آنرا ارتباط واقع شدہ است و الحمد للہ از انجملہ درین رسالہ سند خانوادہ
 مشہورہ می نویسد بالجلد طریق تقادریہ مشہورترین طرق است در عرب

و ہندوستان و نقشبندیہ در ہندوستان و ماوراء النہر شہرت تمام دارد
 و در حرمین شریفین نیز شایع شدہ و حیثیتہ در ہندوستان بسیار مشہور است
 و سہروردیہ در نواحی خراسان و کشمیر و سند و کبرویہ در توران و کشمیر
 و شطاریہ در ہندوستان و شافوگمہ در مغرب مصر و سودان و مدینہ
 فی الجملہ در مغرب و عیدروسیمہ در حضرموت۔ انتہی بس اوسی کتابت سے
 اسناد و طریقان کے لکھے جاتے ہیں طریقہ قادریہ سے اُفَلتِ شَمْسِ اَلْاَوَّلین
 بِشَمْسِنَا اَبَدًا عَلٰی اَفُقِ الْعٰلَمِ لَا تَقْرُبُ ۞ ۞ اس طریقہ کے بہت شعبے ہیں
 اصح اور اوثق ادنین کا اہل حدیث کے پاس شعبہ اکبریتہ ہی شیخ اکبر محمد الدین
 ابن عربی کی جانب سے اور اشہر اونکا عوام میں شعبہ جمیلانیہ ہر سادات
 جمیلانیہ کی طرف سے اور اشہر اُن شعبوں کا ملک بین میں شعبہ مستشرقینہ
 ہی حاصل کلام حضرت کو اکثر شعبوں میں ارتباط صحیح واقع ہی پس ملی خلافت
 اس طریقہ کی حضرت شاہ عبدالعزیز کو اپنے والد اوستاد پیر شاہ ولی اللہ
 اونکو اپنے والد اوستاد پیر شیخ عبدالرحیم سے اونکو سید عبداللہ سے
 اونکو شیخ آدم بتوری سے اونکو شیخ احمد سہروردی مجدد الف ثانی سے
 اونکو اپنے والد شیخ عبدالاحد سے اونکو شاہ کمال سے اونکو سید فضل سے
 اونکو سید گدار حمان سے اونکو سید شمس الدین عارف سے اونکو سید
 گدار حمن بن سید الحسن سے اونکو شمس الدین صحرانی سے اونکو سید عقیل سے

سیدان بیخ
 بیخ آویان
 سیاہ

باب خفیہ
 قادریہ

سید محمد قادیانی
 حضرت غوث نظامی
 سید عبدالقادر جیلانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 بعد سے اس طریقہ
 قادریہ لکھنے کے آئے
 اول تعلیم دینے لگے

سید
 ایک گدار حمان ثانی
 بیخ لکھتے ہیں

اونکو سید بہاؤ الدین سے اونکو سید عبد الوہاب سے اونکو سید شرف الدین
 قتال سے اونکو سید عبد الرزاق سے اونکو اپنے والد ماجد امام الطریقہ
 ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی سے رضی اللہ عنہم اجمعین بہ طور بروزن تئور
 ایک قصبہ ہی شہر سہند کے توابع سے سہرند بالکسر ایک شہر ہی ہندین
 لاہور کے قریب بعضے اوسکو سہرند بھی کہتے ہیں قتال بسبب نفس کشی
 کی ریاضت کے حضرت شرف الدین کا لقب ہوا جیلان مُعرب ہی گیلان کا
 وہ ایک شہر ہی عجم میں بغداد کے قریب اوسکو جیل بھی کہتے ہیں ولادت
 باسعادت حضرت غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی
 ماہ ربیع الثانی ۷۷۰ ہجری میں عمر شریف آپ کی نوادو یک سال کی تھی
 اور وفات شریف مشہور و معروف گیارہویں ماہ مذکور ۷۷۲ ہجری میں
 قطعہ محی الدین کہ انوار جمالش و زعرش فکر سی از مہ تابہا ہی است *
 تولد عاشق و کامل سنینش وصالش دان زمشوقی الہی است *
 ایضاً خلافت علی شاہ عبد العزیز کو اپنے والد شاہ ولی اللہ سے
 اونکو اپنے والد شیخ عبد الرحیم سے اونکو سید عظمت اللہ اکبر آبادی سے
 اونکو اپنے والد عبد اللطیف سے اونکو اپنے والد عبد الرسول سے اونکو
 شیخ عبد العزیز سے اونکو سید ابراہیم ایرچی سے اونکو شیخ بہاؤ الدین
 قادری سے اونکو سید السادات ابو العباس احمد سے اونکو اپنے والد

حضرت سید بہاؤ الدین
 قادری علیہ السلام
 کی ولادت
 ۷۷۰ ہجری میں
 ہوئی

حسن سے اونکواپنے والد موسیٰ سے اونکواپنے والد علی سے اونکواپنے والد محمد سے اونکواپنے والد حسن سے اونکواپنے والد محمد سے اونکواپنے والد ابو نصر سے اونکواپنے والد ابو صالح سے اونکواپنے والد عبد الرزاق سے اونکواپنے والد ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی سے رضی اللہ عنہم اجمعین

ایرج بکسر اول سکون ثانی جمہول وثالث مفتوح بحجیم زدہ نام ہر ایک قصیدہ کا ہند میں

حضرت سید عبد الرزاق کو تاج الدین عبد الرزاق کہتے ہیں کنیت آپکی ابو عبد الرحمن

اور ابو الفرج ہی حضرت غوث الثقلین کے فرزندوں میں آپ بڑے عالم و کامل تھے

وفات آپکی ۹۵۰ھ ہجری میں ہر اور آپ بغداد ہی میں مدفون ہیں

کاشف صدق آپکی تاریخ ہی ایضاً شاہ عبد العزیز کو
شاہ ولی اللہ سے اونکو اپنے استاد شیخ ابوطاہر محمد دہنی سے اونکو
اپنے والد شیخ ابراہیم گردی سے اونکو امام احمد فشاہی سے اونکو شیخ احمد شاہی
سے اونکو اپنے والد شیخ علی بن عبد القدوس سے اونکو شیخ عبد الوہاب شعراوی
سے اونکو حافظ جلال الدین سیوطی سے اونکو شیخ کمال الدین محمد سے اونکو
شمس الدین محمد جزری سے اونکو عمر بن حسن سے اونکو احمد بن ابراہیم فاروشی
سے اونکو شیخ اکبر امام محی الدین محمد بن علی بن العربی سے اونکو جمال الدین یونس
سے اونکو شیخ وقت سید عبد القادر جیلانی سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمیع
گردی بضم اول نسبت ہی کردستان کی طرف جو ایک ملک ہی توابع روم سے

وفات حضرت شیخ احمد
 دفع شمس علیہ الرحمہ کی
 قبر کے دنا انجیر کھانا
 و تبرکات حضرت شیخ
 یک بار اکھڑا کر شیخ
 میں اور دفن حضرت شیخ
 مدینہ منورہ میں ہی
 مدینہ منورہ حضرت
 شیخ احمد شمس علیہ الرحمہ
 کی شرمیلے میں باہر نکال
 کر مدینہ منورہ کی
 وفات اور وفات
 جو جو بن باغ شمس
 انھیں باغ شمس جی
 بکڑا کر شیخ شیخ
 میں اور دفن حضرت
 مدینہ منورہ میں ہی
 وفات حضرت
 شیخ جلال الدین سیوطی
 علیہ الرحمہ کی
 انگریزوں نے جو جی میں
 سے علیہ

قشاشہ ایک فریہ ہر مصر کے فریب شعراوی بفتح اول و سکون دوم
 بسبب کثرت موسیٰ بن کے یہ لقب مشہور ہوا نسبت کے وقت شعرائی بھی کہتے ہیں
 سیوطی بضمین ایک فریہ ہر ملک مصرین جزیری نسبت ہی طرف
 جزیرہ ابن عمر کے فاروٹ باخرناے مثلثہ بروزن فاروق ایک
 فریہ ہی در میان شہر واسط اور بصرہ کے ولادت حضرت شیخ محی الدین
 ابن العربی قدس سرہ کی شب دوشنبہ سترھویں ماہ رمضان سنہ ۶۸۵ یا نسو
 ساٹھ ہجری میں اور وفات شب جمعہ بائیسویں ربیع الثانی سنہ ۷۴۸
 چہترسو اڑتیس اور بعضوں نے سیئیس میں لکھی ہے اسی حساب صاحب الخواص
 نے تاریخ لکھی ہے شیخ والاجاب بن عربی ۶ مقتداے روح خدا طلبی ۶
 چون ز دنیا بسوے خلد برین ۶ نقل فرمود آن خلاصہ دین ۶ شد رقم سال
 نقل آن نامی ۶ قدس اللہ سرہ الساجی ۶ ہزار پانچ سو اچکا دشمن کے
 قریب مقام صالحیہ میں ہے۔ ایضاً شاہ عبدالعزیز کو شاہ ولی اللہ سے
 اوکو شیخ ابو طاہر مدنی کردی سے اوکو اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے
 اوکو امام احمد قشاشی سے اوکو اپنے والد شیخ محمد مدنی سے اوکو شیخ امین
 ابن صدیق اوکو شیخ سراج الدین عمر جبریل سے اوکو شیخ عبدالقادر سے
 اوکو اپنے والد حمید مشرع سے اوکو اپنے والد شیخ احمد بن موسیٰ مشرع
 یعنی سے اوکو شیخ اسماعیل بن صدیق جبرتی سے اوکو شیخ محمد مزاجی سے

یہی ہے
 قشاشہ

اونکو شیخ اسمعیل سے اونکو شیخ سراج الدین ابو بکر سے اونکو شیخ مخی الدین
 احمد سے اونکو شیخ فخر الدین ابو بکر محمد سے اونکو شیخ ابو احمد بن محمد سے
 اونکو اپنے والد ابو محمد احمد سے اونکو اپنے والد شیخ عبداللہ بن یوسف اسدی
 اونکو شیخ عبداللہ بن فاسم سے اونکو شیخ ابو محمد عبداللہ بن علی اسدی
 یعنی سے اونکو شیخ مخی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی سے رضی اللہ عنہم اجمعین
 مفسر عظیم میم و بفتح شین و کسر راء مہملہ مشدود نسبت ہی عمل شرع کی طرف
 شرع کہتے ہیں بادبان کشتی کو جبرتی بفتح جیم و فتح موحدہ و سکون راء
 مہملہ نسبت ہی قبیلہ کی طرف اسدی بفتح الف و سین مہملہ بعد از ان وال مہملہ
 نسبت ہی طرف اسد کے وہ نام ہی چند قبایل کا فریش سے طریقہ نقشبندیہ
 سے نقشبندیہ عجیب قافلہ سالار انند کہ برہنہ از روہنیاں بحر قافلہ راہد اس طریقہ
 کے بھی بہت شعبے ہیں ہندوستان میں خواجہ محمد باقی اور امیر ابو العلی کی طرف سے
 شاہچ ہوا ہی اور ماوراء النہر کے شہر و نین محذوم اعظم مولانا خواجگی کی جانب سے
 پھیلا ہی اور مشہور تر شعبہ اس طریقہ کا بحسب سائل تصوف اور بیان اشغال قوم
 شعبہ جامیہ ہی پھر جو طریقہ کہ خواجہ محمد باقی کی جانب سے نکلا ہی اوس میں بھی بہت
 شعبے ہیں اشہر ان میں سے شعبہ شیخ محمد معصوم اور شعبہ شیخ آدم پتوری
 ہی اور ہر ایک ان دونوں میں سے اشغال رکھتے ہیں سو اشغال متقدمین
 اس طریقہ کے پس ملی خلافت اس طریقہ کی حضرت شاہ عبدالعزیز کو

بیان طریقہ نقشبندیہ

بیان طریقہ نقشبندیہ

شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ عبدالرحیم سے اونکو سید عبداللہ سے اونکو
شیخ آدم بتوری سے اونکو امام طریقیہ شیخ احمد سہروردی مجدد الف ثانی
اونکو خواجہ محمد بانی سے اونکو خواجہ اکنکلی سے اونکو اپنے والد مولانا درویش محمد
سے اونکو مولانا زاہد سے اونکو خواجہ عبید اللہ احرار سے اونکو مولانا یقوب
چرخ اور خواجہ علاء الدین عجدوانی سے ان دونوں کو بلا واسطہ اور بواسطہ خواجہ
خواجگان حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند سے رضی اللہ عنہم جمعین وفات
حضرت شیخ آدم بتوری صاحب شعبہ کی مدینہ منورہ میں تیرھویں ماہ شوال
۸۳۰ھ ایک ہزار ترین ہجری میں مزار پر النوار جنت البقیع میں زیر
عالی پایہ روشہ مقدسہ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہی
مدفون بجوار عثمان تاریخ ہی روختہ السلام میں تاریخ مذکور ہی
۱۰۵۳ھ
سے حور جنان سال وصالش گفست * باز در آمد یہ بہشت آدم *
ولادت حضرت شیخ احمد سہروردی مجدد الف ثانی قدس سرہ کی
در بیان ۱۰۵۳ھ نو سو اکتھڑ کے اور وفات بروز شنبہ ایک پہر
دن چٹھے ۸۳۲ھ ایک ہزار چونتیس ہجری میں مزار آپکا شہر سہروردین واقع ہے
اور عمر آپکی نہ ۸۳۲ھ برس کی تھی شیخ بدر الدین سہروردی آپکے خلیفہ نے
حضرات القدس میں تلخیص لکھی ہے * بہار و باغ عرفان ابر رحمت * کربن
گلشن بتجیل صبارفت * مگر صبح قیامت سر آمد * کہ از شکوہ دین شیخ بہشت

درین ملک فنا عرق بقا بود و ہم از عین بقا اندر بقا رفت و زیادش خانه
 دل آفتاب است و اگر چه از دیدہ چون نور و ضیافت و چو شاہ اولیاس
 عہد خود بود و خرد گفت کہ شاہ اولیا رفت و اکملتہ ایک موضع کا نام ہی
 شہر سبز کے نزدیک اوسکو انکے بھی کہتے ہیں اور نام حضرت ابائنگلی کا
 محمد ہی احمر جمع ہی خرکی بمعنی آزاد و برگزیدہ کے آپ ایک آزاد و برگزیدہ
 مقابل چند آزاد و برگزیدہ کے ہیں۔ چرخ بحیم فارسی و راس مہملہ آخر میں
 خاصے بمعنی نام ہی ایک قریہ کا توابع غزنین سے غجدوان بنین بمعنی مسکو
 و سکون جیم نام ہی ایک موضع کا توابع بخارا سے ہی مشہور ہی طبقات حنفیہ
 میں لکھا ہی بضم غین بمعنی و سکون جیم و ضم دال مہملہ ایک بڑا قریہ ہی تھے کوس
 بخارا سے و اللہ اعلم نقشبند نسبت ہی ساتھ حرفہ کتاب بافی کے
 حضرت خواجہ بہاؤ الدین اور اوسکے والد ماجد اس کام میں مشغول تھے۔
 ولادت آپکی ماہ محرم ۸۰۰ سنہ سات سو اٹھارہ ہجری میں اور وفات
 شبِ دوشنبہ تیسری تاریخ ماہ ربیع الاول ۸۰۰ سنہ سو نو دو یک ہجری میں ہی
 عمر آپکی تتر برس کی تھی قبر شریف متصل شہر بخارا کے قصر عارفان
 میں قصر عارفان ایک قریہ کا نام ہی کہ مولد بھی آپ کا وہی ہی بخارا سے
 بفاسلہ ایک فرسنگ تاریخ وفات رفت شاہ نقشبند ان خواجہ
 دنیا و دین و آنکہ بودہ شاہ راو دین و دولت ملتش و مسکن و ما و اسی نو

وفات حضرت خواجہ
 نقشبند جی علیہ السلام
 کی شہادت ۸۰۰ سنہ
 اکملتہ بمعنی
 شہر سبز کا نام
 بنین بمعنی
 مسکو
 جیم بمعنی
 سکون
 غجدوان بمعنی
 مسکو
 بنین بمعنی
 مسکو
 کوس بمعنی
 کوس
 نقشبند
 بخارا سے
 فرسنگ
 تاریخ وفات
 رفت شاہ
 نقشبند
 ان خواجہ
 دنیا و دین
 و آنکہ بودہ
 شاہ راو دین
 و دولت ملتش
 و مسکن و ما
 و اسی نو

چون بود قصر عارفان و قصر عرفان زمین سبب آمد حساب رحتش
 آپ نے وصیت کی تھی کہ میرے جنازے کے آگے یہ قطعوں پڑھیں۔
 مفلحنا نیم آمدہ و رکوبے تو بد شینا بد از جمال روزے تو بد
 دست بکشا جانب زنبیل ماہ آفرین برست میرا زوی تو بد و سیاہی بد ہوا ایضا
 ملی خلافت شاہ عبد العزیز کو اپنے والد شاہ ولی اللہ سے اونکو اپنے
 والد شیخ عبد الرحیم سے اونکو خواجہ خردا بن خواجہ محمد باقی سے اونکو
 شیخ احمد سہرندی اور خواجہ حسام الدین اور شیخ آلہ وادو سے ان تینوں کو
 حضرت خواجہ محمد باقی سے اونکو موافق سلسلہ مذکور کے ایضا شاہ عبد العزیز
 کو شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ عبد الرحیم سے اونکو میر ابو القاسم
 اکبر آبادی سے اونکو ملا ولی محمد اکبر آبادی سے اونکو امیر ابو العلاء اکبر آبادی
 سے اونکو اپنے چچا امیر عبد اللہ سے اونکو خواجہ عبد الحق سے اونکو
 خواجہ بھیجی سے اونکو اپنے والد خواجہ عبید اللہ احرار سے رضی اللہ عنہم اجمعین
 وللاوت جناب منیر ابو العلاء مدرس سرہ کی سند نویسو نوو ہجری میں لو
 انتقال غزین ماہ صفر روز سیمہ شنبہ بوقت نماز صبح ۹۸۰ھ ایک ہزار ایک سو
 ہجری میں ہی عمر آجکی اکھتر سو کی تھی ہزار چوبیس حضرت میر ابو العلاء کا
 شہر اکبر آباد کے باہر ایک کوس شمال کے جانب قریب زمین سلطان گنج کے
 واقع ہی تھی قبر کا سنگ مرمر کا ہے بر سر تعویذ سبحان ربی الاعلیٰ بحفظ

سلسلہ نقشبندیہ
 محمد بن محمد بن

سلسلہ نقشبندیہ
 ابو العلاء اکبر آبادی

واقعہ میر ابو العلاء

لکھا ہے تاریخ وفات میر افضل احراری رحمۃ اللہ علیہ نے یون لکھی ہے کہ
 وای کہ شاہ ابو العلاء ساخت مکان بلا مکان بہ حیف کہ آفتاب دین گشت نہا
 ز چشم ما بہ مور و فیض ایزدی محیط نور احمدی بہ واقعہ ستر سیدی محرم
 راز کبریا بہ سر شد و پیر کا ملان بہ ہمبر راہ سالکان بہ مرہم ریش طالبان
 فیض سان از کیا بہ ارشد آل مصطفیٰ امجد نسل خواجگان بہ قدوہ اہل معرفت
 نور و عین مرتضیٰ بہ حضرت میر ابو العلاء سرور اولیائے دین بہ صاحب
 کشف بالیقین عارف اکمل خدا بہ رخت بکار معنوی بست بملک جادوان
 کہو صعود زین مکان ساخت بہشت عدن جا بہ خواست جو افضل از خرد
 سال وصال آن صفی بہ گفت بریت از جهان قطب جہان ابو العلاء ایضاً
 شاہ عبدالعزیز کو شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ عبدالرحیم سے اونکو
 امیر نور العلاء سے اونکو اپنے والد امیر ابو العلاء اکبر آبادی سے اونکو موافق
 سلسلہ مذکور کے رحمۃ اللہ علیہم اجمین عمر حضرت نور العلاء قدس سرہ کی
 تتریس کی تھی وفات ساتویں شہر ربیع الثانی ۱۰۶۱ ہجری
 مین مزار شہر اکبر آباد مین پائین مزار چرانوار والد ماجد کے ہی ایضاً
 شاہ عبدالعزیز کو شاہ ولی اللہ سے اونکو ملا محمد دلیل گلپانی سے اونکو
 میر موسیٰ بٹی کوٹی سے اونکو شیخ محمد معصوم سے اونکو اپنے والد شیخ
 سہروردی محمد الف ثانی سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمین گلپانی بفتح کائنات

شہادت
 ابو العلاء سرور

شہادت
 محمد بن سید محمد

فارسی اول و تشریح دہم نسبت ہر قبیلہ افغانہ کی طرف کہ در میان دو ابر
پشاور کے رہتے ہیں اور قوم یوسف زئی سے بنی عم بن پٹی کوٹ
بہر دو تارے ہندی ایک قریہ ہی مضافات سے جلال آباد کے اور جلال آباد
ایک شہر جو در میان کابل و پشاور کے ولایت شیخ محمد معصوم کی ستہ
ایک نزار آٹھ ہجری میں ہو اور وفات ماہ ربیع الاول ۱۰۲۹ء ایک نزار ہفتاد
و نہ ہجری میں عمر سیرا کی اکثر سال کی تھی مزار شہر سہرند میں واقع ہی
شیخ عبد الاحد ان کے بڑا اور زادے نے تاریخ لکھی ہے قیوم زمان
خلیفۃ اللہ و اندک ستر ہائے مکتوم در و ایرہ و چو تا بود
بو و شش بھمان مثال معدوم تقاشش ازل بصفہ کون نقشہ بہ ازل
نکرہ سر قوم اسرار صفات ذات والا حقا کہ جزا و نکرہ مفہوم خوردہ
ربیع اول ماہ چون شاہ رسل رحیق محتوم چابک قدمی بکوی وحدت
ہرگز بہ ازونگشتہ معلوم تاریخ وصال او خرد گفت ہر فتنہ ز جہان امام معصوم
العیض شاہ عبدالعزیز کو شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ ابوطاہر مدنی سے
اونکو شیخ ابراہیم کردی سے اونکو شیخ احمد قشاشی سے اونکو ابوالکوا
شیخ احمد شنادی سے اونکو شیخ محمد بن محمد بن عبد الرحمن بہنسی سے
اونکو مولانا محمد امین ابن اخت ملا جامی سے اونکو مولانا غیاث الدین احمد سے
اونکو مولانا علاؤ الدین محمد سے اونکو مولانا عبد الرحمن جامی سے اونکو مولانا

سعد الدین کا شغری سے اوٹکو مولانا نظام الدین خاموش سے اوٹکو خواجہ علاؤ الدین
 عطار اوٹکو خواجہ بہاؤ الدین نقشبند سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھنسی
 بفتح موحده و لون و سین مھملہ نسبت ہی طرف ہنساکے جو ایک شہر ہی مھر کو رب
 کا شغری باغین نقطہ دار بروزن و اوگر ایک شہر کا نام ہی ترکستان سے
 جام بروزن سام ایک لایت کا نام ہی خراسان سے ولادت حضرت
 مولانا جامی قدس سرہ کی بائیسویں تاریخ ماہ شعبان ۸۰۰ھ آٹھ سو سترہ من
 عمر شتا و یکسال کی اور وفات اٹھارویں ماہ محرم جمعہ کی نماز کے وقت
 ۹۸۰ھ آٹھ سو اٹھانوے ہجری میں قبر آپکی خیابان شہر ہرات میں واقع ہی
 تاریخ وفات سے غوث آفاق حضرت جامیؒ کاں فی مقلۃ الوری نور
 چون عنان تافت از دیار فنا کرد در کعبہ بقا نور ۱۰ سال ۱۰ ماہ وفات و روز
 بود ۱۰ ہرم ہم روز ماہ عاشورا ۱۰ ایضا جامی کہ بود بلبل حینت قبر ازیافت ۱۰
 فی روضۃ مقلدۃ ارضہا السما ۱۰ کلک قضا نوشت از ان برور بہشت ۱۰
 نارنجہ و من و خلجہ کاں امنا ۱۰ ایضا شاہ عبد الغزیز کو شاہ ولی اللہ
 اوٹکو شیخ البوطا ہمدانی سے اوٹکو شیخ احمد تجلی سے اوٹکو میر کلان بلخی سے
 اوٹکو ملا محمد عرب بلخی سے اوٹکو ملا اکہ شبرغانی سے کہ جبکا تخلص ابن یعقوب
 ہی اوٹکو ملا خرد عزیزان سے اوٹکو مخدوم اعظم ملا خواجگی احمد سے اوٹکو
 مولانا محمد قاضی سے اوٹکو خواجہ عبید اللہ احرار سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

وفات سعد الدین
 کا شغری کی چٹائی
 کے دن طلسم
 وقت ساقون
 جامی انانی شہر
 آٹھ سو سترہ
 ہجری میں اور
 نظام الدین
 خاموش کی چٹائی
 کے دن طلسم
 جامی ساقون
 ہجری میں اور
 تاریخ وفات خواجہ
 علاؤ الدین عطار
 کی چٹائی کا

بلخ بفتح اول و سکون ثانی ایک شہر کا نام ہے مشہور خراسان سے آگے بفتح الف
 و تشدید کاف عربی و ما ہے ہوز در آخر چہر خان: بحجم فارسی مضموم و با موحہ
 مضموم و را بے مہملہ ساکنہ و غین معجمہ ایک شہر ہے دو منزل بلخ سے شہر خان اوکا
 تغریب ہے چہر خان ترکی لفظ ہے اس کے سننے جو چیز کہ بعد دوسرے کے طول میں
 مانند قطار کے ہووے مولد حضرت مخدوم اعظم مولانا خواجگی کا کاشان فرغانہ
 ہی عمر آٹھ سال کی تھی و وفات ۴۹۰ھ نو سو اوچاس ہجری میں ہی
 ایضاً شاہ عبد العزیز کو شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ ابو طاہر مدنی سے
 اونکو شیخ عبد اللہ بصری سے اونکو شیخ عبد اللہ باقشیر المکی سے اونکو شیخ
 تاج الدین سنہلی سے اونکو خواجہ محمد باقی سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
 سنہل بابے ہندی و شام ہا ایک شہر ہے ہند میں گنگا جمن کے پرے
 قریب جبال شرفی دار الخلافۃ دہلی کے طریقہ چشتیہ عاشقان
 خواجگان چشت راہ از قدم تابر نشان دیگرست ہذا اس طریقے کے بھی بہت
 شعبے ہیں اسٹروٹمن سے تین شعبے ہیں نصیریہ اور سراجیہ اور صابریہ
 پس ملی خلافت اس طریقہ کی شاہ عبد العزیز کو اپنے والد شاہ ولی اللہ سے اونکو
 اپنے والد شیخ عبد الرحیم سے اونکو شیخ عظمت اللہ اکبر ابادی سے اونکو
 اپنے والد شیخ عبد الرسول سے اونکو اپنے والد شیخ عبد اللطیف سے اونکو
 شیخ عبد العزیز سے اونکو قاضی خان یوسف ناصحی سے اونکو شیخ حسن

ابن کثیر

ابن کثیر

ابن کثیر

بن طاہر سے اونکو سید راجی حامد شاہ سے اونکو شیخ حسام الدین مانکیپوری
 سے اونکو خواجہ نور قطب عالم سے اونکوا اپنے والد علاء الحق بن اسعد سے اونکو
 شیخ انخی سراج الدین عثمان اودھی سے اونکو سلطان المشایخ نظام الدین
 اولیا سے اونکو شیخ فرید الدین گنج شکر سے اونکو خواجہ قطب الدین نجب تیار
 کاکی سے اونکو حضرت خواجہ معین الحق والدین سجری حشتی سے رضی اللہ عنہم
 ولادت شیخ عبدالعزیز کی جون پور میں ۸۹۱ھ آٹھ سو اٹھانوے ہجری
 میں ہو اور وفات چھٹی جمادی الثانی ۹۰۵ھ نو سو پچھتر ہجری میں
 اپنی خانقاہ کے صحن میں دفن ہیں اور وفات قاضی خان یوسف
 کی پندرھویں ماہ صفر ۹۰۵ھ نو سو ستتر ہجری میں طف آبا دین دفن ہیں
 اور وفات شیخ حسن بن طاہر کی چوبیسویں ربیع الاول ۹۰۵ھ نو سو
 نو ہجری میں دہلی میں دفن ہیں راجی اور راجا ہندی زبان میں شاہ کو کہتے
 ہیں سید حامد شاہ کو راجی بطریق تعظیم کہتے تھے کیونکہ آبا کرام آپ کے مانکیپور کی
 ریاست رکھتے تھے مانکیپور ایک شہر ہی لوہرب میں اوسکو کڑا مانکیپور بھی کہتے ہیں
 مانکیپور لوہرب میں ایک قصبہ ہے آہ آباد کے قریب وفات سید راجی حامد شاہ
 کی ۹۰۵ھ نو سو ایک ہجری میں مانک پور میں دفن ہیں وفات شیخ حسام الدین
 مانکیپوری کی ۹۰۲ھ آٹھ سو بیاسی ہجری میں وفات خواجہ نور قطب عالم کی
 ۹۰۳ھ آٹھ سو تیرہ ہجری میں بعض ۹۰۴ھ آٹھ سو اٹھاون میں لکھتے ہیں

مزار قصبہ بندوہ میں ہی وفات حضرت علاؤ الحق کی غرہ رجب ستہ
 آٹھ سو ہجری میں مزار قصبہ بندوہ میں ہی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اودہ
 ایک شہر ہی پورب میں اب جسکو فیض آباد کہتے ہیں وفات حضرت انجی
 سراج الدین عثمان اودھی کی ۸۳۷ھ سات سو اٹھاون ہجری میں اور مقام
 آپکا دیار گور ملک بنگالہ میں واقع ہی اور لقب آپکا آئینہ ہندوستان ہی
 اولیا ہر چند کہ جمع ہی دلی کی لیکن حضرت نظام الدین قدس سرہ کا اسوا
 لقب ہوا گو یا کہ آپ ایک ملی اولیا کے کثیر کے مانند ہیں چنانچہ قرآن مجید میں
 ابراہیم علیہ السلام کو امت فرمایا اور جیسے خواجہ عبید اللہ احرار کا لقب احرار
 اور لقب کا لقب احبار ہی ولادت حضرت نظام الدین اولیا کی قصبہ
 بداون میں ماہ صفر ۸۳۷ھ چھ سو اکتیس ہجری میں اور وفات اٹھاون
 بیس سالہ روز چار شنبہ وقت چاشت ۸۷۷ھ میں ہی عمر آپ کی
 نو و چار سال تھی شہر دہلی کے باہر سرحد موضع غیاث پور میں جہان آپکا
 مسکن تھا وہیں مدفون ہی یہ تاریخ وفات مسجد کے دروازے پر نصب ہی
 قطعہ نظام دو گیتی شہ مار وطن ہ سراج دو عالم شدہ بالیقین ہ
 چو تاریخ فوتش مجسم زغیب ہ ندا داد ہا لقت شہنشاہ دین ہ گنج شکر
 آپ کو اسواسطے کہتے ہیں کہ ایک وقت آپ پر سات روز گزرے تھے کہ کچھ
 افطار کو میسر نہوا تھا ضعف نہایت غالب ہوا پر کی خدمت میں جاسے تھے

وفات شیخ عثمان
 سراج الدین
 وزیر نظام الدین

دہلی

کہ اثنائے راہ میں قدم لغزش کشا ہوا اور زمین پر گرے آپکے موندہ میں کچھ مٹی
آئی اور وہ تمام شکر ہو گئی وہاں سے جب پیر کے خدمت میں حاضر ہوئے
تو پیر نے فرمایا فرید پٹی تیرے موندہ میں آئی حق تعالیٰ تیرے وجود کو گنج شکر
کیا ہے ہمیشہ شیریں رہتے گاجب پیر کی خدمت سے باہر نکلے تو شخص
کہ آپکو دیکھتا تھا گنج شکر کہتا تھا۔ بختیار اوشی کا کی بختیار آپکا نام ہی
یعنے بختیار بن احمد بن موسیٰ اوشی بروزن موشن ایک قصبہ کا نام
ہی ولایت فرغانہ سے درمیان سمرقند اور چین کے وہی آپکا مولد اور
اصل ہی گاکی اس واسطے کہتے ہیں کہ جب آپ دہلی میں متوطن ہوئے
تو فتح کسی سے قبول فرمائے تھے خود ہمیشہ مستغرق رہتے تھے
جو رو بچوں پر عسرت گذرتی تھی تو او بھون نے ایک بقال کی عورت سے
جو ہمسایہ میں تھی بہت خافہ کشی کے کچھ فرض لیکر اوقات بسر
کرتے تھے ایک دن بقال کی عورت نے کہا کہ اگر میں تمہارے ہمسایہ
میں نہ ہوتی تو تمہاری ہلاکت ہو جاتی یہ بات اونکو گران معلوم ہوئی عہد کیا
کہ اوس سے فرض نہ لین گے ایک دن یہ قصہ حضرت سے عرض کیا ارشاد
ہوا کہ ہرگز کسی سے میں فرض نہیں لیتا ہوں ضرورت کے وقت میرے
مجرے سے کچھ مانگے میں ہاتھ ڈال کر بقدر حاجت نان بخت نہ کمال لو اپنے
صرف میں لاؤ اور چکو جاہو مدد ازان جب چاہتے تھے اوس طرح

بختیار کاکی کی

بختیار کاکی کی

بختیار کاکی کی

بختیار کاکی کی

بختیار کاکی کی

بختیار کاکی کی

بختیار کاکی کی

بختیار کاکی کی

بختیار کاکی کی

بختیار کاکی کی

بختیار کاکی کی

بختیار کاکی کی

سے نان بختہ لیتے تھے اوس نان کو کاک گلتے ہین سجری
 چشتی سجری بکسرین مہلہ و سکون جیم و کسر زائے مجسمہ نسبت ہی
 سیستان کی طرف سیستانی کو عربی مین سجتانی اور سجری کہتے ہین
 چشت کہنہ جیم فارسی ایک شہر ہی ہپار کے درے پر دو منزل ہر
 سے اس زمانے مین اوسکو ابو شاقلان کہتے ہین اندون بالکل ویران
 ایک دیہ کے طور پر ہی فقط مزارات متبرکہ حضرت چشت پرنوار و نمودار
 ہین حضرت خواجہ احمد ابدال چشتی قدس سرہ جو آپ کے مرشدون ہین
 ہین وہ اوسی شہر کے ہین اور وہین دفن ہین یہ نسبت اوخنین کی طرف
 ولادت حضرت خواجہ بزرگ متعین الحق والدین کی ۳۳۵ھ یا نسو ستیس
 ہجری مین اور وفات بروز دوشنبہ چھٹی ماہ رجب ۳۳۵ھ ہجری مین
 اور قبر شہر اجمیر مین واقع ہی قطعہ تاریخ خواجہ والا متعین الدین کہ از نواری
 گشت روشن درو عالم ماہتاب ملک ہند بہ محوشد در نور حق چون
 آن میر برج یقین ہاشدند از جرج چارم آفتاب ملک ہند ہا۔
 ایضاً شاہ عبد العزیز کو اپنے والد شاہ ولی اللہ سے اونکو اپنے
 نانا شیخ رمج الدین محمد سے اونکو اپنے والد شیخ قطب عالم سے
 اونکو شیخ عبد العزیز سے اونکو شیخ نجم الحق سے اونکو شیخ عبد العزیز
 سے اونکو سید عبد الوہاب بخاری سے اونکو سید صدر الدین راجو

بزرگ خواجہ متعین الدین
 وفات حضرت خواجہ
 قطب الدین محمد علیہ
 کی از نواری خواجہ
 بیچ الاول
 ہجری مین ہی اور
 ترکی ہون برس
 کی تھی مزار انوار
 وہی مین مشہور
 معروف ہی
 وفات
 حضرت سید عبد الوہاب
 بخاری کی
 ہجری مین ہی اور
 تصویر نظامیہ

در خدمت حضرت
شیخ عبدالقدوس صاحب

در خدمت علامہ

اوسلوپیران کنکوہ بھی کہتے ہیں وفات حضرت شیخ عبدالقدوس صاحب
شعبہ قدوسی کی ۹۴۵ھ نو سو پینتالیس ہجری میں اور مزار پر انوار آجکا کنکوہ
میں واقع ہے آپ کی تاریخ صاحب خزینۃ الاصفیاء نے لکھی ہے کہ اگر تاریخ تریخیش
بحوالہ ہے ۹۴۵ھ بلکہ قدوس شاہشاہ قطاب پانی پتی چھہ بتقدیم بانی فارسی
مفتوح و ثالث لون و پنجم نیز بایں فارسی ایک شہر علی تین منزل دہلی سے
لاہور کی جانب صابر حضرت مخدوم علاؤ الدین علی کو صابر کہنے کی وجہ
صاحب سیر الاقطاب یوں تحریر کرتے ہیں کہ اوایل حال میں آگاہ بارہ برس
خدمت مطبخ خاصہ اور قسنت نگر فقرا پیشگاہ سے حضرت شیخ فرید گنج شکر
قدس سرہ کے مقرر تھے مگر تخصیص علیہ آگاہ ارشاد نہوا تھا کہ تو بھی اسی نگر
سے کھایا کر بارہ برس تک آپ نے ایک نعمت بھی طعام کا تناول نہ فرمایا
بعد ازاں حضرت گنج شکر اس کیفیت سے مستفسر ہوئے تو عرض کی کہ بلا اجازت
حضور کے کیا مجال ہو کہ ایک دانہ مطبخ عالی سے اپنے تصرف میں لاؤں
حضرت شیخ نے اس کمال صبر سے خوش ہو کر فرمایا کہ علاؤ الدین علی احمد صابر
ہی اوس روز سے آپ اس خطاب سے مخاطب ہوئے وفات آپ کی
تیرھویں ربیع الاول ۹۴۵ھ چھہ سو نو دہجری میں چچہ دم آپ کے حوالہ کی تاریخ ہے
مزار آجکا کلیہ میں ہی کلیہ بروزن سرور اول ایک شہر تھا اندون ویران ہو کر
بطور ایک بہ کے دہلی سے تھینا ساتھ منزل جانب شمال ضلع سہارن پور

مین ہر اوسکو بھی پیران کلیہ کہتے ہیں بسبب مزار پیران طریقت کے ہا
طریقہ سہروردیہ سے صنارو قلندر سزارمین نمائی ہا کہ درازدود
دیدم رہہ ورسم پارسائی ہا یہ طریقہ مخدوم بہاؤ الدین زکریا کی جانب سے
ہندوستان میں شایع ہوا اور شیخ نجیب الدین بزرگ عش کی طرف سے
خراسان میں پس ملی خلافت اس طریقہ کی شاہ عبدالعزیز کو اپنے والد
شاہ ولی اللہ سے اونکو اپنے والد شیخ عبدالرحیم سے اونکو سید عظیم اللہ
اکبر آبادی سے اونکو اپنے والد شیخ عبداللطیف سے اونکو اپنے والد
شیخ عبدالرسول سے اونکو شیخ عبدالعزیز سے اونکو سید عبدالوہاب
بخاری سے اونکو سید صدر الدین راجو قتال سے اونکو سید جلال الدین
مخدوم جہانیاں سے اونکو شیخ رکن الدین ابو الفتح سے اونکو اپنے والد
شیخ صدر الدین سے اونکو اپنے والد شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی سے
اونکو حضرت شیخ اشیرخ شہاب الدین عمر سہروردی سے رضی اللہ عنہم اجمعین
ولادت شیخ بہاؤ الدین زکریا کی بقول صاحب غینۃ الاولیاء
بانیو چھپٹسٹھ ہجری میں اور وفات بروز پنجشنبہ بعد ادا ای نماز
طرساتوین ماہ صفر ۷۷۷ھ چھ سو چھپٹسٹھ ہجری میں عمر سو برس کی تھی
مزار پر انوار ایکا شہر ملتان کے حصار قدیم میں جلوہ گر ہوئی تاریخ وصال
شہباز مقام علیین سہروردی بالضم و حرف چارم و او مفتوح و حرف ششم

بیان حقایق و معانی

[illegible]

وال مملہ نام ہی ایک شہر کا عراق عجم میں ولادت حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی
 قدس سرہ کی ماہ رجب ۳۹۹ھ یا سنو اوشتالیس ہجری میں اور وفات
 غرہ ماہ محرم ۴۳۲ھ چھ سو بیس ہجری میں اور قبر ایک اندرون شہر بغداد واقع ہے
 ایضاً شاہ عبد العزیز کو اپنے والد شاہ ولی اللہ سے اوٹکو اپنے
 استاد شیخ ابو طاہر مدنی سے اوٹکو اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے
 اوٹکو شیخ احمد قشاشی سے اوٹکو شیخ احمد شادوی سے اوٹکو اپنے والد
 شیخ علی سے اوٹکو اپنے والد عبد القدوس سے اوٹکو شیخ عبد الوہاب
 شعراوی سے اوٹکو شیخ الاسلام زکریا بن محمد انصاری سے اوٹکو شہاب احمد
 سے اوٹکو شیخ زین الدین بن ابو بکر بن محمد خوانی صاحب صایا قدسیہ
 اوٹکو شیخ نور الدین عبد الرحمن مصری سے اوٹکو شیخ جمال الدین یوسف
 کورانی سے اوٹکو حسام الدین شمشیری اور نجم الدین اصفہانی سے
 ان دونوں کو شیخ نور الدین عبد الصمد سے اوٹکو شیخ نجیب الدین علی بن
 بزغش سے اوٹکو عارف باللہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے
 رضی اللہ عنہم اجمعین خواہ بفتح اول ایک ناحیہ ہونیشا پور کا کورن
 بضم کاف ایک قبیلہ ہی کردیوں کا بزغش بضم باے موحدہ و سکون
 زائے معجم و ضم غین معجم دشین معجم آپا لقب ہی وفات نجیب الدین
 بزغش کی ۴۳۲ھ چھ سو اٹھتر میں قطب لائٹ علیہاہ اپنی وصال کی تاریخ ہے

شیخ شہاب الدین سہروردی
 وفات
 شیخ زین الدین
 علی بن محمد
 شوال ۴۳۲ھ
 ہجری میں ہے
 کورن
 بزغش
 دکن
 دکن

بکینہ کلمہ

سے
شہادت حضرت
محمد الدین نجفی
کی شہادت
میں جو شخص
تاریخ میں
اسلامی تاریخ
میں

مزار آپکا شیراز میں ہر طرف کبرویہ سے منم کہ روئے ترا
بے نقاب سے بنیم ہا منم کہ بے شب و روز آفتاب سے بنیم ہا اس طریقہ
کے بھی بہت شعبے ہیں اشہر اودن شعبوں کا آجکلے دن ترکستان میں
اور کشمیر اور سوا اور کے امیر سید علی ہمدانی کا شعبہ ہی اور نادر ترین اونکا
خرقہ کبرویہ ہی خواجہ نقشبند کی طرف سے پس ملی خلافت اس طریقہ کی
شاہ عبدالعزیز کو اپنے والد شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ ابوطاہر بنی
سے اونکو اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے اونکو شیخ احمد قشاشی
سے اونکو شیخ احمد شنادی سے اونکو اپنے والد شیخ علی سے
اونکو اپنے والد عبدالقدوس سے اونکو شیخ عبدالوہاب شعرانی سے
اونکو شیخ الاسلام زین الدین زکریا سے اونکو شمس محمد بن عمر واسطی سے
اونکو ابو العباس احمد زاہد سے اونکو شہاب و مشقی سے اونکو عبدالرحمن
شرقی سے اونکو احمد رودبار سے اونکو شیخ رضی الدین علی بن سعید
غزنوی المعروف بہ لالا سے اونکو محمد الدین بغدادی سے اونکو شیخ
نجم الدین کبیری سے رضی اللہ عنہم اجمعین واسطہ ایک شہر ہوریان
کوئے اور بصرے کے و مشرق کبیر والی و فتح منیم و کبیر ایک شہر ہری
مشہور بابے تخت ملک شام کا لالا حضرت رضی الدین کے جد امجد
عبدالجلیل کا لقب ہی وفات آپکی تیسری بیع الاول ۷۸۲ھ چھ سو

بیابیس ہجری میں اور قبر آپکی غزنی میں بابین روضہ سلطان محمود کے ہی
 شہباز ہوا ہے عالم قدس آپ کی تاریخ ہی کبریٰ حضرت نجم الدین کا
 لقب اس واسطے ہوا کہ آپ اوائل جوانی میں جب تحصیل علم میں مشغول تھے
 تو جس کسی سے مناظرہ اور مباحثہ کرتے تو اوس پر غالب آتے تھے
 اس سبب آپکو طامۃ الکبریٰ کہتے تھے طامہ کا لفظ کثرت استعمال سے
 حذف ہوا شہادت آپکی دسویں جہادی الاول شہد چھ سو
 اٹھارہ ہجری میں چنگیز خان کے لشکر سے ہوی منصور کبری
 صاحب خزینۃ الاصفیاء نے تاریخ لکھی ہے ایضاً شاہ عبدالعزیز کو
 شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ ابوطاہر مدنی سے اونکو اپنے والد
 شیخ ابراہیم کردی سے اونکو شیخ احمد قشاشی سے اونکو شیخ احمد
 شنامی سے اونکو سید غضنفر بن جعفر نروانی سے اونکو شیخ تاج الدین
 عبدالرحمن بن مسعود کا زرونی سے اونکو حافظ نور الدین احمد طاووسی سے
 اونکو محقق شریف سید علی جرجانی سے اونکو خواجہ علاؤ الدین عطار
 سمرقندی سے اونکو خواجہ بہاؤ الدین محمد نقشبند سے اونکو شیخ سلطان
 سے اونکو شیخ احمد مولانا سے اونکو شیخ بابا کمال حیدری سے
 اونکو شیخ مقتدی نجم الدین کبری سے رضی اللہ عنہم اجمعین ہنروان
 بروزن رہروان ایک شہر کا نام ہے کا زرون نام ہی ایک شہر کا

شیخ کبری نقشبندی
 ولادت کبریٰ شریف
 علامہ محقق جرجانی
 مدرس سمرقند
 جرجین اور قزوین
 شہر کبریٰ

خوارزم ایک شہر ہے مشہور ترکستان میں خجوشان بھقتین ایک
 شہر ہے نیشاپور میں ہیدوار باٹانی مچھول بروزن پیشواز ایک بہار
 کا نام ہے ولایت ماوراء النہر سے ختلان بفتح اول و سکون ثانی
 و ثالث بالف کشیدہ و نون زدہ نام ہے ایک ولایت کا مضافات کے
 بدخشان کے اب مشہور اوسکا نام کولاب ہے ہمدان بہ فحتمین ایک
 شہر کا نام ہے ایران سے وفات آپکی چھٹی ذی الحجہ ۶۸۷ سال سوستر
 ہجری میں اور قبر آپکی ختلان میں واقع ہے خزینۃ الاصفیاء میں تاریخ
 اعظمی سے مذکور ہے کہ اخیر کلام آپکا بسم اللہ الرحمن الرحیم تھا اور وہی
 آپکی تاریخ وصال بھی ہے قول دوم ہی قوی ہے سمنان بالکسر نام ہے
 ایک شہر کا کسرقی اسفرائی کسرقی بفتح کاف و کسرین مہلہ
 سکون راے مہلہ و کسرقاٹ ایک موضع ہے توابع اسفرائین سے
 جو رسانی بضم جیم و سکون و او و راے مہلہ و فا و فون معرب ہے جو رانی
 بضم جیم و سکون و او و راے مہلہ و باے عجی نام ہے ایک موضع کا
 طریقہ مذکور اس طریقے کے بہت شعبے ہیں اشہر ان شعبوں کا
 مغرب کے ملک بن شعبیہ مغاربہ ہے اور حضرموت میں شعبیہ عیدروسیم
 ہے سید عبد اللہ عیدروس کبیر کی طرف سے ہے پس ملی خلافت اطرلقیہ
 کی شاہ عبد العزیز کو شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ ابو طاسر مدنی سے

بیان طریقہ مذکور

بکرمیہ بن شعبیہ مغاربہ

اونکو شیخ الحرم بنی شیخ احمد نخلی اور شیخ عبداللہ بن سالم بصری سے اونکو
 شیخ عیسیٰ مغربی سے اونکو شیخ سعید بن ابراہیم جزائری مفتی سے
 اونکو شیخ المحققین سعید بن المقری سے اونکو ولی کامل احمد حجی و ہرانی
 سے اونکو شیخ الاسلام عارف باللہ سید ابراہیم تارمی سے اونکو شیخ
 طریقہ صالح موسیٰ زواوی سے اونکو شیخ سمر محمد بن مخلص سے اونکو
 شیخ مغلطائی بن فلیح سے اونکو ابو عبداللہ عریان سے اونکو اپنے
 والد شیخ جماعہ طویل سے اونکو شریف ابو محمد ناجوری سے اونکو قطب
 ابو محمد صالح سے اونکو قطب الطریقہ شیخ ابو محمد مدین مغربی سے رضی اللہ
 عنہم اجمعین زواوی نسبت ہی زواوہ کی طرف جو ایک بڑا قبیلہ ہی
 مدین بفتح میم و سکون دال حملہ و فتح تیا سے تحتانیہ و آخر نون اباب
 گائون ہی کہ جمین حضرت شعیب علیہ السلام تھے وفات آپ کی
 ۱۸۰ ہجری میں ہوئی جن ہی الیضاً شاہ عبدالعزیز کو شاہ
 ولی اللہ سے اونکو شیخ ابوطاہر مدنی سے اونکو شیخ احمد نخلی سے
 اونکو سید عبدالرحمن بن علی باعلوی سے اونکو سید عبداللہ بن علوی
 حداد سے اونکو سید محمد بن علوی نزیل مکہ سے اونکو سید عبداللہ
 بن علی صاحب الوہط سے اونکو شیخ بن عبداللہ عبیدروس مقبور
 احمد آباد سے اونکو اپنے والد سید عبداللہ بن شیخ سے اونکو اپنے

ابراہیم بن محمد بن
 ابراہیم بن محمد بن
 ابراہیم بن محمد بن

چچا سید ابوبکر عیدروس صاحب بن سے اونکوا اپنے والد قطب سید عقیف الدین عبد اللہ عیدروس
 کبیر صاحب شجہ عیدروس سے اونکوا اپنے چچا سید عمر محضار سے اونکوا اپنے والد سید
 عبد الرحمن بن محمد سقا ف سے اونکوا اپنے والد محمد بن علی مولی الد ولیہ سے اونکوا اپنے والد علی
 بن محمد سے اونکوا اپنے والد نقیہ مقدم محمد بن علی سے اونکوا شیخ عبد اللہ صالح مغربی
 اور شیخ عبد الرحمن مقعد مغربی سے ان دونوں کو شیخ مقتدی ابوبکر بن
 مغربی سے رضی اللہ عنہم اجمعین وہ طبع واد و سکون ہا آخر طار
 محمد ایک قریم ہی عدن کے نزدیک عدن بفتح تین ایک شہر ہی دریائے
 کنارے پر ملک یمن سے عیدروس لقب ہی حضرت سید
 عقیف الدین عبد اللہ کا بعد والی سب منسوب ہیں اونھیں کی طرف
 تحقیق لفظ عیدروس کی اس طرح ہی کہ اصل میں یہ عیدروس بہ تقدیم
 یاے تختا نے بر مشاۃ فوقانی شیر کے اسم سے ہی مشتق عترت سے
 اور عترت کے معنی گرفت کرنا درشتی اور شدت سے بعد ازان وہ لفظ
 عیدروس ہوا عین محلہ مکسور یا ساکن اور دال محلہ موقوف رائے مضمومہ
 و او ساکن سین محلہ موقوف تاے فوقانی دال سے بدل کی گئی آپکا
 لقب ہونے کی وجہ یہ ہو کہ ایک بزرگ کا وقت اخیر آیا تو اونکو خیال
 ہوا کہ سیکو اپنا سجادہ نشین کیجے مگر آزا کر تو اونھوں نے اپنے
 تصرف سے ابلیس کو پیکر انسانی میں عباد اور علماء پہنا کر مجلس میں

عیدروس

بٹھلا کر خلعت کو اس ار او سے سے اذن عام دیا کہ جو اسکو پہچانے
 وہ اس جاے کے لائق ہی بہت خدا شناس آئے مگر کسی نے
 نہ پہچانا ایک بیک ایک لڑکے کا او دھر سے گذر ہوا بیتاب او اس
 مجلس میں آیا اور ابلیس لعین کو پول پکڑ کیا خلعت کو حیرت ہوئی کہ
 اس لڑکے نے ایسے پریرد سے اس طرح کی بے ادبی کی اور صاحب
 محفل مانع نہ ہوا کیا سب ہی بیان تک کہ وہ کل خیالی شیطانی غائب ہوئی
 اور حیرت بڑھی بعد دفع ہونے او اس لعین کے لڑکے نے وہ راز
 ظاہر کیا کہ ابلیس کو سجادہ مشیخت پر دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا جو کچھ او کے
 ساتھ کرنا تھا کیا او اس بزرگ نے جوابات کہ بوڑھون میں مطلوب
 تھی لڑکے میں پائی اور او کو اپنا قائم مقام کر کے کلاہ و خرقہ عنایت
 کیا او اس دن سے او اس لڑکے کی ساتھ عیدوس کے شہرت
 ہوئی کہ سب خوف و دہشت شدت و درشتی سے دیو لعین پر حملہ کیا
 اور او اس لڑکے کا نام نامی عقیف الدین سید عبداللہ ہی رحمۃ اللہ علیہ
 پر مضمون ہی انتباہ اور ترغیب السالک الی احسن المسالک مصنفہ نواب
 محمد مصطفیٰ خان بہادر مرحوم دہلوی المخلص شیفہ و حسرتی کا
 مولد و مدفن آپکا بلدہ ترین ہی ملک حضرموت سے ولادت اللہ
 آٹھ سو گیارہ ہجری میں عشر پچپن سال کی آدرو فات عشر اول

ذی الحجہ ۶۶۷ھ آٹھ سو چھپسٹھ ہجری میں ہی محضاً ربکسریم و سکون حامی مہلہ
 و فتح ضاد مجہ آخرا سے مہلہ آپکا لقب ہی سبب سرعت حضور کے استغاثہ
 کے وقت سقا ف سین مفتوح قاف مشد مفتوح آخر قاف آپکا لقب ہی
 سبب مبالغہ کے اپنے ستر حال میں مولی الد ولیہ یعنی صاحب شہر
 کہنہ مقدم یعنی مقدم الترتیہ پہلے مقبرے میں آپکی زیارت کرتے
 ہیں بعد ازاں باقی سادات کی طریقہ شاذلیہ علی خلافت اس طریقے کی
 شاہ عبد العزیز کو اپنے والد شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ ابوطاہر بنی
 سے اونکو اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے اونکو شیخ احمد قشاشی
 سے اونکو شیخ احمد شنادی سے اونکو احمد بن قاسم علامہ اور ولی
 کبیر حسن اور شیخ ابراہیم علقمی اور محمد بن زین الدین سے ان سب کو
 شیخ الاسلام کمال الدین طویل سے اونکو علامہ محمد بن محمد بن جبرسی سے
 اونکو سید تاج الدین سبکی سے اونکو سید احمد بن عطاء اللہ الاسکندری
 سے اونکو احمد ابو العباس مہر سی سے اونکو قطب ابو الحسن شاذلی سے
 رضی اللہ عنہم اجمعین سبکہ ایک قریہ ہی ملک مصر میں مہر سی بضم
 اول و سکون ثانی و ثالث مہلہ ایک قریہ ہی ملک مغرب میں وفات
 آپکی اسکندریہ میں ۶۸۷ھ چھ سو چھیاسی ہجری میں ہی شاذلیہ
 بشین و ذال معجز ایک قریہ ہی افریقیہ کے قریب افریقیہ ایک بڑا شہر ہے

بیان طریقہ شاذلیہ

شیخ شاذلیہ

ملک مغرب میں وفات حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی قدس سرہ کی
 باتفاق اہل اخبار ۷۵۰ھ ہجری میں بعض نے چھپٹن بھی لکھے ہیں ہزار
 اکہا بند رختہ میں واقع ہے صاحب زینۃ الاصفیاء نے تاریخ رقم کی ہے
 سال تارخیش بقول اہل حق ۶۰۰ھ ابوالحسن عارف امام دین بخوان ۶۰۰ھ ایضاً
 شاہ عبد الغزیز کو شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ ابوطاہر مدنی سے
 اونکو شیخ احمد نخلی سے اور شیخ عبداللہ بن سالم سے اونکو شیخ عیسیٰ
 مغربی سے اونکو ابو عثمان سعید بن ابراہیم جزائری سے اونکو ابو
 مقری سے اونکو ابو العباس احمد حلی و ہرانی سے اونکو ابوسالم
 تازی سے اونکو صالح بن موسیٰ زواوی سے اونکو شیخ ابو عبد اللہ
 محمد بن محمد بن مخلص طبری سے اونکو شیخ علاء الدین مغلطائی سے
 اونکو سید زین الدین ابوبکر اور سید ابو عبد اللہ محمد بن سید ابوالحسن
 شاذلی سے ان دونوں کو قطب ابوالحسن شاذلی سے رضی اللہ عنہما
 ولادت شیخ علاء الدین مغلطائی کی ۷۵۰ھ چھ سو نو اسی ہجری
 اور وفات ماہ شعبان ۸۰۰ھ سات سو بائیس ہجری میں ہے
 طریقہ شطاریہ اس طریقے کا اس ملک میں ایک ہی شعبہ ہی
 شیخ محمد غوث گوالیری کی طرف سے اور حقیقت میں قبل شیخ محمد غوث
 کے یہ طریقہ چندان شہرت نہ رکھتا تھا اول جو شخص کہ یہ طریقہ ہندوستان

شیخ ابوالحسن شاذلی

بانی طریقہ شطاریہ

مین اوس سے جاری ہوا سو وہ شیخ عبدالمد شطارہ ہر اور جو اس طریقہ کو
 ابتدا کیا وہ شیخ خدا قلی ماوراء النہر ہی ہیں ملی خلافت اس طریقہ کی شاہ عبدالعزیز
 شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ ابوطاہر مدنی سے اونکو شیخ ابراہیم کرمی سے
 اونکو شیخ احمد قشاشی سے اونکو شیخ احمد شناوی سے اونکو سید صبغۃ اللہ
 بھڑوچی سے اونکو شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی سے اونکو حضرت شیخ
 محمد غوث گوالیری سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وفات حضرت سید
 صبغۃ اللہ کی مدینہ منورہ میں ۱۰۵۸ھ ایک ہزار پندرہ ہجری میں ہی گوالیر
 ایک شہر ہی مضافات سے اکبر آباد کے وفات آپ کی پندرہویں ماہ
 رمضان ۱۰۵۸ھ نو سو ستر ہجری میں مدت عمر آپ کی انسی سال کی تھی
 قبر آپ کی گوالیر میں مشہور و معروف ہے اور غوث بے لوث آپ کی
 نارنج ہی ایضاً شاہ عبدالعزیز کو شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ ابوطاہر
 مدنی سے اونکو شیخ احمد غفلی سے اونکو سید سیر کلان سے اونکو شیخ
 عیسیٰ سندھی برہان پوری سے اونکو شیخ شکر محمد سے اونکو شیخ
 محمد غوث گوالیری سے رضی اللہ عنہم اجمعین وفات حضرت شیخ شکر محمد
 عارف کی برہان پور میں دوم ماہ شوال ۱۰۶۳ھ نو سو تیرا نوے ہجری میں ہی
 ایضاً شاہ عبدالعزیز کو شاہ ولی اللہ سے اونکو شیخ محمد سعید لاہوری
 سے اونکو شیخ محمد اشرف لاہوری سے اونکو شیخ عبدالملک سے

شیخ شطارہ مدنی
 وفات سید صبغۃ اللہ
 شیخ شطارہ مدنی
 وفات حضرت محمد غوث
 شیخ شطارہ مدنی
 وفات حضرت شکر محمد
 شیخ شطارہ مدنی
 وفات حضرت عارف
 شیخ شطارہ مدنی
 وفات حضرت عبدالملک

[illegible]

وہابی



اورنگو شیخ بابرید ثانی سے اورنگو شیخ وجیہ الدین علومی گجراتی سے
 اورنگو شیخ محمد غوث سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین گجرات ایک ملک
 ہی توابع ہندوستان سے وفات حضرت شیخ وجیہ الدین علوی
 گجراتی کی غزہ ماہ صفر ۹۱۸ھ نو سو اچھانوے ہجری میں اور مزار آپ کا
 شہر احمد آباد گجرات میں مشہور ہے فیض حق آپ کی تاریخ ہی گلزار ابرار
 کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ ولادت آپ کی ۸۲۰ھ ہجری میں اور عمر
 نو و پنج سال کی اور وفات ۹۱۸ھ نو سو ستانوے ہجری میں ہی
 واللہ اعلم جاننا چاہیے کہ طریقہ شطاریہ منسوب ہے حضرت
 شیخ عبدالہ شطار کی طرف لفظ شطار کے معنی تیز رو کے ہیں
 اصطلاح صوفیہ میں علم شطار شغل باطنی کو کہتے ہیں کہ اس کے کسب سے
 مرتبہ فنا فی اللہ کا اور بقا باللہ کا حاصل ہوتا ہے جب شیخ عبداللہ نے
 شغل شطاریہ کو بریاضت تمام انجام دیا تو اس اسم سے موسوم ہوئے
 یعنی آپ کے مرشد شیخ محمد علیہ الرحمہ نے شطاری می مخاطب کر کے خرقہ
 خلافت سے سرفراز کیا اور گلزار ابرار کے مصنف یوں لکھتے ہیں کہ پیر
 ابن سلسلہ راشطاری ازان خواندہ کہ در سلوک شاہراہ طریقت از مشایخ
 دیگر خانوادہ تیز تر و گرم رو تر اند چنانکہ گفتہ اند اول قدم البشان و نہایت
 قدم دیگر و البشان کے معلوم رہے کہ اسما ان طریقہ کے بزرگوں کے

او نگو خواجہ حبیب عجمی سے او نگو خواجہ حسن بصری سے او نگو سیدنا
 امیر المومنین علی ابن ابوطالب کرم اللہ وجہہ سے او نگو حضرت محمد مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے اگر غور کیا جائے تو شاید اور بھی
 شعبے نکل سکیں **سبحان اللہ** حضرت کی ذات بھی کیا جامع الکمالات
 تھی بھو اسے کلام عارف گرامی مولانا جامی قدس سرہ سے ہرچہ اسباب
 جمال ست رنخ خوب تر ہے ہمہ بروجہ کمال ست کمالا یخفی، **فایده جلیلہ**
 اوسے کتاب بین مرقوم ہے۔ **بابیدالنت** کہ یکے از نعم خداے تعالیٰ
 بر امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلامات آنت کہ تا امروز سلسلہ
 ایشان تا حضرت پنیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح و ثابت است اگرچہ او اہل
 امت را با و اخراست در بعضے امور اختلاف بودہ باشد پس صوفیہ ارتباط ایشان
 در زمین اول بصحبت و تعلیم و تادب بہ آواب تہذیب نفس بودہ است نہ بحرقة
 و معیت و در زمین سید الطایفہ جنید بغدادی نے رسم خرقة ظاہر شد و بعد
 از ان رسم بہجت پدید آگشت و ارتباط سلسلہ ہمہ این امور محقق است و اختلاف
 صور ارتباط ضرر نمی کند و خرقة و بہجت را اصلی بہت از سنت سنہ
 تا خرقة پس اصلش الباس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت عم امہ را
 بعد الرحمن بن عون در قستیکہ امیر لشکر گروانید اما بہجت پس وجود آن
 اہل بیتا آن از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستفیض یقینی است کمالا یخفی

فایده جلیلہ
 علم بختہ نورانی
 کتب ہمارے واسطے
 نظام و تدبیر
 راز و نیاز شاہ خباب
 عبد الرحمن کے سوا اور
 صاحب بھی نظر کرنا
 عامہ غیر دربار
 بین غائب و شہید
 و دوزخ الجنہ لایک
 ان فاضل مہمان حد
 نام اور عرف کے

بدخول در سلسلہ صالحین آن نیز عام است و تبعیت تحکیم کہ شیخ زاد رسولک طریقت
مجاہدہ بر خود حکم سازد و بجد تمام این راہ را سلوک نماید و این مخصوص باصحاب
ارادت است انتہی۔ اور انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں جسے سلاسل
طریقت مذکور ہیں ویسے سلاسل علم حدیث و حقائق و سلوک بھی مسطور ہیں
یعنی ان علوم کی ہر یک کتاب کی سزا و سکہ مصنف تک درج ہی ملے اور
علوم ظاہر کے اسناد مندرج نہیں اس واسطے بیان قول الجلیل اور
امم لا یقاظ الہم اور امنو فوج العلوم سے لکھے جاتے ہیں
علوم ظاہر منجملہ تفسیر و حدیث اور فقہ و عقاید اور صرف و نحو اور کلام و اصول
و منطق وغیرہ پڑھا حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی نے اپنے والد پیر
حضرت شاہ ولی اللہ اور شاہ محمد عاشق بھلتی اور بابا فضل اللہ کشمیری وغیرہ
سے یہ دونوں بزرگ عمدہ شاگرد ہیں حضرت شاہ ولی اللہ کے اور حضرت
شاہ ولی اللہ نے پڑھا اپنے والد و مرشد شاہ عبدالرحیم سے اوغھون نے
چھوٹی کتاب میں اپنے بھائی ابورضا محمد سے اور بڑی کتاب میں جناب
میرزا ابھرو دی سے جو مصنف ہیں حواشی مشہورہ کے اوغھون نے
میرزا فاضل سے اوغھون نے ملا یوسف کو سچ سے اوغھون نے میرزا آجانب
وغیرہ سے اوغھون نے محقق ملا جلال الدین دوانی سے اوغھون نے
اپنے والد سعد الدین سعد صدیقی دوانی اور محی الدین محمد انصاری کو شگناری

باب اسناد علوم
امم لا یقاظ الہم
مصنف ہر کتاب
شیخ اشعش
ابو عبد اللہ
اور توفیق العلوم
کتاب جناب جلال الدین
دوانی کی مشرت
علیہ السلام

اور خواجہ حسن شاہ بقال وغیرہ سے یہ تینوں بزرگوار ارشد تلامذہ سے ہیں
 سید شریف زین الملت والدین علی علامہ جرجانی کے اور محقق جلال الدین
 پڑھا تلامذہ سے علامہ سعد الدین نفتازانی کے بھی حجتہ اللہ علیہم اجمعین
 اور سید شریف زین الدین علی علامہ جرجانی نے پڑھا علوم عقلی محقق
 قطب الدین محمد رازی سے اوٹھون نے علامہ قطب الدین محمود بن مسعود
 بن مصلح شیرازی سے اوٹھون نے نصیر الدین طوسی سے اوٹھون نے
 فرید الدین داماد نیشاپوری سے اوٹھون سید صدر الدین سرخسی سے اوٹھون
 نے افضل الدین عیلابی سے اوٹھون نے ابو القباس ملوکری
 سے اوٹھون نے شیخ الرئیس ابو علی حسین بن عبد اللہ بن
 سینا دون علوم عقلی سے وفات میرزاہد ہروی کی ۷۸۰
 گیارہ سو ایک ہجری میں ہی اور مدفن شہر کابل وفات
 ملا جلال الدین دوانی کی ۸۰۰ نو سو نو ہجری میں ہی بعضوں نے نو سو
 سات یا آٹھ بھی لکھا ہی مولد و مدفن آپکا دواں ہی وفات
 سید شریف زین الدین علامہ جرجانی کی ۸۱۶ آٹھ سو سولہ ہجری میں ہی
 جرجان بروژن سلطان ایک شہر کا نام ہی دارالملک استراباد سے
 ولادت سعد الدین سعد بن عمر نفتازانی کی قریہ نفتازان میں ماہ صفر
 ۸۲۲ سات سو بائیس ہجری میں اور وفات روز دوشنبہ

سید علوم عقلی

دوران بروژن
 دوران نام ہریک
 دیکھا کا زردن
 ۱۲
 بنی آٹھ سو
 اٹھارہ جی آٹھ
 بن

۸۵۰
 جرجان سویدہ
 گرگان کا اور

سرخس بفتح اول
و ثانی سکون
خالت و بیج
نام بر یک شکر
خراسان ستار

بانیسویں محرم ۹۲۰ء سات سو بیانوے ہجری میں ہی بعض نے
نود و یک بھی لکھا، ہی شہر سمرقند میں وہاں سے نقل کر کے سرخس
میں بروز چار شنبہ نوین جمادی الاول کو دفن کیا وفات قطب الدین
محمود شیرازی کی شہر تبریز میں بروز یک شنبہ سترھویں ماہ رمضان ۸۲۰ء
سات سو دس ہجری میں ہی وفات نصیر الدین طوسی کی ماہ ذیحجہ

ایٹھارویں تاریخ ۸۲۰ء چھ سو بہتر ہجری میں ہر
مدفن بغداد شریف وفات شیخ
الرئیس ابو علی سینا کی ۸۲۰ء چار سو
ستائیس ہجری میں ہر مولد
شہر بخارا میں اور مدفن
شہر ہمدان ہی



مقالہ ششم در حالات خلفاء

اکثر حال اس مقالے کا آثار الصنادید سے مسطور ہی اور کے سوا جو کیفیت

ہی اور سمین راوی کا نام وغیرہ مذکور ہے

مقبولانِ رگاہ صد حضرت شاہ سید احمد صاحب شہید قدس سرہ

جناب ہدایت مآب مظهر انوار نبوی منبع آثار مصطفوی سلالہ خاندان صلب طاہر

سید الاولیا اعمی سیدنا علی مرتضیٰ - نقادۃ دودمان سبط اکبر

سند الاصفیا اعمی حسن مجتبیٰ قدوہ اصحاب شریعت زبدۃ ارباب طریقت

سراج المجبین تاج المحبوبین الامام الاوحد السید احمد طاب اللہ ثراہ وجعل الخیرۃ

مشواہ ابن سید محمد عرفان ابن سید محمد نور ابن سید محمد حمیدی ابن سید محمد

ابن سید محمد فضیل ابن سید محمد معظم ابن سید احمد ابن سید محمود ابن سید

علاء الدین ابن سید قطب الدین ابن سید صدر الدین ابن سید زین الدین

ابن سید احمد ابن سید علی ابن سید قیام الدین ابن سید صدر الدین ابن

سید رکن الدین ابن سید نظام الدین ابن سید قطب الدین محمد الکریم

ابن سید رشید الدین احمد الدافع ابن سید یوسف ابن سید عینی ابن سید

ابن سید حسین مکشی بابی الحسن ابن سید جعفر ابن سید فاسم ابن سید

ابو محمد عبداللہ ابن حسن الاعور النقیب الجواد ابن محمد الثانی ابن ابو محمد

عبداللہ الاشتر ابن ابو محمد صاحب النفس الزکیۃ ابن عبداللہ المحض ابن حسن منشی

سید محمد

ابن حسن مجتبیٰ ابن امیر المؤمنین علی وسیدہ الفسار فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما
 خلیہ بلند قامت سرخ و سفید رنگ ریش و بروٹ سیاہ قوی ہیکل پیوستہ
 ابرو خندان رونمایت حسین و جمیل کمال درجے کے خلیق سادات عظام اور
 شایخ کرام سے تھے موطن اصلی آپکا راسی بریلی ہی حکیم عبدالقادر غافل
 علیہ الرحمہ شاہ جہان پوری نقشبندی مجددی منجملہ خلفائے طریقیہ منظر ہونے کہا
 کہ سید محمد علم الد صاحب قدس سرہ جو آپ کے اجداد میں بہن بڑے اولیا
 کرام سے اور نہایت متبع سنت مصطفویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے اور ہم عصر
 حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے جب آپ نے دختر کے نکاح کا
 ارادہ کیا تو تلاش ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اوصیہ وسلم نے تولدی بی
 خاتون قیامت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جیمیز میں ایک باٹ چلی کا دیا تھا
 مگر معلوم نہیں کہ اوپر کا تھا یا نیچے کا اوسکی تحقیق کے واسطے مدینہ منورہ کو
 تشریف لگئے وہاں بعد تحقیق جس طرح ثابت ہوا اوسی طرح اگر دختر نیک
 کا جیمیز دیا آوایل حال میں حضرت سید احمد صاحب شوق طالب علمی میں موطن
 دارو شاہ جہان آباد ہو کر حضرت بابرت مولانا عبد القادر علیہ الرحمہ
 کی خدمت سراسر افادت میں حاضر ہو کر اکبر آبادی مسجد میں فروکش ہو
 اور صرف و نحو میں فی الجملہ سواد حاصل کیا از بسکہ ذوق و دلچسپی اور سکیطہ
 میں بھرتا تھا اکثر خدمت مسجد اور اوس مقام کے وار دون خصوصاً درویشان

بہرین

ابن حسن مجتبیٰ
 علیہ السلام
 ابن حسن مجتبیٰ
 علیہ السلام
 ہوا شاہ جہان آباد
 صاحب کی خانقاہ
 میں مدون بہن
 مدینہ منورہ

ابو علی

پاک طبنت کے جو دور و دراز سے تحصیل علم باطن کے شوق میں جناب لانا
 عبدالقادر صاحب مغفور موصوف کی خدمت میں حاضر رہتے خاطر داری اور سرانجام
 مہام میں ایسے بدل سرگرم ہوتے گویا اس امر کو اہم امور سمجھے ہوئے تھے اور
 اس زمانے میں بھی اپنی اوقات عزیز کو طاعت الہی میں ایسا مصروف کیا تھا کہ
 گوشہ نشینوں سے بھی اس طرح کی حضور قلب سے ظہور میں نہ آتی اکثر مولانا مغفور
 علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ اس بزرگ کے احوال سے آثار کمال ظاہر ہوتے ہیں
 اور اودہ اس سعادت منش کا ترقی مدارج علیا کا قابل نظر آتا ہی اوسی اثنا میں گروہ
 علیا انام اسوۃ اولیا عظام جامع کمالات ظاہری و باطنی مولوی معنوی
 خادم حدیث شریف نبوی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی
 قدس سرہ العزیز سے بیعت کا ارادہ کیا جب انکی خدمت کثیر البرکت میں
 حاضر ہوئے تو حضرت ممدوح نے کہ انکے حالات سے واقف تھے فرمایا کہ اگرچہ
 حق جل و علا نے اس صوف باطن کو خستیاں طریقہ رشد و ہدایت کے باب میں واسطے
 کا محتاج نہیں رکھا مگر اہل ظاہر کے نزدیک ہر چیز کے واسطے ایک سبب ضرور
 ہی رفع حجت کے واسطے کچھ مضایفہ نہیں بچھ آئے مولانا سے موصوف طریقہ
 نقشبندیہ میں بیعت کی توجہ اور تربیت سے حضرت کی بہرور ہوئے
 بعد چند مدت کے سفر اختیار کیا از بسکہ مقامات عالی روز بروز کھلتے جاتے
 تھے اور مراتب علیا آنا آنا ترقی میں تھے اس دولت بے زوال سے اہل ظاہر کو

مولانا شاہ

بہرور

آگاہی ہوتی چلی اور ہر طرف سے لوگوں نے ہجوم کیا کسی نے بیعت اور کسی
 نے ہوا سے حاجت سے سوال کرنا شروع کیا چونکہ اخفا ہے حال اور ستر احوال
 منظور تھا خیال میں یہ آیا کہ اگر اہل دنیا کے لباس سے ملبس ہو کر علم باطن کی
 تحصیل اور تکمیل کی جگہ تو یہ ہجوم عوام کا جمعیت اوقات میں خلل انداز نہ ہوگا اس
 خیال سے ٹونک کی طرف تشریف لیگئے اور نواب میر خان مغفور کی رفاقت میں
 چند سے بسر کی از بسکہ شجاعت اور جو اندری سادات صحیح لہنس کا جوہر ہی
 اوس اثنا میں ترددات عظیمہ آپسے ظاہر ہوئے اور اکثرین کو ہدایت کی راہ
 بھی آپسے حاصل ہوئی جب اس عرصے میں جمیع مراتب کی تکمیل ہو گئی آپ ترک دنیا
 کر کے پھر شاہجہان آباد میں تشریف لائے اور مسجد اکبر آبادی میں وارد ہوئے
 ایک حجرے میں اوس مسجد کے آٹھ پہر دروازہ بند کر کے یاد الہی میں مشغول
 میسر حسن علی عرف شاہ جی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ آپ
 فقط بوقت نماز باہر تشریف لائے نماز جماعت سے ادا کر کے پھر حجرے میں
 چلے جاتے اور حضرت پیر و مرشد یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ ہر ہفتہ میں
 ایک بار پہر سوا پہر دن چڑھ وہاں آتے اور آپ حجرے سے باہر نکلتے دو لوگ
 بزرگوار آفتاب مہتاب کے مانند صحن مسجد میں چند سے جلوہ افروز رہتے اور
 وہی وقت ہمارا ارشاد و تعلیم کا ابدہ جناب مولانا صاحب مکان کو تشریف فرما ہوتے
 اور آپ حجرے میں چلے جاتے جب تک آپ اوس مسجد میں تشریف رکھتے تھے

و وقت حضرت مولانا سے میرے مکان سے روٹی اور ٹھیلیاں پانی آپ کے واسطے
 جانا تھا چنانچہ یہ خدمت خاص شاہ جی صاحب موصوف کے ذمہ برہنہ اور کبھی
 ابھی شاہ عبدالقادر صاحب جو فی حیدر آبادی بھی یہ خدمت بجالانے تھے انتہی
 اس اثنا میں مولانا عبدالقادر صاحب علیہ الرحمہ کا انتقال ہو چکا تھا اور مولوی
 محمد سمیع شہید علیہ الرحمہ فایم مقام علوم رہی کے درس تدریس میں مصروف
 تھے اور اہل باطن کی طرف چندان ملقت نہوتے تھے جب اس دفعہ آپ کی
 تشہیف فرمائی سے مردم شہر میں ایک غلغلہ مچ گیا تھا اور طالب فیض باطن کی
 کثرت سے ہجوم کرنے لگے ایک بار مولوی صاحب موصوف نے با تعلق مولانا
 عبدالحی علیہ الرحمہ کے آپ کی خدمت بابرکت میں جا کر عرض کیا کہ ہکو نماز حضور قلب
 سے کبھی میری نمونی اگر آپ کی ہدایت سے یہ امر حاصل ہو جائے تو عین مدعا ہر
 آپ کے کشف باطن سے معلوم کیا کہ یہ طریق امتحان باطنی کتنے میں قسم
 کیا اور فرمایا کہ مولانا آج شب کو اس تجربے میں تشریف لائے شاید یہ بات
 ظہور میں آجائے اور کئی زیادہ استعجاب ہوا اور شب کو وہ دونوں صاحب شریف
 لیگے حضرت نے اپنے سامنے دو ٹکڑے نماز میں کھڑا کیا جب نماز پڑھوا چکے
 تو فرمایا کہ اب جہاد لیت بانہ دو ایک ایک دو گانہ عطا ہوا اگر یہ سب کچھ
 ہو سکے تو اس طرح استغراق ہوا اور رکعت ہی میں شب بسر ہو گئی جب فیض
 باطن مشاہدہ کیا تو صبح کو دو وزن صاحبوں نے بیعت کی اور بیان کیا کہ آپ کی

بزرگیت مولانا
 شہید علیہ الرحمہ
 عبدالحی علیہ الرحمہ
 عیضا

بکفش برواری میں حاضر رہے کہ کفش برداری کو فخر جانتے تھے چند روز کے
 بعد آپ نے فرمایا کہ مولانا مشیت اللہی میں یہ ہر کہ تمکو تکمیل اس علم کی اور تمہیں ان
 میراث کی سفر میں حاصل ہو اور انکو ہمراہ لیکر مکہ معظمہ کا سفر کیا شاہ جی صاحب
 جو اس سفر میں ہمراہ رکاب تھے کہتے ہیں کہ سات سو ستر آدمی کو اس کے
 مایحتاج کے سکنفل ہو کر ہمراہ لیے بریلی اور گھنٹو اور گانپور اور لالہ آباد اور بنارس
 وغیرہ ہوتے ہوئے کلکتہ میں تشریف لائے انسانی راہ میں لاکھوں آدمی کیا
 مولوی کیا مشایخ آپ سے بیعت کیے جو آپ سے ملتا تھا نہایت معتقد ہوتا تھا
 اور اپنے مقاصد دلی حاصل کرتا تھا کہ آباد کے بڑے نامی مشایخوں سے
 شاہ اجل کے دایرے والے بہت سے بیعت کیے کلکتہ میں تین ماہ کے
 قریب رہے انتہی اور آپ جو ترویج رسوم شرعیہ اور امر بالمعروف بہت
 کرتے تھے منہایت کارواج قدوم سعادت لزوم کی برکت سے اکثر اطراف سے
 اونٹن گیسٹا طرفہ یہ ہر کہ شہر کلکتہ میں جب تک آپ تشریف رکھے شراب مطلق
 نہ بکنے پانی کلال خانہ بن رہا اور اس نواح میں آپ کے مریدوں کی کثرت
 لاکھوں سے گزر گئی اور آپ کے اکثر خلفا کو قطب اور اتاد کا مرتبہ حاصل ہوا
 مولوی عبدالاحد ابو سعد نے جو مولوی عبدالکریم کے استفتا
 مستضمن مسئلہ وحدۃ الوجود کا مسئلہ بارہ سو یا بیس ہجری میں جواب لکھا کہ
 اور وہ طبع بھی ہوا ہی اور یہیں مرقوم ہے کہ حضرت سید احمد صاحب قدس سرہ کے

برکت
 اور اس قدر

اور

اور

مفتی الہی بخش ساکن کاندلہ شاگرد رشید حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ جنھوں نے
 شان توان دفتر مثنوی مولانا روم قدس سرہ کا لکھا ہے اور اس کا قصہ مقالہ دوم میں مذکور
 ہو چکا اور اسی ساتویں دفتر کو اختتام کہتے ہیں جو شرح بحر العلوم وغیرہ کے
 ساتھ طبع ہوا ہے شروع اس کا یہ ہے جذب ذوق و شوق مولانا صاحب
 می کشدار اسوے اختتام، اختتام مثنوی معنوی، میکشدار از براہ مستوی
 می تراود خود بخود از لب سخن، انچه خواہی امی خیار الدین بکن، اور جناب
 مولوی مفتی الہی بخش صاحب موصوف نے ترجمہ بھی مثنوی کا شروع کیا تھا
 ہزار شعر ہو چکے تھے کہ آپ کا انتقال ہوا اور اس کی ابتدا یہ ہے
 سنیوئی سے کیوں حکایت کرنی ہے، اور جدائی سے شکایت کرنی ہے،
 جب سے کی ہو کاٹ کر بن سے جدا ہے جسکے مونہ لگتی ہی نالان ہی سدا ہے، بعد ازاں
 آپ کے فرزند ارجمند مولوی ابوالحسن صاحب نے ترجمہ ایک ہزار شعر کا اور لکھا کہ انکا
 بھی انتقال ہوا مفتی صاحب معزز کا مقولہ مشہور ہے کہ حضرت آج تک جو ساٹھ برس
 سے پتیا تھا سو وہ دنیا ہی تھا اب آپ کی توجہ سے پیدا ہوا اور حضرت
 مسید احمد صاحب کی تعلیم برداری کو اپنا شرف جانتے تھے حاجی شاہ عبدالرحیم
 ولایتی شہید میاں حاجی شاہ نور محمد جھانوسی درینو لا ان بزرگ سے آپ کا طریقہ
 عرب اور ہند میں نسبت اور خلفاء کے ثبت جاری ہے چنانچہ خدا آگاہ مولوی
 حاجی امداؤ اللہ صاحب کہ اللہ تعالیٰ فی الحال جو نیکو معظّمین حاضر ہیں وہ آپ کے

مولوی بخش
 کاندلہ

مولوی بخش
 کاندلہ

خليفة ہن اور اوسنے خلفاء ہند وستان میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور
مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی وغیرہ خلقت کی ہدایت میں مصروف ہن میانہ
شاہ نور محمد کو حاجی عبدالرحیم شنید و لاہی سے بھی اول خلافت بھی اجدہ حضرت سے
حاصل کی اور رشید موصوف کو دوسرے بزرگ سے بھی طریقہ حاصل تھا مگر تکمیل
کمال حضرت سید صاحب مکی خدمت عالی میں ہوئی اور منصب شہادت آپ ہی کے رکھا
میں بابا کتاب ضیاء القلوب مصنفہ مولوی حاجی ادا داد اللہ صاحب موصوف سے
بھی یہ مضمون کچھ ثابت ہوتا ہی مولوی حاجی سخاوت علی جوہری مولوی کرامت علی جوہری
صاحب مفتاح الجنۃ مولوی شجاع علی عظیم آبادی مولوی فخر الدین صاحب سہارنپوری
مولوی نصیر الدین دہلوی داماد مولانا اسحق صاحب مولوی خرم علی بلہوڑی صاحب تصانیف
کثیرہ مانند غایۃ الادطار شرح در المختار و تحفۃ الاخبار شرح مشارق الانوار
وشفاء العلیل وغیرہ مولوی سید اولاد حسن قنوجی بابا عبدالقدوس کشمیری
مولوی شہاب الدین ساکن بنالہ میان فضل سیالکوٹی امام الدین حافظ محمد صدیق
صوفی نور محمد سید عبداللہ ولد سید بہادر علی مولوی اکرام الدین دہلوی صاحب تفسیر
سورہ فاتحہ مولوی عبداللہ بنارس مولوی شاہ طہف اللہ سلونی انکو جاب سیدنا
نے اپنا تاج عنایت کیا تھا کلکتے کو جاتے وقت بریلی میں اپنے قائم مقام
کر کے فرمایا کہ جو کچھ پوچھنا ہو سو اسے پوچھے مولوی نظام الدین دہلوی
قاضی یوسف مرکنی مولوی عبدالعلیم ہر دو ساکن بمبئی مولوی شیخ جیون مولوی عبدالحلیم

[illegible]

کچھ علاقہ نشین مرفقوی دین کے موافق میراجاری ہی ہو گیا یہ بھی تم لوگوں کو علم آئے تک
جب تم دین کے علم سے واقف ہو گے تم ہی فتوا دینا اور میں خود تمہاری رکاب میں
حاصل کلام جو شیت ایزد میں تھا وہ ہوا اور انھیں خلفائے دسترخوار کو سندھ
اور بلوچستان کی طرف روانہ کیا تھا ترکستان وغیرہ سے نامے فرمان بردار
اور طاعت فی سبیل اللہ کے آئے تھے اور کاغان کا حاکم سیدی اکبر شاہ نے
اپنی دختر کو حضرت سید صاحب کی خدمت میں روانہ کر کے نکاح میں دیا چنانچہ
وہ بی بی اب تک ٹونک کے قافلے میں بقید حیات ہیں والی ٹونک تمام وجہ سے
خدمت گزار رہی اور ہندوستان وغیرہ میں بھی آپ کے خلفائے بہت فیض ہوا
لاکھنؤ آدمی واصل الی اللہ ہوئے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ
نے اپنے خاندان کے تمام صفار و کبار کو جناب سید احمد صاحب بیعت
کروائی تھی وقت روانگی مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً و تعظیماً آپ کے حضرت مولانا سے معزز
بذات خود دہلی کے باہر تک تشریف فرما ہو کر رخصت کیا تھا یہ سفر ماہ شوال یا
ذیقعدہ ۱۳۶۷ سن بارہ سو چھتیس ہجری میں واقع ہوا تھا الحاصل کہ معظمہ میں
قریب چار ماہ کے اور دہنہ منورہ میں زیادہ چالیس دن سے رہ کر حج اور عبادت
زیارت سے مشغول ہوئے وہاں بھی خلعت خدا کو آپ کی ذات فایض البرکات
سے اور آپ کے خلفائے بہت فیض حاصل ہوئے انتہی مولوی عبداللہ ابو سعید
لکھتے ہیں (چنانچہ عبداللہ سراج جو اوس وقت کے مکہ معظمہ میں شیخ العلماء تھے

کربلا
ہندوستان

مولانا محمد اسماعیل شہید کے روبرو دوزخ و آفتاب ٹھکرانے پر شبہات علمی پوچھتے تھے
اور خصوص علم مناظرہ مولانا شہید ہی سے دیکھا ہی انتہی پھر جناب سید احمد رضا
رحمات اللہ علیہ ہندوستان کو تشریف لائے اور کشف باطن سے معلوم ہوا تھا کہ آپ کو
بح اکثر مومنین پاک عقائد کے سعادت شہادت حاصل ہونے والی ہی مولانا اسماعیل
اور مولانا عبدالحی کو اجازت ہوئی کہ اطراف ہندوستان میں وعظ کرو اور بیشتر
جہاد اور فضیلت شہادت بیان کرو چہرہ پر یہ اسکا نشانہ جانتے تھے اور پی
نہ لبلبے تھے کہ اس ارشاد کا سبب کیا ہے مگر چونکہ مرید باخلاص تھے سر مو تاج و
نکلیا اور فرمان بجالائے ان کے وعظ سے لاکھوں آدمی شاہ راہ ہدایت پر آئے
اور شوق ماہر الحق دل میں جم گیا اور جہاد کی فضیلت و مہنوں میں بیٹھ گئی اور خود
بخود چاہنے لگے کہ اگر جان و مال راہ الہی میں صرف ہو تو عین سعادت ہے
بعد ازیں ان بزرگوں کو حضرت نے لکھا کہ اب ہمارے پاس چلے آؤ یہ تو جان نثار تھے مجھ
حکم کے مشتاقین وعظ کو نیم جان چھوڑ کر خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور
آپ ان کو ہمراہ لیکر کوہستان کی طرف چلے گئے اور یہ مہنوں اس منشا سے
واقع تھیں جب پنجتار میں وارد ہوئے تو قوم افغان بالکند و خوش کام نہیں
حضرت کے ایسے متقد ہوئے کہ آپ کے ہاتھ پر بیعت امامت کی اور عہد کیا کہ اگر حضرت
جہاد کریں تو ہم سرفروشی پر حاضر ہیں آپ نے سکھوں کی قوم پر جہاد قائم کیا مگر ہندو
اس خبر کے سننے سے اطراف و جوانب بکراہی ہوئے اور سوا قوم افغان کے

مولانا محمد اسماعیل شہید کے
رہنمائی و ہدایت میں
مستعد ہوئے اور
جہاد میں حاضر ہوئے

مردم ہندوستانی جو وہ پندرہ ہزار جمع ہوئے اور خطبہ آپ کے نام کا پڑھا گیا
 دُور دورِ امام ہو گیا چند منفرات تک عشر جو طریقہ اسلام میں ایک نوعِ خراج کی ہر
 آپ کے پاس آنے لگا پشاور اور بعض دوسرے مکان سکھ کی عملداری سے نکل کر
 غازیان اسلام کے تصرف میں آگے سکھوں کے باوجود اس شوکت و شان
 ظاہری کے آپکا ایسا ربّ لین پیٹ گیا کچھ ملک دینے پر راضی ہوئے سچ ہی
 مصرعِ ہیبت حق است این از خلق نیست، لیکن حضرت کو ترویج اسلام منظور
 تھی قبول کیا کئی سال تک عیسے پانچ سال کامل ہی سلسلہ چلا گیا چار لڑائیاں بڑی
 بڑی کہ جبین غازی بھی اکثر بے بن بچیں ہزار سے زیادہ ہوتے تھے فتح ہوئیں
 اور یہ لڑائیاں اس ضابطہ کی تھیں کہ کسی کی جماعت سے نماز قضا نہیں ہوتی تھی
 اور مولوی عبدالحی علیہ الرحمہ نے بیماری جیسی سے سفر آخرت اختیار کیا اور یہ وقت
 ہشتم ماہ شعبان ۱۲۳۳ھ ہجری میں بروز یکشنبہ بعد طلوع آفتاب ضلع صاوموضع خارا
 میں ہوا اور اخیر کلمہ آپ کی زبان پر الحقنی بر فوق الاعلیٰ تھا جو آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی زبان مبارک پر جاری ہوا تھا بعد اسکے جو کہ قوم افغانہ بندہ زبردور
 نہایت طامع ہیں سکھوں کی احوال سے آپ سے منحرف ہوئے اور عین معرکہ
 جنگ میں دغا کی اور آپ نے اکثر اہل ہمت کو پیشتر ہی رخصت کیا تھا ازبک
 مشیت الہی میں دولتِ شہادت آپ کے نصیب میں تھی قریب بالاکوٹ کے
 کہ ایک طلوع ہوا اور میں حضرت نے مولوی محمد اسماعیل اور اکثر سونین صاف

وفات مولانا عبدالحی علیہ السلام

ماہ شعبان ۱۲۳۳ھ
 چنانچہ ان کی شہادت ہوئی
 بسا احوال سے

اعتقاد کے ایک ہی دن شہادت پائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ
 شاہ جی صاحب فرماتے ہیں کہ بالاکوٹ سے تین کو سس پر حضرت کے
 اور مولوی محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہما کے دونوں مزار کچی مٹی کے بنے ہوئے
 ہیں دونوں مزاروں کے درمیان ایک چبوترہ گنج شہیدان کا ہی یہ مزار ہیں
 اور چبوترہ شیر سنگہ و لدر نجبت سنگہ کا بنایا ہوا ہے کہ اوسے سے اخیر جنگ ہی
 تھی اور رنجبت سنگہ نے تین ہزار روپیہ سالانہ کے دیہات و بان کے مصارف
 کے واسطے مقرر کر دیے تھے انگریزوں نے بھی اب تک جاری رکھا ہے حاکم وقت
 کی طرف سے وہ رقم سالانہ مصارف میں صرف ہوتی ہے اور ایک خادم و لاہی حضرت کا
 و بان متولی ہے اور اسکو بھی معاش اوسے رقم سے حاکم نے مقرر کر دی ہے جو معتقد
 پاک اعتقاد و بان جاتے ہیں اپنے اپنے مقاصد پاتے ہیں سلسلہ فیضان
 باطن کا الی الان ہے وَلَا تَحْزَنْ اَلَّذِیْنَ قَتَلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَانًا
 بَلْ اَحْبَبَ اِلَیَّ عِنْدَ رَبِّیْ مَوْتُہُمْ کی یہی شان ہے بعضوں نے جو مشہور کر رکھا ہے
 کہ حضرت سید احمد صاحب کی لاش گم ہو گئی یا آپ شہید نہیں ہوئے غائب ہو گئے
 یہ سب غلط محض ہے معلوم نہیں کہ بعض لوگوں نے کس نیت سے یہ غلطی اٹھایا تھا
 بیان تک بعض نابالغین طبع دنیا کے واسطے ولایت میں ایک بھارتی کے درے
 میں ایک جلا بنا رکھ کر خلائق کو فریب دیتے تھے کہ حضرت اندر موجود ہیں
 غور باللہ منہا دونوں مزار پر انوار و بان موجود ہیں یہ وہ وہ مبارک اور قیم

باجن مذکور ہے
 صاحب غفرلہ

۱۷
 ترجمہ اور تفسیر
 اور لوگوں کو کہہ کر
 انکے دل میں نہ پڑے
 زندہ ہیں نہ دیکھتے
 رہے

بیان جہاد

واقعہ سید احمد صاحب نے چارم ماہ ذیقعدہ ۱۲۸۷ء بارہ سو چالیس سال میں ہوا ہی خلیفہ شہید شد
 شہید شد اکیسی شہادت کی تاریخ ہی شاہ جی صاحب معزز سلمہ کچھ تفصیل اس بیان
 کی یوں بیان فرماتے ہیں کہ پیر محمد خان لور فتح محمد خان دونوں بھائی دوست محمد خان
 رنجیت سنگھ نے انکو گرفتار کر کے لاہور میں مقید کیا تھا بعد چند سے اون دونوں کو
 اپنی طرف سے پشاور کا حاکم کر کے روانہ کیا اور انکے جو وہ بچوں کو اپنی اطمینان
 کے لیے لاہور میں رکھا تھا صاحب پشاور فتح ہوا اور غازیوں کے قبضے میں آیا تو
 حضرت سید احمد صاحب سسرہ کے رہنے بھی اون دونوں بھائیوں کو اپنی طرف سے
 حاکم کیا اگرچہ اس وقت بعض اہل پشاور اور وہاں کے اکابر حضرت کو مانع ہوئے
 کہ انکو آپ حاکم نہ کیجیے کسی اور ہندوستانی کو حاکم فرمائیے کیونکہ انکے لڑکے
 نیچے لاہور میں رنجیت سنگھ کے قبضے میں ہیں یہ لوگ آپ کے غاکرین کے انکے
 قول و فعل کا اعتبار نہیں کیونکہ انھوں نے اپنے باپ شاہ سے بے وفائی کی ہے
 اور یہ قوم بارک زئی ہی انکی بیوہ فانی مشہور ہے حضرت نے فرمایا کہ ہم ملک گیری اور
 حکومت کے واسطے نہیں آئے ہیں انھوں نے ہم سے بیعت جہاد کی ہے اور
 اونکے لڑکے بچوں کا خدا ناکا ہبان ہی حاکم کلام اوٹھین کو حاکم کیا اور وہی حاکم
 رہے پندرہ سولہ ہزار ہندوستانی جو ہمراہ رکابہ باسعادت تھے اون سب کو
 حضرت نے معلوم نہیں کیا مصلحت تھی رخصت کیا قریب دو ہزار کے اہل ہند
 رہ گئے ورنہ لا اکابر علماء سے پشاور جیسے مولوی حافظ محمد عظیم صاحب نابھنا

وغیرہ نے مولوی نظام الدین صاحب ہلوی سے جو حضرت کی طرف سے وہاں کے
 قاضی اور محتسب تھے عرض کی کہ حضرت بیان ایک بڑی رسم باقی رہی ہے کہ بالزور عورتوں
 کے چالیس چالیس بچاس بچاس برس تک شادی عیسے نکاح نہیں کر دیتے
 یہ فقط جمالت ہی آپ اس بات کا بندوبست ایسا کیجیے کہ کسی طور نکاح جاری
 ہو جائے مولوی نظام الدین صاحب نے حضرت سید صاحب کو لکھا اور اجازت
 جا ہی حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا کہ بالفعل اس امر میں انکو تشدد و تکرار و اسی
 حالت پر رہنے دو اتنی ہی بات بس ہی جو خدا کی راہ میں سب طرح سے وہ ہمارے
 کمک کرنے میں یہ جواب با صواب اون اکابر کو مولوی صاحب نے سنا دیا پھر وہ
 اکابر باعث ہوئے کہ یہ کیا بات ہے آپ ضرور اس امر کا اعلان کرنا اور قید بھی
 مقرر ہو کہ اس مدت میں یہ کام کیا جاوے آخر الامر اون لوگوں کے اصرار سے
 اپنے جمعہ کو خطبہ پڑھا اور بڑائی نکاح نکر دینے کی اور بھلائی نکاح کر دینے کی
 بیان کی اور یہ بھی حکم دیا کہ چالیس دن کی مدت میں اگر کوئی عورت بالغہ قابل
 نکاح کے باقی رہیگی تو حاکم کی طرف سے تمھارے ہی اقربا میں نکاح شرعی
 کر دیا جائیگا بس اس اعلان کے ہونے ہی پر میر محمد خان اور شیخ محمد خان کہ
 ان دونوں کے بچے لڑکے رنجیت سنگھ کی قید میں تھے اور معلوم نہیں کہ
 کیا اونکو کھون سے مصلحت تھی سب اپنی برادری کو ہموار کر کے کہا کہ دیکھو
 ان لوگوں کا اب یہ قصد ہے کہ تمھاری عورتوں کو باندھنا یا بٹا کر ہندوستان کو

لیجائیں اور ہندوستانوں سے نکاح کروں اگر تمکو کچھ غیرت ہو تو اسکا
 تدارک اور بندوبست کرو اور انھوں نے کہا کہ اسکا تدارک کیا ہو اور کیا کرنا
 ہو کہا کہ بہت آسان ہے اور انکے ہمراہی کے غازیوں کو تم لوگ جو عشق کی
 تحصیل کے واسطے اپنی اپنی بستی میں متفرق لیجا کر رکھا ہے اور وہ کوئی ہزار بارہ سو
 ہونگے اور ان سبکو اتفاق کر کے ایک ہی وقت مار ڈالو وہ غازی جو دو دو یا
 تین تین ہر ایک بستی میں تھے اور انھوں نے کچھ علامت مقرر کر کے سب کو
 ایک ہی شب کو شہید کیا اور نظام الدین صاحب کو بھی پشاور میں شہید کیا
 پلا یا طرفہ یہ ہے کہ پیر محمد خان اور شیخ محمد خان نے حضرت مسید صاحب سے
 بیعت بھی کی تھی حضرت کی ملاقات کو آ کے بتقریب دعوت پنجتار میں حضرت
 زہر دیا تھا چند روز آپ اسکی تکلیف میں مبتلا رہے اگرچہ یہ امر آپ پر
 ظاہر ہوا تھا مگر کچھ نفرا یا بلکہ انکو اسی حکومت کی خدمت پر پشاور کو
 رخصت کیا دوسرے لوگوں نے عرض کی اگر حکم ہو تو انکو مار ڈالیں کہ یہ
 بڑے منافق ہیں اور رنجیت سنگھ سے موافق اپنے منع فرمایا اور کہا کہ انحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی لوگوں نے زہر دیا تھا اللہ تعالیٰ مخلوق میری جد کی یہ بھی
 ایک سنت سے سرفراز کیا خود اللہ نگاہبان ہے جب یہ خبر حضرت کو معلوم
 ہوئی اور انکا نفاق ظاہر ہوا تو مولوی فخر الدین صاحب کو جو خلیفہ جلیل القدر
 تھے پچاس آدمی غازیوں سے جو ہمراہ رکاب باسعادت حاضر تھے ساتھ دیکر

راجورے کو کہ ایک بستی کشمیر اور لاہور کے درمیان کوہستان میں ہر روانہ
 فرمایا اور وہ بستی ملک میں راجپوت نو مسلموں کی ہی وہاں کا حاکم اور سوت
 راجہ اگر خان تخت میں سکھوں کے تھا قوم جہاں سے کہ ایک قوم ہر راجپوتوں
 کی اور مہتاب خان اوسکا برا اور حقیقی حضرت سید صاحب پختار کے مقام میں
 حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوا تھا اور چند روز رہا اپنے ملک کو چلا
 گیا تھا واللہ اعلم اور ان دنوں ملک راجوری اور مظفر آباد کشمیر کی تخت
 میں ہی اور مظفر آباد میں حاکم راجہ مظفر خان قوم کھکھا سے تھا یہ بھی ایک قوم
 ہر راجپوتوں کی اور دوسرے ایک خلیفہ کو بھی پچاس غازی ہمراہ دیکر
 مظفر آباد کو بھیجا وہاں کے لوگوں نے ان خلفاء کے ہاتھ پر حضرت
 سید صاحب کے بیعت کی اور کہا کہ ہم سب طرح سے مع اپنی قوم کے جانفشانی
 کو مستعد ہیں اور اسی مضمون کے عرائض بھی بذریعہ عرائض مولوی فخر الدین صاحب
 وغیرہ حضرت کی خدمت میں روانہ کیے مولوی فخر الدین صاحب بڑے
 عالی مقام اور صاحب کمال تھے کہ حضرت سید صاحب نے مولوی اسماعیل اور مولوی
 عبدالحی وغیرہ تمام علما اور فضلا سے اس بات پر بیعت لی تھی کہ بعد میرے
 امیر اسلام مولوی فخر الدین ہیں سب انکی اطاعت کرنا سمجھوں نے اس عہد پر
 بجاں و دل راضی ہوئے تھے الحاصل اونسکے عریضہ آنے کے بعد حضرت
 نے پختار سے تھمنا تین سو غازیوں کو لیکر کہ تمام اہل ہند اسنے ہی رہے تھے

کوچ کیا ایک مقام درمیان کر کے دوسرے دن بالا کوٹ کو جا لپونچے پیر محمد خان
 وغیرہ نے اول ہی سے کشمیر سنگ کو لکھ رکھا تھا کہ اونکے ہمراہی سب مار گئے
 تین چار سو باقی رہیں ہین تم اسوقت آجاؤ توفیق پاؤ گے حضرت بالا کوٹ کو
 آتے ہی قبل ظہر آپ اگر طلوع کے اندر فروکش ہوئے عصر کے وقت تخمیناً
 بیست لہزار جمعیت سکھوں کی کہ اوسمین پیر محمد خان اور فتح محمد خان بھی دو تین
 ہزار مسلمان اپنے رفقا سے جو غازیونکو شہید کیے تھے ہمراہ لیکر شیر سنگ
 کے ساتھ تھے قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا تمام شب محاصرہ رہا غازیون نے
 قلعے کا دروازہ کھلا رکھا کہ مشنان ایک عمر سے اسی دن کے تھے کچھ خوف
 و ہراس اونکے پاس نہ آیا شب بھر اجتماع و غلط و نصیحت اور تیاری شوق
 شہادت میں مصروف رہتے جیسے جیسے رات گھٹتی تھی ویسا ویسا
 شوق بڑھتا تھا وعدہ وصل چون شود نزدیک سدا آتش شوق تیز تر
 گرد مہل بعد اواسے نماز صبح تکبیر کہتے ہوئے حضرت سید صاحب اور
 مولوی سمیع صاحب تمام ہمراہیوں کو لیکر باہر نکلے گولی کی زد پر آتے ہی
 ایک شلک بند و فون کی سر کی پھر بند و فون پھینک کر تلوار میں مہان سے
 نکال کر اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے ہوئے کفار ناجار پر حملہ کیا یہاں تک کہ اونکی
 قلب فوج میں داخل ہوئے جو مقابلے پر آتا تھا وہ سیدھا جہنم میں جاتا تھا
 بالا کوٹ سے تین کو سو تک بھگاتے ہوئے کافروں کو لاسے جدھر

ساتھ تھے سب شہید ہوئے ایک بھی نہ بچا اس واقعہ کے دس ہندو روز کے
 بعد مولوی فخر الدین صاحب وغیرہ راجوری اور مظفر آباد سے واپس ہوئے
 تو شیر سنگھ جو اس فوج میں تھا سب کو قید کر کے رنجیت سنگھ کے پاس
 روانہ کیا راوی بھی اور نین سسر ایک بیٹا اور دو نون رنجیت سنگھ دینا لگے
 اور ہوشیار پور کے میدان میں ہوا خوری کے واسطے فروکش تھارو برو
 بلوایا اور بٹھلا کر مولوی فخر الدین صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ کو کہاں ہیں
 امیر المومنین مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں امیر المومنین ہوں کیونکہ حضرت
 سید صاحب نے اس کام کا اپنے بعد مجھ کو سہرا کیا تھا سب لوگوں نے
 جو سو آدمی تھے گواہی دی کہ ہاں حضرت نے ان ہی کو سہرا کیا تھا پھر
 رنجیت سنگھ نے کہا کہ تم توفید ہو مولوی صاحب نے فرمایا کہ فی الفور رہا ہوتا
 ہوں اس نے کہا کہ میں تو تمھیں اب توپ کے آڑا دیتا ہوں فرمایا کہ یہی تو رہا
 ہی اگر اب خدا کی راہ میں جان دی تو سب طرح سے رہائی پائی جب تک زندہ
 رہو لگا بیٹھے مسلمان کرنے کی تردد میں رہوں گا کیونکہ میرا کام یہی ہی
 سنا جانتے ہی کہا کہ ان لوگوں کے واسطے فرش کرو و نیچے بیٹھے ہیں
 اور کہا اگر تم نوکری کرو تو تمھیں اگرچہ مصلحت نہیں ہو مگر اپنی فوج کا سردار
 بناتا ہوں اور سب کو اچھی اچھی پیش قرار دیا ہوں کہ اپنے
 فرمایا کہ نوکری تیری مخالفت نہیں ہو سکتی تب اس نے قید سے رہا کر کے

چھبیس برس واپس سو شخصوں کو اور دو سو روپیہ مولوی فخر الدین صاحب اور
 دوسرے خلیفہ کو منگوا کر دیے اور کہا کہ جہان تمہارا جی چاہے رہو میرے
 ملک میں رہو یا ہندوستان کو چلے جاؤ الحاصل سب لوگ وہاں سے
 روانہ ہوئے جبکہ جدھر ارادہ ہوا وہر چلا گیا مولوی فخر الدین صاحب
 سہارن پور کا قصد کر کے نکلے اثنائے راہ میں انتقال ہوا کرامت
 شاہ جی صاحب موصوف نے کہا کہ ایک طالب علم مستعد اکبر علی خان نامی
 مفتی شرف الدین رام پوری کے شاگردوں سے کول کے مقام میں حضرت
 سید صاحب قدس سرہ کے قتل کے ارادے سے قراہین اور پیش قبض
 لگائے ہوئے آنیکا ارادہ کیا ابھی وہ آیا نہ تھا کہ آپ نے فرمایا ایک
 صاحب میری ملاقات کو قراہین اور پیش قبض لگائے ہوئے آتے ہیں
 کوئی اونسے متعرض نہ ہونا آنے دینا راوی بھی اوسوقت خدمت بابرکت
 میں حاضر تھا کہ وہ شخص وارد ہوا اور رو برو بیٹھا اپنے خیریت معافیت پوچھی
 اوسنے کہا کہ آپ میرے کچھ سوال ہیں ارشاد ہوا کہ کہو مجھ کو ارشاد کے اوسکے
 تمام جسم میں رعشہ پیدا ہوا اپنے فرمایا کہ خانصاحب خیر قہمی اور رعشہ زیادہ
 ہوا زبان میں گلت پیداہوئی آخر الامر بخوشی دیر کے بعد قراہین وغیرہ
 رکھ دیا اور دست مبارک پر سبعت کی تمام حقیقت اور اپنا ارادہ جو قتل کے
 واسطے کیا تھا بیان کیا پھر عرض کی کہ اب حضرت کی تحلیل برداری میں حاضر ہوں

سید محمد امجد علی شرف الدین
 کے شاگرد کا

حاصل کلام ہمراہ رکاب ہوا معرکہ اول میں جو بڑہ سنگہ سکھوں کے سردار سے
 درساں پشاوڑ اور پنجتار کے واقع ہوا تھا شہید ہوا سبحان اللہ کس
 ارادے سے آیا تھا اور کیا مرتبہ پایا کر امت جناب مولوی حاجی حسن ضامن
 سلمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں مولوی حاجی سید قاسم نصیر آبادی سے
 کہ وہ اہل قرابت اور خلیفہ ہیں حضرت سید صاحب قدس سرہ کے کہا اُنھوں
 نے کہ ایک رسالدار کو حضرت سید صاحب نہایت عداوت تھی اور ہمیشہ
 آپ کے قتل کی فکر و قصد میں رہتا تھا اور یہ امر مشہور ہوا تھا کہ فلان رسالدار
 اس ارادے میں ہی خیاں فتح پور ہسودہ کے مقام میں کہ راوی بھی یعنی
 سید قاسم صاحب ثانی حاضر تھے وہ رسالدار مسلح ہو کر حضرت کے فرو دکاہ کا عزیمت
 کیا یہ خبر حضور والا میں پہنچی راوی کہتا ہے کہ میں حضرت کے حجرے کے
 دروازہ پر دستک کھڑا رہا کہ وہ شخص آئیگا تو اسکو مار ڈالوں گا کبھی حضرت
 جانے نہ توں گا اس اثنا میں وہ شخص آیا حضرت نے حجرے سے باہر نکل کر فرمایا
 کہ کیوں مانع ہوتے ہو آئے دو میں امتثالاً لا اقرہ کنارے ہوا اوسنے
 بوجھا کہ سید صاحب کہاں ہیں خدام نے کہا کہ حجرے کے اندر تشریف فرما
 ہیں اوسنے اوسی جوش و خروش سے حجرے میں گیا حضرت تنہا رونق افزا تھے
 جاتے ہی اپنے تقدیم کی سلام علیک ہوئی فرمایا کہ آئیے بہت مدت کے
 بعد ملاقات میسر ہوئی اور کمال شفقت کے معاف کیا معافیت کے ساتھ ہی

رسالدار سید صاحب

وہ مختصر ہے موش ہو کر گر پڑا دیر تک بیخود رہا ہوش میں آئے ہی ہتھیا تمام کھول دیا
 اور کپڑے پھینک دیے ایک تہ بند باندھ کر دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ فدوی کا
 ارادہ فاسد تھا نہایت قصور ہوا اب اپنے ارادے سے توبہ کرتا ہوں اور علمائے
 میں داخل ہوتا ہوں اوسی وقت بعیت کے مشرف ہوا کہ امت خدا کا مولوی عارف شاہ
 صاحب نے جو اس شہر میں معتنات کے ہیں مجھ سے بیان کیا کہ کھنوں میں مولوی محمد اشرف
 صاحب بڑے عالم باعمل فاضل اجل نہایت متقی پرہیزگار بیگانہ روزگار میرے
 استاد تھے قضاے الہی انکا انتقال ہوا بعد چند سے ایک روز میں
 مولوی اصغر صاحب کی خدمت میں بیٹھا تھا اور بھی لوگ حاضر تھے اوس وقت
 مولوی محمد اشرف صاحب کے کمالات کا ذکر آیا ہر ایک نے جو جو وصف انکا یاد تھا
 بیان کیا ایک صاحب نے اونہیں سے کہا کہ ہاں ایسے ہی بزرگ تھے مگر اونھوں نے
 معلوم نہیں کیا سمجھ کے سید احمد صاحب کے مرید ہوئے کیونکہ وہ تو ایک
 ان پڑھ آدمی تھے مولوی اصغر صاحب نے کہا کہ ہاں مجھے بھی ایسا ہی خیال تھا اور
 محکو مولوی اشرف صاحب سے تین سال تک برابر ملاقات رہی کبھی اونسے جھوٹ
 نہیں سنی اکیس روز میں انکی مریدی کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ جب جناب سید احمد صاحب
 ربان شریف فرما ہوئے اور انکی رکاب برداری میں بڑے بڑے فاضل و
 کامل مولانا محمد سمیع اور مولانا عبدالحی جیسے لوگ تھے تو مجھے بھی سید صاحب کی
 عزت کا اشتیاق ہوا چاکر مشرف ہو کر بیٹھے بھی سر فرما ہوا اسی دن مجھے

محمد اشرف صاحب
 کے مرید ہونا
 کا مختصر

دو فائدے ہوئے ایک تو سورہ فاتحہ کی تفسیر انھوں نے ایسی بیان کی
 کہ بیٹے باوجود کئی تفسیرین کے مضمون یاد رہنے کے کبھی نہ سنی تھی اور دوسرا
 اوسے شب کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت شریف سے شرف
 کیا اور جو فیض و برکت محکوم حاصل ہوا ہوا اسکا کیا بیان کروں روایت ہم
 حاجی محمد حسین صاحب سنہارنپوری سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے استاد
 مولوی وحید الدین ٹھپلی سے یہ بزرگوار شاگرد ہیں مولوی اسماعیل شہید کے اور
 خلیفہ ہیں حضرت سید احمد صاحب کے اور پندرہ سال مولانا شاہ عبدالعزیز
 اور مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہما کی خدمت میں رہے ہیں کہا انھوں
 نے کہ سید احمد صاحب علیہ الرحمۃ اوایل میں وطن سے بارادہ طالب علمی حضرت
 شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تفسیر تک پڑھا تھا ایک شب
 بوقت مطالعہ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک حرت بھی نظر نہیں آتا فقط صفحہ سیاہ دکھائی
 دیتا ہی بہت کچھ غور کیا دیکھا تو کچھ بھی نظر نہیں آیا نہایت حیران و پریشان ہو
 اور بت تاسف کیا آخر یہ جانا کہ شاید کوئی بیمار ہی لاحق ہوئی ہی صبح کو حضرت کی
 خدمت میں اپنی کیفیت عرض کی اور کہا کہ مجھے کسی طبیب سے رجوع کیجئے حضرت
 نے پوچھا کہ فقط کتاب ہی ایسی نظر آتی ہی یا سب چیزیں اسی طور سے
 معلوم ہوتی ہیں عرض کیا کہ فقط کتاب کا یہ حال ہی اپنے فرمایا کہ اب کتاب
 رکھ دو خدا تعالیٰ نے تمہیں دوسرے کام کے واسطے پیدا کیا ہی پڑھنا

محمد حسین

ضرورتاً نہیں خود بخود تمہیں اللہ سب باتیں معلوم کر آئیگا پس اوس روز سے حضرت
 نے آپ کو تربیت باطن شروع کی اور سہیت لی خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کی ذات
 جامع کمالات ظاہر و باطن ہوئے کمال باطن کا یہ حال تھا کہ لاکھوں آدمی صحبت کے
 اثر سے واصل الی اللہ ہوئے اور تحقیق اشغال مراقبات و توجہات بھی ایسی تھی
 کہ اور و نگو کہ ہوگی۔ تمام کتاب صراط المستقیم کہ آپ ہی کا ملفوظ خاص ہے انھیں انوار
 سے ملو ہی ظاہر کا یہ کمال تھا کہ مولانا اسماعیل اور مولانا عبدالحی جیسے فاضل جلیل القدر
 کہ جنکا نام ہی کہ ہوگا اپنے شبہات علمی پوچھتے تھے اور جواب باصواب پاتے تھے
 ایلدن اپنے سونوئی حید الدین صاحب مسطور سے فرمایا کہ تم مجھے کوئی علمی بات
 نہیں پوچھتے اسکا کیا سبب ہے اور انھوں نے عرض کی کہ میرے اوستا مولانا
 اسماعیل حضرت سے جو پوچھتے ہیں اسکا جواب پانے میں مجھ میں کیا صلہ
 ہے کہ کچھ پوچھوں آپ نے فرمایا خیر وہ پوچھیں تو پوچھیں تم بھی کچھ پوچھو انھوں
 نے کہا کہ غسل کے مقدمہ میں یہ جو دو حدیثیں آئیں ہیں اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ
 اور اِذَا جَاوَزَ الْحَتَّانُ الْحَتَّانَ فَوَجَبَ الْغُسْلُ اِنْ دُونِ مَن تَوَضَّعَ
 کیسی ہے کیونکہ ظاہر میں تو ایک دوسرے کے خلاف ہے آپ نے فرمایا یہ تو
 بہت آسان بات ہے پہلی حدیث خواب سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری بیداری کا
 دونوں کا مطلب صحیح ہے پھر انھوں نے پوچھا کہ اَلْوَكْنُ الْاَسْوَدُ بِمَسْنِ
 اللہ فی الارض بَصَافِحُ بَحَا عِبَادَہُ کَمَا یَصَافِحُ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ کے کیا معنی ہیں

فرمایا یہ تو اور مشابہات کی جیسے بات ہی جس طرح کہ یہ اور وجہ آیا ہو ویسا ہی
 ہی دوسری بات اس میں یہ ہو کہ کعبہ عوام کے واسطے نواب کی جگہ ہی جیسا کہ فرمایا
 مَثَابَةُ لَكَ تَأْسِ وہاں جانے اور طواف کرنے سے گناہ دور ہوتے ہیں
 ثواب حاصل ہوتا ہی اور خواص کو ایک نسبتِ خلاص ہی کہ عوام کو نصیب نہیں اور سکو
 یوں سمجھنا چاہیے کہ جب مرید مُرشد کے روبرو بیٹھنا ہی اور مُرشد کے انوار اور
 برکات اور اس میں حسبِ اقتدار اس کے اثر کرتے ہیں تو مرید کا باطن نہایت پر انوار
 اور شوق و ذوق سے بے قرار ہوتا ہی تو مرید چاہتا ہو کہ مُرشد کے تصدق ہو جسے
 اور قدم چو یہ مُرشد اس کا شوق و ذوق دیکھ کر ہاتھ بڑھاتا ہی تا وہ دست بوی
 کرے اور اس کو تسکین ملے اس طرح اگر بابِ نسبت جب طواف میں مشغول ہوتے
 ہیں تو ان کا باطن شوق و ذوق سے نہایت بے قرار ہوتا ہی حجرِ اسود کا بوسہ لیتے
 ہیں تو اپنے باطن میں تسکین پاتے ہیں وہ دفترِ صوفی سوا و حق نیست
 جز دلِ اسچند ہجوریت نیست ہذا و دانشمند آثارِ قلم ہذا و صوفی حسیست اسراف
 انجہ تو در آئینہ بنی عیان ہا پیر اندر خشتِ بیند پیش از ان ہذا و دلِ انکوری دیدہ اند
 و رفسای محض شی را دیدہ اند ہا کرامت روایت ہی او نصین حاجی بزرگوار
 سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے استاد مولوی عبد الدین مسطور سے کہا
 او بخون نے کہ حافظِ اکرام الدین مجاہد سے قطبی میر تک طالبِ علمی کی تھی اور ترجمہ
 فتح الرحمن بھی پڑھا تھا وہی کے دربار میں عطاری کی دکان لگا کر او میں

عبد الدین مسطور
 صاحبِ کرامت

عبد الدین مسطور
 صاحبِ کرامت

عبد الدین مسطور
 صاحبِ کرامت

عبد الدین مسطور
 صاحبِ کرامت

اپنی گدز کرنے تھے بعد چند بے بنارس میں کسی جو لاسہ نے اونکو بلایا کہ اپنے
لڑکے کی تعلیم کے واسطے نوکر رکھا تھا جب حضرت سید احمد صاحب گدز بنارس
میں ہوا اور میں بھی ہمراہ رکاب تھا تو وہاں اکرام الدین سے ملاقات ہوئی میں نے
کہ تم کو بھی ایک مدت سے فقر کی تلاش ہے اب چلیے حضرت سید صاحب کی خدمت
سے مشرف ہو جائیے اور سببت بھی کیجیے اوسنے کہا خیر چلنے کو کیا ہے چلتا ہوں
مگر مرید نہیں ہوتا یہ امر بہت مشکل ہے کچھ آسان نہیں جب تک میری تسکین نہ ہوگی
میں کسی کا مرید نہ ہونگا میں نے پوچھا کہ تمھاری تسکین کا کونسا امر ہے کہا کہ جب تک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے نفرا میں گے مرید نہ ہونگا میں اس بات سے
لاجواب نہ ہو کر حضرت کی خدمت میں عرض کیا تو حضرت نے فرمایا کہ وہ تو بہت اچھی
بات کہتے ہیں آدمی کو ان امور میں ایسی ہی تحقیق چاہیے اور ایک پرچہ پر
درو و شریف لکھ کر مجھے دیا اور فرمایا اونکو لیجا کرو اور کہو کہ شب کو پڑھ کر
سورہ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت کی رویت مبارک حاصل ہوگی پوچھ لینا یا خود
حضرت ہی سے مشرف ہونا میں نے لیجا کر دیا اوسنے شب کو پڑھ کر سورہا رویت
شریف سے مشرف ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت
یہ سید احمد صاحب آپکے فرزند ہیں ارشاد ہوا کہ ہاں وہ میرا فرزند ہی ہے اوسنے
عرض کی کہ اوسنے استفادے کے باب میں کیا حکم ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ اوسنے استفادہ گویا مجھ سے ہی اس بشارت کی خوشی میں پھیلی رات

بیدار ہوا تو نے میرے پاس آکر یہ واقعہ بیان کیا اور حضرت سید صاحب کی
 ملاقات کا خواہاں ہوا اور اسکو بعد نماز صبح خدمت شریف میں لے گیا اور وہ بیٹ سے
 سرفراز ہوا ایک مدت تک خدمت عالی میں رہا ایک روز حضرت سید احمد صاحب نے
 فرمایا کہ بھائی حافظ اکرام الدین ہم نے تمھیں اپنا خلیفہ کیا تم وغض کیا کرو خلقت کو
 امور منہ سے باز رکھو اور اسنے عرض کی کہ یا حضرت یہ کام فدوی سے نہوگا مجھکو
 اس کام کی کچھ لیاقت نہیں ہی جو کچھ بننے پڑھا ہی وہ فقط مولوی وحید الدین صاحب
 ہی سے پڑھا ہی وہ خوب میری استعداد سے واقف ہیں بھراپ نے فرمایا کچھ مقرر
 نہیں علم نہ تو کیا ہوا تم بیان کیا کرو اور اسنے بھرا نکار کیا کہ حضرت یہ امر بدون علم کے
 ممکن نہیں فدوی اس امر کا وعدہ نہیں کرتا بھراپنے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تمھیں علم عطا کرے گا
 اور اسنے کہا کہ آپ عا کیجیے تب آپ عا کے واسطے مستعد ہوئے اور تمام خدام
 آمین آمین کہتے ہوئے دست بردعائے حضرت خدا تعالیٰ کے اوصاف بیان
 کرنے لگے کہ یا الہی تو نے عالم کو بے سبب پیدا کیا اور آسمان کو بے ستون
 کھڑا کیا تنور سے بانی جاری کیا اور پتھر سے ناقہ نکالا عیسیٰ علیہ السلام کو
 بے باپ پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو بغیر ان اور باکے ظہور میں لایا اور
 ہمارے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم اولین و آخرین سرفراز فرمایا یا الہی
 اوس نبی امی کی برکت سے اسکو علم ظاہر و باطن عطا فرما بعد ازاں ارشاد
 ہوا کہ میں اور تمام بھائی مسلمان تمھارے واسطے دعا کہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ

امید قوی ہو کہ خدا تعالیٰ تمہیں علم سرفراز کرے گا تم فقط وعظ کیا کرو اور روز سے
حافظ مولوی اکرام الدین وعظ کیا کرتے تھے جو کوئی اونکا وعظ سنیٹا تھا وہ متحیر ہوتا
تھا دہلی میں کسی نے اونکے وعظ کا تذکرہ کیا کسیکو باور نہوا جب بعد مدت کے
مولوی اکرام الدین صاحب دہلی کو آئے اور جامع مسجد میں وعظ بیان کیا تو تمام شہر میں
شہرہ ہوا اس شہرہ پر بھی مولوی مفتی صدر الدین خان اور مولوی فضل حق کو یقین
نہ آیا آخر ایک جمعہ کو دونوں صاحب اونکے وعظ میں تشریف لائے اور چند سوال
بھی سوچ رکھے تھے جب اونھوں نے وعظ شروع کیا تو اقسام اقسام کے علوم اور
عجائبات اور نکات قرآنی بیان کرنے لگے اور جو اعتراض سوال کہ اونکے
دہن میں تھے وہ بھی بیان کیے کہ اونکے جوابات بہت طرح سے بیان کیا اور
دونوں فاضلون نے بعد اتمام وعظ کے دست بوسی کی اور کہا کہ یہ تمھارا علم
فقط وہی ہی کسی نہیں فقط مولوی اکرام الدین صاحب کے علم ظاہر کا حال تفسیر
سورہ فاتحہ سے جو کئی مرتبہ طبع ہوئی ہر ظاہر ہی کہ امت روایت ہی
اوسی طریقے سے کہا اونھوں نے کہ شیخ عمر مفتی مکہ المعروف بہ عبدالرسول
استاد عبد اللہ سراج اور سید عقیل اور سید حمزہ یہ تینوں بزرگوار بڑے
صاحب کمال اور اولیائے مکہ معظمہ سے تھے جب حضرت سید احمد صاحب مکہ معظمہ کو
لگے تو یہ تمام بزرگوار اونکے نہایت معتقد ہوئے اور جب آپ طواف کرتے
تو وہ بھی اوس طواف میں شریک رہتے کسی نے اونسے پوچھا کہ آپ لوگ

اس کا جواب

اونکے ساتھ طواف کرنے کا کیا سبب ہی اور بخون نے کہا کہ ہم نے اپنے باطن سے
 پایا ہے کہ اس بزرگ کا جو طواف ہی وہ مقبول ہی اور جو لوگ اس طواف میں رہتے
 ہیں ان کا بھی طواف قبول ہوتا ہی اس واسطے ہم اونکے ساتھ طواف کرتے ہیں
 ایضاً جب حضرت سید احمد صاحب حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ کو گئے تو
 حافظ حاجی مولوی معین الدین صاحب ٹھٹھلی خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس
 جو آپ کے ساتھ تھے سبب بیماری کے مکہ معظمہ میں رہ گئے اور جناب سید عمر
 المعروف بہ عبدالرسول کو اولیٰ نہایت موافقت تھی اسی بیماری سے اونکا
 وہاں انتقال ہوا اوسیدین مولوی وحید الدین صاحب سے جو اونکے فرزند تھے
 سید عمر موصوف نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرو تمہارے والد کی مغفرت ہوئی
 اور بخون نے پوچھا کہ حضرت آپ نے کیونکر معلوم کیا تو جواب دیا کہ میں اونکا تذکرہ
 ملا اعلیٰ میں سن رہا ہوں اور مدینہ منورہ میں حضرت سید صاحب نے اپنے رفقاء
 کہا کہ آج جناب مولوی معین الدین صاحب کا ذکر ملا اعلیٰ میں ہو رہا ہی اس عالم سے اونکا
 انتقال ہوا بھیر مکہ معظمہ میں لوگوں نے اگر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک ہی دن
 تھا جو دونوں بزرگوں نے فرمایا تھا ایضاً کلکتہ میں منشی امین الدین خان نامی
 ایک فکیل عدالت بادشاہی کا بڑا صاحب دولت اور عزت تھا اوسکے اموال و املاک
 وہاں مشہور و معروف ہیں جب حضرت سید صاحب کلکتہ کو رونق افزا ہوئے تو
 اوسنے تین منزل کشتی میں پیشوائی کو اگر حضرت سے عرض کی کہ ابھی رونق افزائی کا

سید محمد حسین الدین
 انتقال کی خبر

منشی امین الدین خان
 حافظہ

تمام شہرین شہرہ ہی اور ہر کس ناکس جمال باکمال کا والدہ وشید ہی اور بہن
 کو آرزو ہو کہ حضرت اپنے مکان کو اقدام فیض التیام سے مشرف فرمائیں اس
 فردیکہ یہ متناہی کہ میری آرزو برائیں حضرت نے اوسکا معروضہ قبول کیا کلکتہ
 میں مع قافلہ باصلاح تشریف لیجا کر اوسی کے مکان میں فروکش ہوئے مکان
 بہت بڑا عالیشان باساز و سامان اوسنے خالی کر دیا اور ہر روز دعوت اوسی کے
 بیان سے تمام قافلے کی ہوتی رہی مگر اوس نے وہاں اوتار کے جوابے
 مکا نکلو گیا سو پھر کبھی خدمت عالی میں حاضر نہوا حتی کہ ایک ماہ کامل گذرا
 اور بیان بھی کوئی اوسکا پرسان حال نہ ہوا مری کی ایسی کثرت تھی کہ حضرت کو
 بھی دم بھر کی فرصت نہ ملتی تھی اس واسطے حضرت کو بھی اوسکی یاد نہ آئی ایک روز
 مولوی فحید الدین کہتے ہیں کہ میں نے خیال کیا منشی جی بیان کبھی نہیں آتے
 اسکا کیا سبب ہوگا اس استفسار کے واسطے بعد مغرب اوسکے مکان کو جا کر
 اطلاع کی تو اندر بلایا بہت توقیر سے ملاقات ہوئی دیکھا تو وہ مکان نہایت
 اسباب ممنوعات سے آراستہ تھا کہ جا بجا طرف چاندی کے اور سامان
 عیش و سرور کا دھرا ہوا پایا بعد خبر و عافیت کے میں نے برائی اسباب
 ممنوعہ کی اور زنا پایداری و نیا کی بیان کی خدا تعالیٰ کے فضل سے کچھ ایسی
 تاثیر ہوئی کہ اوسی وقت ہزار ہا روپی کا سامان بادہ خواری کا اوسنے پھکودیا
 اور تمام اسباب ظروف وغیرہ کے قسم سے چاندی سونے کا نکلوا کر حکم دیا

کہ یہ بگلا کر اسکا چاندی سونا تیار کیا جاوے غنشی جی کو اور ایک اوسکے
 رفیق کو اور محلو بھی نہایت رقت ہوئی بیان تک کہ بیوشی طاری ہوئی بعد
 جذبے افادہ ہوا تو مینے اوس سے عدم حضور کی حال پوچھا اوسنے بہت
 نادم ہو کر کہنے لگا کہ کیا عرض کروں مین ایک بڑی مصیبت مین گرفتار ہوں
 اوسکا بالمشافہ آپ سے عرض کرنا ہے ادبی جانتا ہوں یہ میرا رفیق ہی آپ کو
 اوس سے معلوم ہوگا اوس رفیق سے کنارے ہو کر دریافت کیا تو اوسنے
 کہا کہ جس روز سے حضرت سید صاحب شریف لاسے مین اور نکو روز
 حصول ملازمت کے واسطے کتا ہوں مگر یہ کچھ ایسا بیان کرتے ہیں کہ اوسکا
 مجھ سے کچھ علاج نہیں ہوتا وہ کیفیت یہ ہے کہ اس شہر مین ایک بیسوا نہایت
 حسین و جمیل کہ جبکا نظیر نہیں اور مال و متاع مین ایسی ہے کہ ویسا کوئی امیر
 نہیں اور چند شخصوں کو اوسکو موافقت ہی اسکے پاس بھی جینے مین ایک بار
 آتی ہے اوسکی محبت سے یہ شخص بہت مجبور رہی چاہتا ہے کہ اوس سے نکاح
 کروں تو وہ نہیں کہتی ہے اگر ترک کروں تو جان نہیں رہتی ہے اس واسطے مجھ سے
 یہ شخص کہتا ہے کہ جب حضرت سید صاحب کی خدمت مین جاؤنگا تو بیعت ہی کو تہ بنی گی
 ایسے بزرگ کے ہاتھ پر اقرار کوے بعد لازم ہے کہ اوس پر تقایم رہے سب چیزیں
 ترک ہو سکتی ہیں مگر اوس بد بخت کی مفارقت نہیں ہو سکتی کیا کروں اپنے کو
 نہایت مجبور پاتا ہوں اس لیے حاضر ہونے کو شہر آیا ہوں مین یہ سنگھاموش رہا

بعد از ان حضرت کی خدمت میں یہ تمام سرگزشت عرض کی ارشاد ہوا کہ اُونسے
 کہو جب تم خدا کی راہ میں نوہ کر کے کو مستعد ہو تو خدا بتعالیٰ تم کو اپنے عہد پر قائم
 رکھے گا کچھ فکر نہ کرو پھر دوبارہ عرض کی توجہ بھی اس طرح فرمایا تین بار ارشاد
 ہوا تو دوسرے دن میں منشی جی کے مکان کو گیا اور یہ بشارت بیان کی
 اتفاقاً وہ دن اوس مہینہ کی آٹھ کا تھا میں بیٹھا ہی تھا کہ وہ آئی روبرو میرے
 اور منشی جی کے بیٹھی منشی جی بہت محبوب ہوئے اوس نے مجھ سے مخاطب ہو کر
 خیر و عافیت پوچھی اور کہی کہ کمان سے رونق افزائی ہوئی سینے جواب یا کہ حضرت
 سید صاحب کے قافلے کا ایک درویش اور اُونکا خادم ہوں اسی عرصے میں حضر ت کو
 الہام ہوا آپ اپنے رفقا سے فرمایا کہ بہت روز ہوئے منشی جی سے ملاقات
 نہیں ہوئی چلو میں اُونکے مکان کو چلتا ہوں چند خدام سے آپ منشی جی کے
 مکان کو تشریف لائے حضرت کی رونق افزائی کی خبر سننے ہی منشی جی نہایت
 پریشان ہو کر اوس مہینہ کو ایک نعمت خانے میں بٹھلا کر دروازہ بند کیا اور آپ
 استقبال اگر حضرت کو اندر لے گیا حضرت کے تمام خدام اور منشی جی وغیرہ روبرو
 دست بستہ بیٹھے رہے بنے عرض کی کہ حضرت عجب اتفاق ہی مریض مع سب
 مرض حضور میں طیب حاذق کے حاضر ہوا اب فقط طبیب کی التفات چاہیے
 حضرت نے یہ سننے ہی احسن الخالقین کا وعظ شروع کیا اور اس زور و شور سے
 خدا تعالیٰ کی احسن الخالقیت بیان کی کہ بیان سے باہر اوسوقت فقط آپ کے

علم لہ تی کا ظہور تھا اور نہ آپکا علم ظاہر تو مشہور تھا اور شکر گزار سی نعمائے الہی کے
 جیسا کہ اسلام اور اموال اور حسنِ جمال کہ اس ہر ایک کا شکر کس طرح چاہیے اور
 خدا تعالیٰ نے شارع کا کیا حق لازم کیا ہی اور کیسا ادا کیا چاہیے۔ بخوبی بیان
 فرمایا اور سن بیان کی تاثیر سے تمام مجلس بے ہوش ہو گئی اور وہ بیسوا بھی تر پٹے
 تر پٹے بے تاب اور اشتیاقِ جمال بالکمال میں ماہی بے آب ہوئی بعد اتمامِ وعظ کے
 باہر اگر بعیت میں مشرف ہوئی اور منشی جی نے بھی بیعت کی اور اوس بیسولہ نے
 حضرت کو اپنے نکاح کا وکیل کیا اوسی محفل میں منشی جی سے نکاح ہوا خدا تعالیٰ
 کے فضل سے وہ دونوں بڑے متقی اور پرہیزگار ہوئے کرامت
 روایت ہو چاہی محمد حسین صاحب سہارن پوری سے وہ روایت کرنے میں
 میان ہدایت اللہ ساکن بانس بریلی سے اول اونکا نام رمضان تھا اور وہ
 نہایت بڑے حال میں تھے یعنی ہاتھ پر کو مہندی لگی ہوئی چوڑیاں پہنے
 ہوئے جسم میں سرخ لباس کا لون میں زیور دھاری سوئی ہوئی گنگھی چوٹی
 کی ہوئی اور تمام امور نسوان میں جیسے چرخا کا نٹنا اور سینا پر ونا بہت مہارت
 تھی اور ہزاروں جوڑ فترے اور جوہرات کرے کرے یاد تھے اسی حال
 میں اور ایسے ہی اطوار میں عمر بھر ہوتی تھی جب حضرت سید صاحب کی بریلی
 میں تشریف فرمائی ہوئی تو انھوں نے ارادہ کیا کہ حضرت کی خدمت میں
 جا کر ان تمام امور سے توبہ کر دینا اس واسطے چرخا کا نٹ کر کچھ روپیہ جمع کر کے

سیان ہدایت اللہ صاحب

لباس شرعی بنایا اور کچھ شیرینی وغیرہ لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے
 تو مولوی عبدالحی صاحب عطا کر رہے تھے دُور ہی کھڑے رہے لوگوں نے
 اونکی وضع دیکھ کر بہت متعجب ہوئے بعد اتمام وعظ کہیں حضرت کی اونپر نظر
 پڑی فرمایا یہ کون ہے لوگوں نے عرض کی کہ یہ زمانہ ہی نزدیک بلالیا اور پوچھا کہ کیا
 ارادہ ہے اوٹھو نے اپنے انداز سے التماس کی کہ واری جاؤں بلالوں میانکی
 خدمت میں آئی ہوں حاضر ہونگی جو گن بنو گئی فرمایا کہ بسم اللہ دیر کیا ہے وہی
 حفل میں سبیت کی حضرت نے وہ لباس وزیر تمام اُدر وایا جو لباس شرعی
 کہ اوٹھو نے لایا تھا وہ پہنا کر ہدایت اللہ نام رکھا مدت مدید رکاب
 سعادت میں رہے ولایت میں بھی ساتھ تھے اور نہایت متقی و پرہیزگار بنے
 اوٹھو نے کہا کہ ولایت میں کسی مقام پر آنیہ کا درخت تھا مگر کبھی اوسمیں آئے
 نہیں آتے تھے ولایتیوں نے حضرت سے عرض کی کہ حضرت ہندوستان میں
 تو آنیہ ہوتے ہیں گریبان ایک درخت ہی کبھی اوسمیں پھل نہیں آئے اور ہم نے نہیں
 دیکھا آپ دعا کریں کہ اوسمیں پھل آجائیں اور ہم دیکھ لیں آپ نے تمام حضار کو
 فرمایا کہ بھائی تم سب لوگ دعا کرو میں بھی دعا کرتا ہوں آپ نے دعائی
 اللہ جل شانہ کے فضل سے اوس سال موسم پر اوس درخت میں آنیہ لگے
 کہ امامت روایت ہے ابو الحسن شاہ احمدی مظہری بتوری سلمہ اللہ تعالیٰ سے
 کہا اوٹھو نے کہ جیسی شوکت و منزلت خدا تعالیٰ نے اگلے بڑے بڑے

کے خط میں مسلمان شاہ
 کے لئے لکھا جا
 وہ

بزرگوار کو عنایت کی تھی ویسی ہی حضرت سید صاحب کو اپنے فضل و کرم سے
 دی تھی جن دنوں میں حضرت سید احمد صاحب ٹونک کو تشریف لائے ہیں
 تو میری خرد سالی تھی تمام سستی میں اونکی رونق افزائی کا شہرہ ہوا تھا ایک دن
 شور ہوا کہ حضرت سید صاحب کی سواری آتی ہو تو میں بھی مکان کے باہر نکل کر
 تماشا دیکھتا کھڑا تھا کہ رونق افزائی ہوئی ہزار ہا آدمی آپ کے گرد و پیش روان
 اور دوان تھے آپ گھوڑے پر سوار چلے جا رہے تھے وہاں سربراہ گولیونکا
 ایک محلہ تھا اور وہ تمام کافر تھے سب اپنے اپنے گھروں سے نکل کر سواری
 دیکھ رہے تھے جب گدز اونکے قریب ہوا تو کہیں اونپر آپ کی نظر پڑی پس
 ایک ہی نظر میں وہ سب ہمراہ رکاب دوان اور اوسی وقت آپ کے ہاتھ پر
 مسلمان ہوئے سبحان اللہ کیا تاثیر تھی۔ انا نکہ خاک را
 بنظر کیمیا کنندہ آیا بود کہ گوشہ چشمے بیا کنندہ، روایت یہی
 مولوی نصر اللہ خان صاحب خوجی سلمہ اللہ تعالیٰ سے وہ روایت کرتے
 ہیں اپنے مرشد شاہ عبد العظیم علیہ الرحمہ سے کہا اونھوں نے کہ وقت روانگی
 جہاد کوئی نازل پر حضرت سید احمد صاحب کا لشکر اتر اہوا تھا اوس مقام میں
 حضرت سید صاحب اس سرورہ قضاے حاجت کے واسطے جانب صحر چلے جاتے
 تھے ایک سوار گھوڑے کا چار جامہ بچھا کر سامنے بھالا گاڑے ہوئے
 بیٹھ کر سفر پڑھ رہا تھا۔ سب اسی صبا نکلتے ان کو سبے غلام نے من آرہا

حقیقی
 وصال شاہ

زار و بیمار منہ حاجت جانے بن آ رہے حضرت نے پوچھا کہ اس کے معنی بھی جانتے ہو
 اوسنے عرض کی کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ ہم تمہیں معنی سمجھاتے ہیں عرض کی کہ مناسب
 آپ اوسکے نزدیک بیٹھ کر چھاپنی سے لگا کر تھوڑی دیر منوجہ رہے کہ وہ سبے ہوش
 ہو گیا آپ حاجت کے واسطے چلے گئے فارغ ہو کر مقام پر تشریف لا کر اوس
 شخص کا حال دریافت کروایا تو اوسی بہوشی میں اوسکا انتقال ہو گیا تھا
 نظم امی تازہ بہار چمنستان سیاوت ہے ای رونق رنگ گلستان شہادت
 زیبا تھی تجھے حضرت سلطان رسل کی ہے ہو بچا نے میں احکام رسالت کی نیا
 اپنے پر حیدر کرار کا فونے ہے ایک خلق کو دکھلا ہی دیا زور امامت ہے
 جو لوگ ترے حمد میں تھے شہرہ آفاق ہا کرتے تھے تری خاک قدم کحل بصارت ہے
 حاصل ہوئی صحبت سے ترے ایک جھانکو ہے شایبہ شری ربیع کی اطاعت ہے
 جینا دل بجان کا تاثیر نظر سے ہے کہتے ہیں کہ ایک شہری تھی آدنا یہ لرامت ہے
 کیا کیا انھیں اللہ نے ضیا بخشے تھے تیرے ہے اک کہ تھی حضرت ترے انکو خلافت
 صاحب کمالات باطن و ظاہر ہو موسیٰ شاہ عبدالقادر صوفی علیہ الرحمہ
 مولف تارک دنیا و عقبی طالب ذات خدا ہے صوفی حافی لقب سلمان عبدالقادر
 من جلوسیم پیش ازین تو حدیف آن دلا گہر ہا فانی از خود باقی تدریج مشائخ عبدالقادر
 آپکا مختصر احوال مقالہ دوم میں نمونہ حضرت کے حالات میں ذکر ہو چکا ہے
 مندرجہ فقط خلافت کی طرف سے ہے اور ان کا حال مختصراً ہے

بزرگ شاہ عبدالقادر
 صوفی علیہ الرحمہ

والتسليك وبعض المعارف الالهية وعرفت مراتب الحقية والتجليات
 الوجودية والشهودية بقدر الامكان واستنسخ كتب كثيرة
 ورسائل عديدة مما يتعلق بهذين البابين مثل القول الجميل
 واطاف القدس واللمعات واللمحات والسطعات البدر والبان
 والانتباه في سلاسل اولياء الله وغيرها فاخبرته بالاستغفال
 بما في تلك الكتب والرسائل من الاشغال والتوجهات والمراقبات
 والاذكار واخبرته بما في كتاب الانتباه من السلاسل والاشغال
 وبما في القول الجميل من الاذكار والاعمال نفعه الله بها نفسه
 وغيره بواسطته واخبرته بما حصل لي من الاتصال بالطريقة
 المدرسية رحمة الله على صاحبها ووصيتي له ان لا ينساني
 من الدعاء في خلواته ولا ينافع احدا ولا يخاصم في ترجيم طرق
 بعضها على بعض وفي تفضيل مشايخ بعضهم على بعض وان لا يقع
 طرفا مقابلا في قضية وكلام الا ما ورد به نص جلي من الشارع
 او وقع عليه اجماع الامة المرحومة المصطفوية فان الامر فيما دون ذلك
 واسع والله تعالى اسئل ان يعافيني واياه عن الزيف والزلل والخطاء
 والخلل والبسته قيصا وقلنوة البسه الله لباس التقوى واعزلة في الدنيا
 والعقب راحر دعونا ان الحمد لله رب العالمين



یہ اہل سند حضرت مولانا سچت صاحب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ رقم نے دیکھی ہے اور جو جو کتابیں سند میں مذکور ہیں وہ سب اونس کے پاس موجود ہیں اور حضرت کے خاندان کے جو جو خلق ابیان رونق افزا ہوئے ہیں وہ سب ان بزرگ ملے ہیں بڑے زاہد و تارک الدنیا اور صاحب تاثیر تھے آخر کو اسی شہر حیدر آباد کن بن سلخ ماہ ذی الحجہ ۱۲۹۸ بارہ سو اٹھتر ہجری شب دوشنبہ کو انتقال فرمایا قبر آپ کی حسین ساگر کے تالاب کے کنارے واقع ہے اور آپ کے فرزند بزرگ مسمی شاہ میر علی شاہ صوفی قاضی چھاؤنی حسین ساگر المشہور سکندر آباد آپ کے خلیفہ اور جانشین ہیں اونس کے سوا ابیان اور بھی آپ کے مرید و خادم بہت ہیں شاہ میر علی شاہ صاحب صوفی نے ۱۲۹۹ بارہ سو ادنیاسی ہجری میں مولوی حاجی حسن زمان صاحب محی الدولہ کے پیر بھائی کے استفتاء کا جواب بھی لکھا ہے یہ قصہ یوں ہے کہ مولوی صاحب مذکور نے باوجود فیضیاب ہونے اس خاندان میں ان کے نامھی سے بعض مقامات تقیبات الہیہ اور حجتہ اللہ البالغہ وغیرہ پر اعتراض کر کے اوسکا استفتاء قرار دیا اور خود ہی تجسبہ ہو کر بے ادبانه تقریر کی سو اونس کے جواب کی ترکی بہ ترکی کے طور پر صوفی صاحب نے داد دی ہے عبارت جواب مولوی حسن زمان (۱) این اقوال مردود و مطہر و ناشی اند غایت غایت اند پس قابل آن بشوع از اصحاب اہوا باطلہ و ارباب آرا حاطلہ مصدق ان آصلہ اللہ علی علم و معتق فضل او بہرہا لث و پر ضلالت باشد کہ

جوان لانا ہو
محمد زین الدین
برحق رضی اللہ عنہ
سن ۱۲۰۰

اور اس ہفتا کی کیفیت کسی نے محی الدولہ کے زمانے میں جناب سید تقی الالقا
مولانا مولوی محمد زمان صاحب دانت برکات کی خدمت میں بیان کی تو
جناب معزز نے اوسکا جواب فوراً زبانی بہت خوب فرمایا اس مقام پر اوسکا لکھنا
مناسب جانکر مرقوم ہوتا ہی وہ یہ ہی (محبوب کی تحریر پر ہی کہ معتقد فضل اور جہالت
و پر ضلالت باشد اور مولانا فخر الدین صاحب ہلوی جو اسکے پیران کبار
ہیں وہ تو مولانا بافضل اولانا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کے
فضل و کمال کے بڑے معتقد و متقرب ہیں چنانچہ اپنی کتاب فخر حسن میں لکھتے ہیں)
صاحب المقامات العلیہ والکرامات الجلیہ الشیخ ولی اللہ المحدث سلمہ اللہ تعالیٰ ہم
مقامات و کرامات کا اقرار تو صاف اعتقاد فضل پر دلالت کرتا ہی اور مولوی فخر الدین
صاحب علیہ البرحمہ بڑے عالم و مدونی تھے صوفی کی تحریر اعتقاد کے خلاف
نہیں ہوتی یہ کیا بات ہی کہ پیر نور حضرت کے فضل و کمال کے معتقد ہوں اور
امید رکھے کہ معتقد فضل اور جہالت و پر ضلالت باشد انتہی یہ عبارت
فخر حسن کے معترض نے قول المستحسن جو اسکی شرح لکھی ہی اور وہ وہی میں
سنہ ۱۲۰۰ ہجری میں طبع ہوئی ہی اور اسکے اخیر ۹۹ صفحہ میں موجود ہی یہ بڑے
حیرت کی بات ہی کہ اپنے پیر کے سکھے کا بھی لحاظ نہ ہوا اور یہ عجیب فہم و فراہ
ہی کہ اپنی تحریر سے اپنے پیر کیا الزام آتا ہی غور کیا کیونکہ اہل ہوا اور متبع
قرعاسق ہیں فقہ کی کتابوں میں مذکور ہی لائن فستقیم من حیث الاعیاف

اور فاسق کی تعریف کرنی لگنا ہے۔ فاضل خان مین مرقوم ہیں ان سبج
 علی ان القاسق یعمل الحسن کان اثماً اور حدیث شریف مین وارد ہے چنانچہ
 جامع صغیر مین لکھا ہے مین و ترم صاحب بدعتہ فقد اعان علی ہدم الاسلام
 دوسرے پر جو الزام دھرا تھا وہ خود ہی کو ملزم کیا مین حقیر پیر لکھنؤ
 فَقَدْ وَقَعَ فِيهِ۔ زبدۂ محدثین و شیخ آفاق مولانا محمد اسحق علیہ الرحمہ
 جامع بنیان شرک طغیان جاوی موجبات علم و الباقان سالک مسالک ہدایت
 وار شاہ و مجاہد صافی اعتقاد رموز فہم سر اسر تفسیر قرآنی دقیقہ یاب عالم تقدیرات
 ربانی جامع کمالات صوری و معنوی تلمذہ کتب کلام الہی و حدیث نبوی مرقی مدارج
 درجات عالی پیشوا سے اولی و اعلیٰ ایک سیرت فرشتہ صورت جامع اسرار
 معرفت و حقیقت مواظب احوال و شریعت و طریقت فخر علمائے دین مسند
 محدثین موصوف بصفہ تقید و اطلاق مولانا و الفضل الاولانا ابو سلیمان
 مولانا مولوی شاہ محمد اسحق ابن شیخ محمد فضل ابن شیخ احمد ابن اسماعیل
 ابن شیخ منصور ابن احمد ابن محمود بموجب نسب نامہ حضرت پیر و مرشد و شہ
 مقام اول رحمہ اللہ علیم اجمعین آپ نواسے اور خلیفہ سترین و مسند نشین حضرت
 مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کے ہیں تھیں قطب آفاق حضرت آفاق
 بادشاہی خلق و منظر خلاق ہا جمع خلق احمدی و الشہ ہا پیش ازین نیست محت اخلاق
 بود شیخ سنان اور غریبان ہا اندلی قطع راس شرک تقاضا ہا و رغوشی ہزار لطف

مولانا محمد اسحق
 علیہ الرحمہ

کلام ہے در حکم کرشمۂ اشراق ہے در کمالات ظاہر و باطن ہے اسی ضیاء بود و ات
 بالکشف طاق ہے ولادت آپکی ہشتم ذی الحجہ ۱۱۹۷ھ الیہ السلام سوتانوسے ہجرت
 جناب مولوی عبدالقیوم صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کافیہ مولانا عبدالحی
 علیہ الرحمہ سے پڑھتے تھے کہ اونکو اپنے وطن کے سفر کا اتفاق ہوا تو حضرت
 میان صاحب اعمی مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے مولانا عبدالقادر صاحب
 اپنے برادر خرد کو آپ کے سین کے واسطے فرمایا اوس روز سے آپ اونکی خدمت
 میں ہر روز اخیر عمر تک حاضر رہے اور تمام صحاح ستہ اور کتب فقہ اور تمام
 علوم معقول و منقول آپ سے حاصل کیا اور حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کی
 عادت تھی کہ ہر روز بلاناغہ بعد صبح قریب طلوع آفتاب ایک کوع قرآن شریف
 کا کوئی ایک تفسیر کے ساتھ مثلاً ایک روز جلالین اور ایک روز بیضاوی
 اور ایک روز رحمانی اور ایک روز زہدی اور دوسری تفسیر بن اوسی مقام
 سنتے تھے اوسکا فارسی سوا مولانا اسحاق صاحب کے دوسرا نوتا تھا
 یہ طریقہ حضرت کے روز وفات تک جاری رہا اور بعد نماز ظہر کے جبوقت حضرت
 صحن مدرسہ میں جہل قدمی فرماتے مقامات ہندی کا سبق ہوتا تھا
 دوسرے بزرگ اور جیسے مولانا عبدالحی اور مولوی رشید الدین خان صاحب
 رحمۃ اللہ علیہما اور اونکے سوا بڑے بڑے علما فضلا سامع رہتے تھے انتہی
 حاصل کلام آپ بنیں برس کامل فن حدیث شریف اور بہ علم منیف حضرت کے

۷۱
 مولوی رشید الدین خان صاحب
 پیر خان صاحب
 اور صاحبان
 فقہ خصوصاً
 زبیر علی شیع
 بن آپ کی
 تخریج کردہ
 خزانۃ الایمان
 کے اردو ترجمہ
 سے ہیں۔
 وفات آپکی
 کیسے کی
 ہجرت
 میں
 تخریج
 تخریج
 تخریج

حضور میں طلبہ جدیدہ فکر کو پڑھایا کوئی کام آپ خلافت انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 سرزد نہوتا تھا رات دن حضرت رسول کریم علیہ صلوٰۃ و تسلیم کی پیروی چہل تھا
 فنا فی الرسول کا مرتبہ حاصل تھا چونکہ حق جل و علا نے صورت اور سیرت دونوں
 عطا کی تھی آپ کی صورت سے آثار صحابت ظاہر ہوتے تھے اور یقین ہوتا
 تھا کہ حضرت سید الثقلین صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کی صحبت کا فیض جنہوں نے
 پایا ہوگا اونکی یہی صورت و سیرت ہوگی مضرع زہد امت خاتم المرسلینؐ
 بعد وفات حضرت شاہ صاحب موصوف کے آپکا فرق مبارک دستار خلافت
 مزین ہوا اور تمام معتقدین صافی اعتقاد نے آپکی طرف رجوع کیا آپکے کمال
 ظاہر و باطن حد بیان سے خارج ہیں حضرت شاہ صاحب مخفوف فرمایا کرتے تھے
 کہ اگر معصومیت کا اطلاق سوکے بغیر ون کے دوسرے پر جائز ہوتا تو ہوت
 میں اسحاق پر ہوتا مولانا مولوی سید ہاشم صاحب کہتے ہیں یہ بھی بات مشہور
 ہی جو حضرت شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ سیرت تقریر سمعیل نے لی
 اور تحریر رشید الدین نے اور تقویٰ اسحاق نے سبحان اللہ کیا کمال
 اور کیا عنایت رب ذو الجلال ہی ناز اور فخر کرنا چاہیے ایسی خدا جوئی پر
 کہ نسب کچھ چھوڑ کر سفر حجاز اختیار کیا اور وہاں مع قبائل و عشائر حاضر ہو کر
 فرض حج ادا کیا اور زیارت شریف سے مشرف ہو کر پھر وطن کو تشریف لا کر
 حوائط و انصاب حج سے خلق کو راہ ہدایت دکھاتے رہے مولوی بہاؤ الدین صاحب

وغیرہ کہتے ہیں کہ آپ بادشاہ کے مکان کو بھی سال میں ایک بار ماہ محرم کی نوین
 تاریخ رونق افزا ہوتے تھے شہادت کا وعظ یعنی چند مضامین سر الشہادتین
 کے بیان کر کے پیر پیرہ پیر دن چڑھے وہاں سے واپس آتے تھے ایک روز بیشتر
 بہادر شاہ یا کوئی وزیر یا شاہزادہ دعوت کے واسطے حاضر ہوتا تھا اور بروز بیعینہ
 سواریان آئین مع حضار و خدام تشریف فرما ہوتے مجلس عام رہتی جو چاہتا چلا جاتا
 اور شہہ ہجری میں حسب گزارش شاہ زادگان دہلی یعنی میرزا غلام حیدر وغیرہ
 مائتہ مسائل اور شہہ ہجری میں بموجب التماس محمد خان زمان خان زمیزار
 موضع بھیکن پور مسائل اربعین تحریر کی سبجان اللہ کیا کمون یہ
 دونوں کتابیں ایسی ہیں کہ جاہل دیکھے تو عالم ہو جائے اور عالم دیکھے تو
 کمال بڑھ جائے اگر عمل کی توفیق ہو تو خاصانِ خدا سے ہو جائے بعد
 ایک دن کے از بسکہ شعائر اسلام میں ضعف اور رسوم کفر و بدعت میں قوت آتی
 جاتی تھی نیت ہجرت کو مصمم کر کے نام قبایل کو ہمراہ لیکر راہی کہ معظمہ ہوئے
 اور باوصفیکہ تمام سکناے شہر اور سلطان وقت بساجت تمام مانع آئے
 چونکہ شوق ماہو الحق غالب تھا آپ متمنع نہ ہوئے اور کہ معظمہ کو جا کر توطن اختیار
 کیا اور سبب کثرت کرم کے آپ کا کیسہ ہمیشہ خالی رہتا تھا خصوصاً اون لوگوں
 کی تبرعات کے سبب جو ہندوستان سے ادا سے حج کو وارد کہ معظمہ ہوتے
 تھے وہاں کے لوگوں نے حضرت کے وجود مطہر کو از جملہ مغنمات سمجھا اور آپ کا

وہاں ہونا موجب برکت جانا بارشانی دہلی سے جدا ہو کر اوس دیار مقدس میں
 چھ برس کامل تشریف رکھی آخر کو اسی جا بچیسویں ماہ رجب شب شنبہ قمری طلوع
 صبح صادق ۶۲ھ ۱۲۰۲ھ ہجری میں اس عالم سے انتقال کیا صاحب زینۃ الامانیہ
 نے یہ قطعہ آپکی تاریخ وفات میں لکھا ہی قطعہ شیخ اسحاق رہبر آفاقؒ،
 آنکہ ذات الشہدو جان طاق است، دل بسال مصال او سرور، گفت
 اسحاق شیخ آفاق است، حضرت خدیجۃ الکبریٰ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 کے روضہ بلند پایہ کے سایہ میں آسودہ ہیں۔ مکہ معظمہ میں بھی کچھ تدبیریں کا
 سلسلہ جاری رہا چنانچہ میر حسن علی عرف شاہ جی صاحب کتے ہیں آپ
 اپنے مکان میں دیکھو سبق پڑھایا کرتے تھے اور بعد مغرب کوئی طالب آف
 تو تربت درویشی میں مصروف رہتے اور آپ کے اشراق باطن کا یہ حال تھا کہ
 سبق میں اکثر اشخاص مختلف المزاج کچھ اپنے دلون میں سوالات سوچ کر آتے
 تو سب لوگ اپنے اپنے سوال و جواب کی تقریر حضرت کی زبان مبارک سے
 تفسیر و حدیث کے سبق پڑھانے میں سن لیتے مولوی سید ہاشم صاحب
 کہتے ہیں دہلی میں جب آپ راستے سے چلتے تھے تو نہایت فرد تنی سے
 چلتے تھے اور نظریں ہی ہتی تھی دھر سے اودھرنہ دیکھتے تھے گویا نظر ہر قدم
 کے مصداق تھے مگر ہیبت حق یہ ہوتی تھی کہ جو کوئی کس نہاں آپ کو دیکھتا تھا
 تو بغیر دست بوسی کے آگے نہ بڑھتا تھا اور دکاندار سب اپنی اپنی دکانوں سے

بچے آتے اور مصافحہ سے شرف ہو کر جاتے تھے انتہی مکہ معظمہ میں بھی آپ کے
 شاگرد موجود ہیں چنانچہ جناب مولوی محمد صاحب غیرہ اور مدینہ منورہ میں
 جناب مولانا مولوی عبدالغنی صاحب دہلوی مدنی سلمہما اللہ تعالیٰ اور ہندوستان
 میں تو بکثرت ہر ایک بلاد و امصار میں ترید و شاگرد بھرے ہوئے ہیں
 انہیں سے یہ چند شخص شننی اور مشہور ہیں۔ کوذعی بیعی جناب مولوی احمد علی صاحب
 محدث سہارن پور سی سلمہ اللہ تعالیٰ منتخب فضلائے زمان جناب مولوی حافظ قاری
 عبدالرحمن صاحب پانی پتی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ فاضل گیارہ مولوی حافظ
 شیخ محمد صاحب ساکن ٹھانہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔ گوہر بحار علوم صوری معنوی
 جناب مولوی عالم علی صاحب ساکن نگینہ مشہور بہ تراویا دمی حال نزیل
 رام پور سلمہ اللہ تعالیٰ آپ خلیفہ طریقت بھی ہیں سلمہ علوم ظاہر و باطن کا
 آپ سے جاری ہو نواب مغلی القاب مولوی حاجی مہاجر متبع سنن سید الاولیاء
 والاواخر بحر سواج علوم و عرفان نواب محمد قطب الدین خان دہلوی
 رحمۃ اللہ علیہ والیغفران۔ آپ شاگرد و رشید اور خلیفہ طریقت اور سجادہ نشین
 حضرت مکے تھے اور انتقال آپ کا مدینہ منورہ میں ماہ رجب ۱۲۸۹ھ
 ہجری میں ہوا ہے آپ بڑے صاحب حال تھے قابل تو کتب مصنفہ سے
 بابا جاتا ہی چنانچہ یہ چند کتابیں آپ کی مشہور و مطبوع ہیں جامع التفسیر طہار حق
 شرح مشکوٰۃ شریف خضر جلیل شرح حصن حصین جامع الحکایات تحفۃ السلاطین

درمیان
 درمیان

خانہ کتب
 خانہ کتب
 خانہ کتب

خانہ کتب
 خانہ کتب

تحفة الزوجین تحفة الاحبا سرج القلوب مآلقة الزنا وظیفہ مسنونة اور سوا سے
انکے بھی بہت مشہور ہیں اور حال کا یہ حال کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جذبے انکی
خدمت میں رہ کر اوقات و عادات کو قلب مذکر سے تو ایک دوسری کیمیا سعاد
ہو جائے اور اب آپکے مرید و شاگردوں میں سے دہلی میں مشہور و معروف
مولوی عبد القادر صاحب اور مولوی رحیم بخش صاحب عرف مفتی محمد سعید
اور جناب مولوی خواجہ ضیاء الدین احمد کہ یہ شاگرد رشید اور خلیفہ طریقت
بھی ہیں خلقت کی ہدایت میں مصروف ہیں۔ عمدہ اور افضل و اعلیٰ مستفیض
سے حضرت مولانا اسحق صاحب علیہ الرحمہ کے جناب فضیلت مآل حاوی معقول و مقبول
مقبول خدا و رسول فاضل اجل عالم باعلیٰ مروج مراسم سنن حضرت رسالت نبائی و ا
اسرار خاندان شاہ ولی اللہی لودھی یعنی مولانا حافظ حاجی مولوی عبد القیوم
صاحب دہلوی تریل شہر جھوپاں سلمہ الدذوالجلال ابن مولانا مولوی عبد الحی
ابن شیخ ہبۃ اللہ ابن مولوی شاہ نور الدین قدس سرہ خسر مولانا شاہ عبد العزیز
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ القوی ہیں ولادت آپکی ۳۱ ۳۲ بارہ سو اکتیس ہجری
میں ہی غلام نقی نام تاریخی ہی اور عبد القیوم کہتے ہیں کہ حضرت شاہ عبد العزیز
قدس سرہ کا رکھا ہوا نام ہی آپ نے قرآن مجید خرد سالی میں اپنے والد
ماجد کے رد برو حفظ کیا اور اکثر صفت نحو منطق و عقاید وغیرہ مولوی نصیر الدین صاحب
شافعی لکھنوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہی اور تفسیر جلالین ابن ماجہ نسائی

مفتی محمد سعید

مولانا مولوی
عبد القیوم صاحب
سلمہ الدذوالجلال

اور علم فریض مولانا یعقوب صاحب علیہ الرحمہ سے اور اکثر صحاح مولوی سید محبوب علی
 صاحب دیلوی سے اور کچھ ہم آہ مولوی مفتی سید مراد صاحب سے اور باقی
 فقہ اور بخاری شریف اور کچھ بڑیاوی اور معالم التنزیل اور مدارک اور درمثور
 اور صحاح ستہ اور قول الجلیل حزب البحر حصین مستدرک دارقطنی اور دارمی
 وغیرہ سب کچھ جناب مولانا سیدی صاحب علیہ الرحمہ سے پڑھا اور سنا ہی اور اجازت
 عامہ من کل الوجہ حسب قاعدہ محدثین اور بضابطہ مشایخ طریقت اجازت و خرقہ
 حضرت مولانا موصوف سے آپکو حاصل ہی اور آپکو بیعت ارادت اور اجازت
 و خلافت حضرت امام اہلین شیخ اوحہ سید احمد صاحب شہید
 قدس سرہ سے سرفراز ہی اور حضرت سید صاحب آپکو کلاہ بھی پہنایا ہی
 اور بہت کچھ عاآپ کے واسطے کی ہی اور ایک بار آپ کے پیچھے مع جماعت کثیر اقتدا ہی
 کی ہی اور آپکو رجحانیت سے حضرت شاہ عبدالعزیز اور سید احمد صاحب قدس
 سرہما کے بھی استفادہ حاصل ہی اور مولانا یعقوب صاحب سے بھی آپکو چار دن طوق
 میں بیعت اور ادکار و شغال کی صحت ہی اور آپ حلقہ میں اخوند عبدالعظیم خان صاحب
 کے جو عمدہ خلفا حضرت سید صاحب کے تھے اکثر حاضر رہے ہیں اور حسب ارشاد
 مولانا یعقوب صاحب رحمہ اللہ علیہ کے مزار پر انوار حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت
 شاہ ولی اللہ قدس سرہما اور خواجہ خواجگان حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی
 رضی اللہ عنہم پر آپ کا روئے خیال و مراقبہ میں مشغول رہے ہیں اور آثار و برکات عجیب پاک ہیں

غرض ذات جامع الکمال آپ کی اس عصر میں منتخبات سے ہر خدا تعالیٰ سلامت رکھے اور زہد و تقویٰ و صبر و تحمل سخاوت و مروت حلم و وقار خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے بہت کچھ آپ کو سرفراز کیا ہو رات دن تربیت و تعلیم خلائق میں مصروف رہتے ہیں بندگان خدا کو آپ کی ذات بابرکات سے نہایت فیض ہی اپنے بزرگوں کے یادگار ہیں اور آپ کو مولانا سچے صاحب نسبت دامادی کی بھی ہو مولانا صاحب کی دختر مرحومہ مغفورہ سے ایک دختر اور دو فرزند یعنی جناب حافظ مولوی محمد یوسف صاحب اور جناب لوجی حافظ محمد ابراہیم صاحب دونوں عالم فاضل متقی پرہیزگار ذی حلم و وقار اپنے خاندان کے یادگار ہیں اللہ جل شانہ دیرگاہ سلامت بابرکات کے آمین ذی المفاخر و المناصب جناب مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب قدس سرہ مؤلف قرۃ العین و جگزیہ قدس سرہ محب اللہ کا بنی کا محبوب ہے، کون اس وصف کا ہی پوچھیں تو ہے کمون مولانا محمد یعقوب ہے صاحب خلق محمدی تابع شرع احمدی جامع محمد صفات حاوی حامد اوقات افضل الکرام اشرف العظام خالق کے محب خلائق کے محبوب جناب مولانا مولوی محمد یعقوب علیہ الرحمہ آپ کہیں برادر حقیقی مولانا محمد اسحاق کے اور خلیفہ طریقت حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کے ہیں ولادت آپ کی بہت و ہشتم ذی الحجہ ۱۲۰۷ھ ہجری میں ہو آپ تین سبب شرح ملا کے حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ سے بڑھے ہیں فرماتے ہیں کہ عجیب طریقہ تھا تعلیم کا کچھ بیان نہیں کیا جاتا

مولا محمد یعقوب صاحب

گویا ابواب علوم مفتوح ہوئے تھے اور اکثر علوم خباثہ رفیع الدین صاحب علیہ الرحمہ
 سے حاصل کیا اور تفسیر جلالین حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب جیل قدمی کے وقت
 پڑھائی۔ غرض علم و فضل میں کیا بے روزگار فن تفسیر میں بحر ذخار اور حدیث
 میں دریا بے کنار تمام کمالات باطن و ظاہر میں اقران روزگار سے پایہ کم نہیں تھے
 مگر خلق جمیل اور صفات خیریل صبر و توکل میں لاثانی قناعت و استغناء میں بہ نظیر
 اکثر یہ معمول تھا کہ جب کوئی بطریق پیشکش و ہدیہ کے کچھ لاتا تو کبھی قبول فرماتے
 آپ نے بھی اپنے بزرگوار کے ہمراہ ہندوستان سے ہجرت کی اور مکہ معظمہ میں
 توطن اختیار کیا جب تک شاہ جہان آباد میں ہے گوشہ عزلت میں پایہ امن رہتے تھے
 اور انیسائے روزگار کی طرف کبھی بھی رجوع نہ کیا مکہ معظمہ میں بھی یہی حال تھا کچھ وجہ قلیل
 میں جو کوئی کسب حلال سے بہم پہنچتا تھا اپنے اوقات گزاری میں کرتے تھے
 کہتے ہیں کہ مکان میں فرصت کے وقت ریشم کھولا کرتے تھے اور شب روز عبادت
 خالق اور ہدایت خلاق میں مصروف رہتے طالبان خدا کو منزل مقصود کو پہنچانے
 ثقیات کہتے ہیں استعداد ظاہر کا یہ حال تھا کہ کبھی کوئی آیت کے معانی کرتے
 تو وہ مضامین عالی بیان فرماتے کہ سامعین شہر ہو جاتے بیرون وہی بیان چلا
 قوت باطن کا یہ کمال کہ ادھر سبق حدیث شریف وغیرہ کا بھی ہو رہا ہی اور ادھر
 توجہ بھی جاری ہو یہ اسکو مانع وہ اسکو مزاحم نہیں امانت داری ایسی کہ
 یعقوب امین مشہور تھے سکندر شاہ دہلوی کہتے ہیں کہ ایک شخص

آپ کے پاس دو سو قرص مسی امانت لے آیا اور کہا کہ یہ رکھیے آپ نے فرمایا
 الماری میں رکھ دو اور سننے اپنا نشان کر دیا اپنے نام ٹکھڑ دھر دیا ایک مدت کے
 بعد اس نے اگر طلب کیا آپ دیدیئے کہا کہ کھو لکر تھلائیے فرمایا کہ تم نے بھی کھو لکر
 نہیں تھلا یا تھا جس طرح رکھا تھا اسی طرح رکھا ہوا ہی وہ تکرار کرنے لگا
 اور کھو لکر کہا کہ یہ تو قرص ہین ہین ریال رکھا تھا اپنے فرمایا جو اپنے رکھا ہی
 وہی ہی خیال نہ رہا ہوگا خوب یاد کیجیے پھر اس نے اسی طرح تکرار کرنے لگا
 اپنے ویسا ہی ہستگی اور نرمی سے تین بار اوسکو سمجھایا جب دیکھا کہ وہ نہیں
 مانتا ہی تو مکان میں جا کر دو سو ریال لاکر دیا اور فرمایا کہ یہ بھی لیجاؤ خیر کھلو سہو
 ہوا ہوگا مگر کسی جہ سے چین بہ چین ہوئے اگرچہ شخص کوئی مسئلہ
 مختلف فیہ میں اپنے اپنے دلائل پیش کر کے نزاع ہر ایک نے تو آپ
 احسن تقریر سے ہر ایک کو سمجھاتے کہ سب جہ اختلاف سمجھ جاتے
 جگھڑا اٹھ جاتا صلح قرار پاتی کہ معظمہ میں ہزار ہا مخلوق خدا آپ فیضیاب
 ہوئے ایک شاعت کی آپ کی محبت برسوں کی عبادت سے بہتر تھی آخر
 اوسے اشرف المیلا دین اوٹھائیسویں ذی الحجہ ۱۲۸۰ بارہ سو باسی ہجری
 جمعہ کے دن انتقال فرمایا عمر آپ کی برابر باسی سال کی تھی حافظہ سوتی
 صاحب مہتمم مساجد شہر بھوبل نے آپ کی تاریخ اس آیت کریمہ سے نکالی ہے
 اَلَا اِنَّ اَوْلٰیاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہُمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

سکندر شاہ صاحب طور کہتے ہیں کہ میں حضرت کی تجنیز و تکفین میں حاضر تھا
 بیان تک اپنے ہاتھوں میں اور امیر بیک صاحب اور عبدالرحیم ملکینہ ساز
 اور نعمت خان حضرت کے خادم خاص نے قبر میں اتارا ہی جموعہ کے دن بھی
 نماز صبح اپنے تیمم سے ادا کی اور اشراق و چاشت بھی پڑھی دوپہر ڈھلے
 جب حرم محترم میں اذان ہوئی اوسی وقت روح پر فوج جانب ملا اعلیٰ
 پرواز کی عصر کی نماز کے بعد جنت الماویٰ میں حسب وصیت آپ کے
 بی بی کی قبر میں قریب مزار پُر انوار مولانا اسحق صاحب قدس سرہ کے
 دفن کیا جنازے کی نماز کی ایسی کثرت ہوئی کہ تمام حرم کی دکانیں بند ہوئیں
 کھڑے رہنے کو بدشواری جا ملتی تھی حرم شریف سے جنت الماویٰ
 تک اتنی خلقت تھی کہ قدم اوٹھانا مشکل تھا جنازے کو ہاتھ نہیں
 پہنچ سکتا تھا ہزار ہا عرب بوسے دے رہے تھے آخر وقت آپ نے
 جس قدر امانتیں کہ تھیں سب لکھو ادین اور فرمایا کہ تیس ریاں نفرتی میرے
 تکیے کے تلے ہیں اوسمیں تجنیز و تکفین ہوئے کچھ دھوم دھام اور تکلف
 ضرور نہیں اوس طرح عمل ہوا آپ حرم محترم میں مرزا امیر بیک صاحب
 آپ کے داماد اور آپ کی دختر اور مولوی خلیل الرحمن صاحب آپ کے نواسے صاحبزادے
 اور مولوی محمد عبدالرحمن بن حافظ محترم بن مولوی محمد معظّم المعرف
 مولوی محمد بن مولوی مقرب الدین شاہ اہل الدین شاہ عبدالرحیم

عبد
 زما
 حضرت
 امیر

عبد
 زما
 امیر

بن شیخ وجہ الدین شہید نواسے مولانا محمد اسحاق کے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
 کہ معظمین آپ کے خلیفہ اور نشین ہیں خدا تعالیٰ سلامت و بابرمت رکھے آمین
 جناب فضایل و کمالات مآب مورد انوار حضرت احمد مولانا
 و مرشد نامولوی سراج احمد صاحب خورجی سلمہ اللہ الصمد

مؤلف

فقیر ابن فقیر صاحب توقیر سراج راہ ہدی مقتداے متعالی
 عزیز عبد عزیز ابن شہ ولی اللہ سخی ختم رسل مدظلہ العالی
 آپ فرزند ہیں جناب شاہ محمد فارغ صاحب علیہ الرحمہ کے جفا مزار
 خورجے میں اوٹھین کے باغ میں واقع ہی اور شاہ محمد فارغ صاحب
 خلیفہ ہیں جناب مزار ستم بیگ صاحب علیہ الرحمہ کے جو بانس بریلی
 میں مدفون ہیں اور مرزا صاحب معز خلیفہ ہیں حضرت شاہ ولی اللہ
 محدث دہلوی کے قدس اللہ سرہ جناب شاہ فارغ صاحب بڑے
 صاحب کمال اور اکثر اوقات ہتھرق میں رہتے تھے اور حضرت
 شاہ ولی اللہ صاحب کی ملازمت سے بھی مشرف تھے اور مولانا
 شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ آپ کو براہ اور صاحب لکھا کرتے تھے
 مولانا سراج احمد صاحب مدظلہ نے تکمیل کمالات ظاہر و باطن
 اپنے والد ماجد اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز قدس اللہ سرہ سے

مولانا محمد اسحاق

فرخ آباد فقیر
 سہیل پور
 بہاولپور

خدمت عالی مین کی ہی اور حضرت شاہ صاحب کی ملازمت کثیر الکت
مین مدت تک رہ کر منصب خلافت سے سیر فراز و سر بلند مین
تمام علوم مین بحر زخار خصوص طبابت اور تفسیر وحدیث اور
حقائق وسلوک مین دریائے بے کنار مین سخاوت وشجاعت
وصبر وتوکل اور قناعت ومروت وقار وتحمل مین بے نظیر
ظاہر مین سپاہی اور باطن مین فقیر مین لباس بہت عمدہ
پہنتے مین اور اکثر غذا آپ کی دودھ ہوتا ہی تردید مذہب تشیع مین
نہایت کمال ہو ایک وقت اہل تشیع نے آپ کو دودھ مین زہر
پلا دیا تھا فوراً زہر کا اثر پا کر معالجہ کی طرف متوجہ ہوئے شافی حقیقی
کے فضل سے اثر اوسکا دفع ہوا مگر اوسوقت سے جسم مبارک
مین رعشہ ہو گیا ہی بحالت فقر وتوکل همان و مسافر کو نہایت عزیز
کھتے مین مصنفات خاندان عالی شان غفرلہ کی اس عصر مین حقیقہ
آپ کے پاس مین اوتنی کسی جانوگی تعبیر رویا مین بھی آپ کا کوئی
نظیر نہیں علم و عمل آپ سے نازان قال و حال آپ پر قربان ہی ایسے مبین
نکات و اسرار و حقائق قرآن مین گو با حضرت پر و مرشد کی زبان
مین جامعیت جمیع کمالات متورسی و معنوی حضرت پر و مرشد کی
لکھ کی ذات بابرکات مین جلوہ گر ہی بعض دقائق سلوک اس طریقہ علیہ

کے جو کمال سرفرازی اس ہیچ میز کو بذریعہ تحریر ارشاد کیے ہیں
 حوالہ تسلیم ہوتے ہیں (بعد ذکر اسم مبارک اللہ اللہ و تصور نور
 از ہر شفاف انور تر از نور شمس بصیرت مجتبیٰ کہ از طبیعت ذاکر خیر و
 مراقبہ این طائفہ ضافیہ این است کہ تصحیح خیال بسوی لفظ ذات
 بیچون و بیچگون کردہ آید و مختار شیخ شیخ فقیر کہ حضرت شاہ ولی اللہ
 اینست کہ غایت سیر و سلوک سالکان صرف تصحیح و تجرید خیال است
 بلکہ آن وصول است بجزوے از حظیرۃ القدس و سطح ملکوت الہی
 و تصحیح و تجرید خیال در ہیچ حال حاصل نمی شود جز کم خوردن و کم گفتن
 و کم صحبت داشتن با مردمان کم مصروف قیاس کن ز گلستان او
 بہارش را بہ بفضلہ تعالیٰ قصبہ خورجہ میں بقید حیات
 تربیت و تعلیم طالبان خدا میں دن رات مصروف ہیں خلقت
 خدا آپ کے دیدار کو مغتنات سے جانتی ہی ابقاۃ اللہ
 تعالیٰ علیٰ رُغْوَسِ الْمُسْتَرَشِدِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ آمین
 خدا آگاہ جناب خلیفہ اللہ علیہ الرحمہ بر سے
 تارک اور پتے درجے کے زاہد تھے اپنے حال کو چشم
 خلافت سے بہت پوشیدہ رکھتے تھے اکثر لوگ آپ کے
 کمال سے واقف نہ تھے مولوی نصر اللہ خان صاحب

زین العابدین علیہ السلام
 علیہ الرحمہ و علیہ السلام

سید احمد صاحب
قدس سرہ

جو آپ کے شاگرد ہیں اور اجازتِ طریقت بھی حاصل کی ہو
کہتے ہیں کہ آپ کے نام کے ساتھ خلیفہ کا لفظ اس واسطے مشہور
تھا کہ آپ لڑکوں کو پڑھایا کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ آپ کو
تین روز سکرات رہی تین دن تک شغلِ نفی و اثباتِ زبان
سے جاری تھا آخر اسی حال میں ۷۷۰ سالہ بارہ سو چوبیسویں
میں قصبہ خورجہ میں اس عالم سے نقل فرمایا مزار آپ کا
مخدوم کمال الدین خلیفہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہ
سردہما کے مقبرے میں واقع ہے۔ حافظ حاجے
مولوی معین الدین صاحب پھلتی علیہ الرحمہ
نہایت متقی اور یکتاے روزگار تھے انتقال آپ کا
مکہ معظمہ میں ہوا ہے۔ جناب سید فاسم علی صاحب مال پوری
علیہ الرحمہ آپ بڑے صاحبِ حال و قال اور زوی کمال تھے
ان بزرگوں کا حال مفصل راقم کے گوشِ زد نہوا مگر اس سے
زیادہ کیا کمال ہونا کہ حضرت کے خلیفہ طریقت ہیں اسی پر
اکتفا کیا اور بھی ان بزرگوں کے سوا حضرت پیروم شد
کے خلفا ہیں مگر خداے تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت
سید احمد صاحب قدس سرہ کی ایسی گرم بازاری ہوئی کہ

تسمہ پنجم

کسی کی دکان نہ چمکی۔ جاننا چاہیے کہ بعض اشخاص
چند قسم کے ہیں قسم اول حضرت امام ربانی اور
شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز
اور سید احمد صاحب اور مولوی اسماعیل صاحب اور ان کے
بعض پیرو بھائیوں کے منکر ہیں قسم دوم سوائے
امام ربانی صاحب کے اور دن سے ناخوش ہیں۔
قسم سوم حضرات ثلاثہ اخیرہ سے ناراض ہیں۔
قسم چہارم سوائے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب
ما بقی سے متصرف قسم پنجم مولوی اسماعیل صاحب وغیرہ
سے بدظن ہیں اس قسم کے لوگ بہت ہیں اور اقسام
مذکورہ کے منکر و معتقد اپنے اپنے دلائل بھی رکھتے
ہیں اور ایک دوسرے کے راوی بھی ہیں ہر ایک گروہ کے
کتب بسیط و طویل زمانے میں موجود ہیں اس طور کا جھگڑا
سابق سے چلا آتا ہی اور چلا جائے گا ایسے اشخاص بہت
نادر ہوں گے کہ جنگی خوبی اور خرابی پر اتفاق ہو راقسم
نے اس طریقے سے گزر کے فقط حضرات مذکورہ کے
کلمات پر مقالہ تمام کیا کیونکہ جب معاینہ مطالعہ کی تلاش

هوتی ہی تو کمالات نظر نہیں آتے مصرع

ز بسند ہنر دیدہ عیب جو ہاں

گر خدا خواہد کہ پوشد عیب کس ہاں

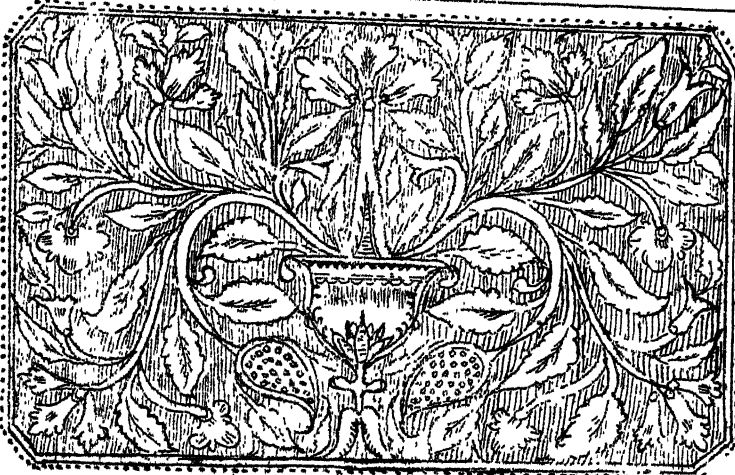
کم زند در عیب اہل دل نفس ہاں

و خدا خواہد کہ پردہ

کس درو ہاں میاں

اندر طعنے پاکان

برو



حاشیه

احوال میں حضرت پیر و مرشد امام اوجہ سید السادات والاودجا رفیع المنزل
منیع المرتب شیخ الاسلام عالی مقام کشف مشکلات علوم عقلیہ حلال معضلات
منون نقلیہ آفتاب آسمان شریعت و طریقت گوهر دریائے معرفت و حقیقت
سلطان المشایخ مرشد الانام منبع الکشف مبطل الالهام بقیۃ السلف امام الخلف
خلیفۃ الہی وارث رسالت پناہی اسوۃ المحققین قطب الواصلین معظم و کرم قبول
حضرت رسول اکرم الموصول الی اللہ مولائی مرشدی حافظ حاجی سید عبداللطیف المعروف
سید شاہ محی الدین صاحب القادری النقوی الویلوری المدنی قدس
اسرارہ و اعاد علینا فیوضاتہ و برکاتہ ابن سید شاہ ابوالحسن قادری ثانی ابن
سید عبداللطیف المعروف بحجی الدین ذوقی ابن رکن الدین سید شاہ ابوالحسن
قرنی ابن سید عبداللطیف قادری ابن میران سید ولی اللہ ابن سید عبداللطیف
عرفت بابو جی ابن سید محمد ابن سید عبدالحق ابن سید قطب الدین ابن سید
عبدالفتاح گجراتی شارح شتوی مولانا روم ابن قاضی سید اسماعیل خلیفہ شاہ عالم
گجراتی ابن سید برہان الدین ابن سید حسین ابن سید نور اللہ منصور ابن سید
عبدالفتاح ابن سید جلال متقی ابن سید حامد ابن سید حمزہ اصغر خلیفہ حضرت
غوث اعظم موصوف بہ قطب کبر ابن سید احمد ابن سید حسین ابن سید محمد
ابن سید صیف اللہ ابن سید ابو القاسم ابن سید حیدر کرار ابن امام محمد غنی

ابن امام محمد تقی ابن امام علی موسی رضا ابن امام موسی کاظم ابن امام جعفر صادق
 ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن ابو عبد اللہ امام حسین ابن امام
 الائمة ابو الاولیا امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے
 آپ کا سلسلہ مادری پستیں واسطے سے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
 پہونچتا ہی اور اسی سلسلے میں بیٹوان واسطہ حضرت غوث الثقلین قدس سرہ
 تک منتہی ہوتا ہی۔ جو اہر السلوک اور شنوی مطلع النور میں آپ کے سلاسل اور
 حالات مفصل مذکور ہیں اس پیچھے زرنے اس کتاب جواب کو آپ کے احوال
 خیر مال پر اس واسطے ختم کیا کہ آپ عمدہ اور اعلیٰ ترین مستفیضون سے خاندان
 عالمہ عزیزہ کے ہیں اور حسب طرح آپ کا خاتمہ ہوا ہی خدا سے عز وجل حضرت
 خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے طفیل سے میرا بھی خاتمہ
 دیا ہی کرے جو کچھ احوال ان کتابوں وغیرہ سے مستنبط ہوا خاتمہ میں لکھا
 آپ مانند حضرت غوث الثقلین کے صحیح النسب طرفین سے ہیں میانہ قدس سرہ رنگ
 وسیع الجہد تحیف الجثہ ولادت آپ کی سنہ بارہ سو سات ہجری میں شہر بلوہ
 ہنگام طلوع صبح صادق روز شنبہ یوم البدر ماہ جمادی الاخریٰ میں ہی۔ نوروز
 سالگی میں کتب عقاید اور فقہ آداب و اخلاق انشا و قصائد و صوفیہ و نحو منطق
 و کلام اور نظریات و عملیات طبابت اور ہندسہ و ہیئت حساب و حسد
 اور علم الفین اصول اور قوانین و سلوک کے علم موزون ہی اس نے والد ماجد اور دیگر

وہ پیچ احوال
 و خاتمہ کتاب

بیان علیہ

اوستاد و کچ پڑھی ہین بعد ازان ۱۲۳۵ بارہ سو ستائیس اور اٹھائیس ہجری
 میں حفظ قرآن مجید سے فارغ ہو کر مدت تک مطالعہ میں تفاسیر و احادیث اور
 سیر اور احوال مشینان اور حالات و ملفوظات بزرگان اور تواریخ گذشتگان
 اور کتب روئیہ کہ در میان فریق اہل اسلام اور فریق اہل کتاب کے واقع ہین بسری
 اس اشنا میں تحفہ اثنا عشریہ جو چھپکر مشہور ہوئی تھی ہمدست ہوئی دو بار اور
 مطالعہ کرتے ہی نہایت شوق و ولولہ اس بات کا پیدا ہوا کہ وہ اہل کواد کے
 مصنف عالی مرتبت معالی منزلت سند العلماء والاویا مولوی معنوی حضرت
 شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر تکمیل
 کمالات کیجیے اسباب سفر آمادہ کیا تو آپکی والدہ ماجدہ نے اس ارادے
 سے مطلع ہو کر فرمایا کہ اول بیان خوب علوم سے فراغت پا لو بعد ازان حضرت
 مولانا مولوی معنوی کی خدمت میں جاؤ تا سلیقہ اونسے استفادہ کا پیدا ہوو
 حسب ارشاد والدہ ماجدہ ۱۲۳۵ بارہ سو چونتیس ہجری میں مدراس کو تشریف
 لا کر تیمنا تیر کا دوسری جناب مولانا مولوی عبدالعلی بحر العلوم المعروف بہ ملک العلماء
 اور فاضل عالیجاہ مولوی باقر آگاہ رحمۃ اللہ علیہا سے پڑھکر بعد ازان فاضل
 مولانا علاؤ الدین جو ملک العلماء کے داماد اور شہر اوستاد تھے اونکی خدمت
 میں حاضر ہو کر تمام علوم نقلی و عقلی سے پانچویں شعبان ۱۲۳۵ بارہ سو ستائیس
 ہجری میں فراغت حاصل کی اس عرصے میں او دھر حضرت شاہ صاحب کے اور او دھر

اشفاق مازن
 شاہ عبدالعزیز دہلوی

اشفاق مازن
 شاہ عبدالعزیز دہلوی

آپ کے والد بزرگوار کا انتقال ہوا آپ پسند نشین خلافت پدر والا قدر ہوئے
اتفاق سفر کا ہوا ہر جیسے کو مردوں میں اور شہنہ کو عورتوں میں وعظ
فرماتے اور کھٹ پنی طالبان خدا کو بڑھاتے اور ہمیشہ مطالعہ اور تصنیف
وتالیف میں مشغول رہتے احیاء التوحید اور احیاء السنہ اور تنبیہ الجاہلین
اور صراط المؤمنین اور صل العلوم یہ کتابیں اوسے زمانے کی تصنیف ہیں
دوسری شہان شاہ ہجرت سفر حجاز اختیار کر کے حج اور زیارت مشرف
ہوئے بچھو اے کُل امیر مہیوں باوقا تہا کے ظہور ہر کام کا اوسکے وقت پر
موقوف ہر وہ جو شوق حصول ملازمت بابرکت حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ
الرحمۃ والقرآن کا اور ارادہ استفاضہ اوس خاندان عالیشان کا روزگار ہے
قیمت میں لکھا تھا مکہ معظمہ میں ایک سال سے زیادہ خدمت وصحبت جناب
معلی القاب قطب فاق حضرت مولانا شاہ محمد حق علیہ الرحمہ کی جو نواسہ اور
وارثہ کمالا ظاہر و باطن حضرت شاہ صاحب کے تھے چاہل کے اس پسند سرفراز ہوئے



نقل سند حضرت مولانا اسحق صاحب قدسؒ

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام
على سيد المرسلين وعلى الله وأصحابه اجمعين آمَّا بَعْدُ فَيَقُولُ
العبد الضعيف الحقير خادم علماء الافاق محمد اسحق الشيرازي
الجليل صاحب الفضل المبين الشيخ محي الدين سلمه الله الى يوم الدين

مفتی محمد شفیع صاحب دہلوی

طلب مئی اجازت بعض کتب الحدیث فاجرت له اجازة الكتب
 الصحاح الستة البخاری والمسلم وسنن ابی داؤد والجامع الترمذی
 وسنن النسائی وابن ماجه القزوينی فایضاً اجزت له لمشکوۃ المصابیہ
 والحسن الحصین للجزیری وحصل لی الاجازة والقراءة لهذا الكتب
 من الشیخ الذی فاق بین اقارنه بالتمیز اعنی الشیخ عبد الغزیز رحمہ
 اللہ فقاً وحصل له الاجازة عن والدہ الشیخ ولی اللہ المحدث الدہلوی
 العارف باللہ وحصل له الاجازة عن الشیخ ابی طاهر المذنب وهو حاصل
 الاجازة عن والدہ الشیخ ابراہیم المدنی وباسند مذکور فعملہ حرر فی المکة
 المعظمة فی الشهر الحرام الاول سنة ۱۲۸۲ للھجرة علی صاحبها الف الف صلوة وخیرة محمد اسحق
 الغرض آپ کی ذات بابرکات مجمع البحار کمالات صوری و معنوی آباء و اجدادی
 اور خاندان عزیز پر کی ہوئی نوین ذیچہ شہداء ہجریین وطن مالوفہ کو اقدام بین
 التیام سے مشرف کیا اور ۱۲۸۳ھ میں تصنیف سے جواہر الحقائق کے اور ۱۲۸۴ھ
 میں ترتیب سے فصل الخطاب فی الفرق بین الخطاء والاصواب اور ۱۲۸۵ھ ہجری
 تا لیت سے جواہر السلوک کے فراغت پائی اور ایک سالہ مسمی بہ غایۃ التحقیق نہایت عجیب
 و غریب آپ ہی کی تصنیفات ہی اوسمیں سئلہ وحدۃ الوجود کو دلائل عقلی و نقلی
 سے ثابت کیا ہی اور ایک عالم کو ورطۃ تذبذب سے نجات دی ہی اور یہ غایۃ التحقیق
 دوسرے میں لکھا گیا ہی کہ نقل جبکی استنہ عنہ سے میں اچھی طرح سے دشوار ہی آپ کے

اعلیٰ انتاجیہ
 از علی الدنا غفرلہ
 ۱۲۸۵ھ

صفت دارا

کمالات ظاہر و باطن پر مصنفات وال ہن بین کچھ بیان کر دین کیا مجال ہر فن پر
 آجی ذات سیدہ صفات کامل ہر مسئلہ ظاہر و باطن میں درجہ تحقیق و تکمیل کا حامل
 خصوص علم حقایق و سلوک میں آپ اس عصر کے مجدد ہن تصنیفات تمام مفید
 خاص عام اور نثر و دیکھ دور مشہور افراط و تفریط سے دور متعصب کو بیخ اور
 منصف کو سرور اور آپ نہایت مطیع سنت و قانع بدعت تھے ایک عالم نے
 آپے ہایت باطنی اور واصل الی اللہ ہوا مزیہ آپ کے تخمیناً چھ لاکھ سے زیادہ
 ہن علم و عمل اور تواضع و انکسار محل و وقار توکل و قناعت سخاوت و فرست
 میں علم الوقت اور وحید العصر امرا اور اغنیاء سے بالکل بے پروا اور فقرا اور
 غربا کے ملجا و ماوی تھے تمام عمر صبر و توکل میں بسر کی کسی کے پاس سے جاگیر
 اور تنخواہ نہ لی جو کوئی امیر و فقیر آپ کی خدمت میں آتا تو اس کے حسبِ حوصلہ
 ضیافت کرتے بلکہ جب تک وہ رہے اسکو دو وقت طعام پہونچاتے اگر کوئی
 قبول نہ کرتا تو تین دن ضرور بالضرور اسکی دعوت کرتے اول تمام مہمانوں کو
 حاضر پہونچاتے بعد ازاں کچھ بہادر قلیل آپ تنا دل فرماتے سید کہ یم اللہ
 المعروف بہ خواجہ پیر صاحب آپ کے حقیقی ہم شہر زاد ہی کہتے ہیں کہ قبول تحف
 و ہدایا کا تین طرح پرستور تھا۔ اول یہ کہ اگر کوئی نذر و تحفہ گذارتا تو ہونہ
 قبول فرماتے ہزار تردد و الپس کریتے و دوم اگر کوئی شخص کچھ سلوک کرتا
 تو اس سے سوا یا یاد پوڑھا یا سضا عفت آپ سلوک کرتے خواہ بطریق مہمانی ہو

یا بطور ہایا سویم کسی نے کچھ دیتا تو بخوشی تمام قبول فرما لے اور تصرف میں لاتے یہ فقط قوت ایمان و اخلاص اور فراست صحیحہ اور نور باطن تھا موافق حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ لوگ راہ دور و دراز سے خدمت شریف میں آتے اور اپنے اپنے مقاصد پاتے سو اس کے ہر ایک ملک سے استغنیٰ آتے آپ فوراً جوابات دست خاص سے تحریر فرماتے چنانچہ عرب سے بھی فتویٰ آیا تھا فتاویٰ کے ایک دفتر زخیم ہی اور مکتوبات بھی ایک مجلد عظیم ہر ایک مکتوب مشعر مطالب عجیبہ اور محتوی مضامین غریبہ ہی حضار مجلس نقلین مکاتیب کی لیجاتے اور دور دور تک پہنچا ایک مکتوب بجواب عریضہ اس احقر کے جو کمال سرفرازی دست مبارک سے سرفراز ہوا تھا بطور نمونہ اس مجلد کے لکھا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم بمطالعہ عزیز جان سعادت نشان محمد عبد الرحیم ضیاء اللہ تعالیٰ پس از سلام مسنون مشہود خاطر سعادت ذخایر باد القیام مورخہ چہارم جمادی الآخری ششمہ ہجری مع رسالہ شیون بیچون رسید و بخاطر فرحتہا رسانید الحمد للہ علی ذلک وجود شریف درین ایام غربت اسلام غنیمت وقت بہت اللہ یبقاکم و سائل نیز استعداد قوی دارند و در نظر فقیر غنیمت وقت سے آئند اگر بفضل اہل کامیاب صحبت صاحب دے گردند و در عالم قدس طہران نما بند عجب نبود بالجملہ مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ کا سے منسرا پند

۵ مقدس نوری از قید چه و چون به سر از جلباب چون او بود بیرون
 چو آن بچون درین چون کرده آرام به پیر روپوش کرده یوسفش نام
 صوفیه صافی شش مراتب ظهور و جود را اثرات کسبه و نظایر شش گانه خوانند
 مراد به تنزل شی آنکه با وجود حفظ حقیقت و احکام و لوازم وی از پایه بیاید
 و گیر فرو شود و در پایه پائین زیادت پذیرد بے آنکه نقصانی و تبدلی در پایه سابق
 واقع گردد و نزول و سے در مرتبه دیگر بصورت آخر مانع احکام اصل حقیقت می
 بود همچو تعین آب در امواج و حُب و تقید موم در پیاده با و فرزین و ظهور شخص
 در مایه متکثره مختلفه الالوان و الاشکال و بروز حروف مفرده و مرکبه از نفس
 واحده ساذجه غیر مرکبه ظهور و بروز و تجلی و تمیز و تعین و تقید همه راجع بمنه
 تنزل اند و منظر شی صورت و هیست از صور مختلفه وی و صورت شی عبارت
 از امری است که آن شی بوی محقول و محسوس شود و صور یا اصلیه اند همچو حی
 و علیم و بدیع و باعث و سایر اسماء الهیه که مصداق آنها حق جل مجدّه بود
 یا عارضیه که مصداق آنها غیر حق بود و صور عارضیه یا قدیمه اند و آنرا صور علمیه
 و اعیان ثانیه گویند یا حادثه و آن را صور روحانیه و صور جسمانیّه خوانند
 و این همه مظاهر بر منظر تعالی و تقدس که آن را وجود منبسط و وجود عام گویند قایلیم
 چنانچه صور مرتبه بر بساط آئینه و صور تن بر بساط جان قایلیم اندکما قال الله تعالی
 اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ قال الفقیه فی مقدمه شرح القصص

عالم الملك منظر عالم الملكوت و هو العالم المثالی المطلق و هو منظر عالم الجبروت امی
 عالم المجرات و هو منظر عالم الاعیان الثابتة و هو منظر الاسماء الالہیة و الحضرة الواحیدة
 و هی منظر الحضرة الواحیدة بزرگے راست سے ظل ارواح اندیشیاج همه بہا ظل اعیان اند
 ارواح همه بہا باز اعیان ظل اسماء سے حق اند بہا گرچہ اسماء ظل ذات مطلق اند
 صاحب لمعات می فرماید ماہ آیینہ آفتاب است همچنانکہ از ذات خورشید در ماہ
 هیچ نیست و از ذات ماہ در آفتاب اثری نہ کذ لک و لیس فی ذاته من سواہ
 شیء و لا فی سواہ من ذاته شیء انتہی و شیخ پیر و فقیہ علی مہامی صاحب تفسیر
 رحمانی در محاضرات النصبیہ سے طراز و لا شک ان وجود کل شیء لم یکن من ذاتہ بل کان
 من اشراق نور الحق و لا شک ان بینہ و بین المحل نسبتہ منشا بہا صفتہ فی الذات ہی
 مع الذات اسم من اسماء اللہ تعالیٰ فاسماءہ تعالیٰ ہی الظاہرۃ فی الاشیاء و ہی
 اسرار الربوبیۃ لکن ما تظہر فیہ تلك الاسماء لا یصیر رباً بل مربوباً و یقوہم القاصر
 انہ صار رباً کما یتوہم الصبی عند رویۃ صورة الشمس فی مرآۃ ان فی المرآۃ اشراق
 و مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ میفرماید ہر روز و دیوار گوید رشوم بہا
 پر تو غیر می ندازم کین منم بہا پس بگوید آفتاب ای نار شید بہا چونکہ من غایب
 شوم آپ بہا پر ہی بزرگے راست سے عارف ز حق پرست ولی او نمیشود بہا
 آیینہ جو نماست ولی رومی شود بہا قایلے راست سے دل را اگر تو صاف
 کنی بچو آئینہ بہا بیشک جمال دوست نماید معاینہ بہا و در دل است و دل من

لے
 اشارۃ الی ان الجبروت
 و الملكوت ہما ثابت
 و اما سمی آخر ۱۱

بدست او به چون آئینه بدست من و من در آئینه به و آقام ربانی در مکتوب هشتادم
 جلد سوم میفرماید آنچه این فقیر از اطلاعات ایشان معنی نموده است می فهمد آن است
 که این همه جزئیات متفرق حادث ظهور یک ذات اند تعالی و تقدس در رنگ آنکه صورت
 زید مثلاً در مرایا متعدد نمود پیدا کرده است ظهور یک ذات زید است اینجا که آنست
 و اتحاد است و کدام حلول و تلوین ذات زید با وجود این همه صور بر صرافت حالت اصلی
 خود است و این صور نه هیچ افزوده است و نه هیچ کاسته آنجا که ذات زید است
 این صور را آنجا نامی و نشانی نیست تا با وی نسبت از نسبت جزئیت و اتحاد و حلول
 و سراین کنند سر الآن کما کان را اینجا باید چیست چه در مرتبه که اوست تا چنانچه
 عالم را پیش از ظهور آنجا گنجایش نبوده بعد از ظهور هم آنجا گنجایش نباشد فلاح هم
 یلکون الآن کما کان انتهى حاصل آنکه در میان وجودات خاصه جتی است جامع
 و بی الوجوه و العالم همین جهت جامع و وجود عام در کثرت عالم مبدأ توحید وجود
 و احاطه و سراین و قرب و معیت است چنانچه جهت جامع جان منبسط در کثرت بدن مبدأ
 توحید زید و احاطه و سراین و قرب و معیت است پس وحدت وجود امر وجدانی است
 قال القیصری فی المقدمة التالیة المفهوم من الوجود لیس الاشیء واحد و المکابر منافع
 بوجدانه انتهى و این وجود عام تعالی و تقدس جوهر قیوم و جنس اعلی است
 و وجودات خاصه بجمیع اجزائه درین عین واحد وجود اعراض مجتمع اند مولانا جامی
 در شرح فصل یوسفی میفرماید فمن تخیل ان للعالم وجودا مستقلا فی نفسه مغائرا

للوجود الحق فلا شك ان ذلك هم وخیال لاحقیقه له و غیر مطابق لما فی نفس الامر
 انتی و نسبت این جنس علی با وجودات خاصه از نسبت اربعه مشهوره نسبت عموم و خصوص
 مطلق نیست بخلاف شهودیه و ایجادیه و علی کلام که نزد ایشان در میان وجودات خاصه
 جهمی جامع نیست بلکه همه حقایق مختلفه اند و همه آثار فائض از فاعل حقیقی که مقتضای
 ذات اوست و او غیر این وجودات خاصه بجمیع وجود پس در میان وجود عام و وجود عالم
 نسبت تباین بود دل سخنها دارد و لیکن پیر شهادت و یک سال و هجوم اشغال و غم
 قریب خانه خدا و ذوالجلال از ترجمان آنها مقصود دارد بنا بر روایتی که در عالم صلی الله
 علیه و سلم طلب عملی رفته بود سعادت آثار را در او افزایده هشتم جواهر السلوک بیان
 چهار قریب بقلم آمده است قریب سوم و چهارم خاصه سرور انبیاست علیهم الصلوٰه والسلام
 هر که باین قریب آخرین مشرف شود مشرف برویت حقیقی آن سرور عالم است
 علیه السلام اگر شخصی در ایام عروجی ماه بظهارت جا و جامه و بدن پس از نماز عشا
 با کسے سخن نگوید و بحضور قلب سه بار درود بفرستد که باشد بخواند و با بسم الله نه بار یا
 سوره اخلاص بخواند پس از آن سه بار درود بخواند و بجز و زاری تمام رویت بفرستد
 از حضرت باری خواهد و بدون کلام بر نیکی راست بخوابد و این عمل مکرر نماید امید است
 که در یک هفته برویت شریف مجازی مشرف شود انه هو القریب المحیب و علی
 کل شیء قدير رزقنا الله سبحانه و ایاکم الاعراض عما سواه و الاقبال الی جنابه
 بحرم سید المرسلین علیه علی آله و علیهم من الصلوٰات افضلها و من تسلیات اکملها

این تسبیح و تهنیت
 و عموم خصوص
 و عموم کلان

والسلام ۱۲۔ جمادے الآخرے سے شنبہ ۱۸۸۰ ہجری محی الدین عفا اللہ عنہ
 اور ۱۲ ہجری میں شتر شخص شیطان الانس ازراہ حسد کے گواہ ٹھہر کر حکام انگریز
 کے پاس جہاد کی نالش کی اگرچہ یہ امر اعلیٰ کلمۃ اللہ سے اور ضروریات دین میں
 و عظم منن حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی اور ہر مسلمان کو اس کام
 کی کوشش ضرور ہی مگر موقع اور سبب بھی شرط ہی حکام وقت نے ان اترار کے
 کہنے پر آپ کی قید کا ارادہ کیا اس خبر سے خلقت خدایں ایک حشر برپا ہوا ہنوز
 حاکم عصر کے بیان سے طلب نہیں ہوئی تھی کہ اپنے خواب میں حضرت سرور عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کو دیکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے فرمایا کہ
 یا ولدی لا بأس لک آپ کو اس خواجے اطمینان کلی ہوا حاصل کلام حاکم نے
 طلب کیے قید کیا پچاس روز آپ قید رہے قید خانہ میں آپ کی خرق عادت اور
 اخلاق دیکھ کر سب لوگ اور حاکم بہت متعقد ہوئے نہایت عزت و توقیر اور آرام
 سے رکھا انگریز نے بہت معذرت کی اور کہا کہ ان اشخاص کی نالش سے یہ امر واقع
 ہوا اور میں نے تمام کیفیت حکام بالاکے پاس لکھی ہے آپ خاطر جمع رکھنا ارشاد ہوا
 کہ میں راضی برضا ہوں کی طرح کا گلہ شکوہ نہیں اور کسی نے کچھ کیا نہیں۔
 گرگزشتہ رسد زخلق مرنج ہا کہ نہ راحت رسد زخلق مرنج ہا، از خدا و ان خلاف
 دشمن و دوست ہا کہ دل ہر دو در قرون اوست ہا اگرچہ تیر از کمان ہی گزرد ہا، از
 کمان دار بسند اہل خرد ہا حاکم بالاکے پاس سے بزدلی دریافت کامل کا حکم آیا

دار فضیلت ان
 نالش آتش

بناات نہج صلی
 علیہ وسلم

دریافت میں وہ شتر شخص سب کے سب جھوٹے ہوئے اور مفتری ٹھہرے
اونکے دلائل و براہین کو دریافت کرنے والوں نے رد کیا چنانچہ ایک شخص سے
پوچھا کہ تیرے بیان ان پر نالاش کی کیا دلیل ہو اس نے کہا کہ میں نے بحیثیت خود دیکھا
ہی اور بگوش خود سنا ہی کہ شیخ نے قرآن مجید بیکر آیات جہاد پڑھ کر وعظ کیا
حاکم نے اوس سے پوچھا تو مسلمان ہی اور قرآن شریف کا مقرر ہی اس نے کہا کہ ان
پھر پوچھا کہ تجھ کو قرآن پڑھنا آتا ہی اور کبھی تو پڑھتا بھی ہی اس نے کہا کہ پڑھتا
حاکم نے پوچھا کہ تیرے پڑھنے میں وہ آیات جہاد آئیں تو پڑھتا ہی یا چھوڑ دیتا
ہو کہ کہا کہ پڑھتا ہوں جب حاکم نے کہا کہ بس تجھ میں اور اومین یہی فرق ہی کہ تو جاہل
ہی اور وہ عالم ہیں وہ جب پڑھتے ہیں تو ان آیات کے معافی اور مضامین بھی
بیان کرتے ہیں تجھ کو وہ حوصلہ نہیں اس بیان سے سرکار کو کیا ضرر ہی اونکے
پاس شکر اور مال و حساب اور حکومت کمان ہی جو حاکم سے لڑیں اور جہاد کریں
فی الحقیقت تو ہی بڑا مفتری اور حاکم کا دشمن ہی دوسرے نے میں شعر جہاد
کے مضمون کے پڑھ کر کہا کہ میں نے یہ اشعار اونکے وعظ میں سنے ہیں
حاکم نے کہا کہ یہ اشعار تجھ کو کتنی بار سنکر یاد ہوئے اوس نے کہا تو میں
سننے سے یاد ہو گئے حاکم نے اوسے قیث کوئی کتاب اشعار کی منگو کر
تین شعر اوس کو تین بار سن کر کہا کہ اچھا اب تو ان اشعار کو مجھے سننا
اوس نالائق سے وہ اشعار نہ سنائے گئے حاکم نے کہا کہ تو بھی جھوٹا ہی

اسی طرح سب گواہوں کو رو کیا؟ دشمن چکرت جو مہربان باشد دست
 اور حضرت کی رہائی ہوئی بعض کہتے ہیں کہ جب حضرت سے سوال ہوا کہ آپ نے
 جہاد کا وعظ کیا تھا تو حضرت نے فرمایا کہ ہمارے قرآن میں کفار سے
 جہاد کا حکم ہے اور وہ ہماری ایمان کی بات ہی تم لوگ تو اپنے کو کتابی کہتے
 ہو آیا تم کو اپنے کفر کا اقرار ہے سب انگریزوں نے سنکر سکوت کیا پھر
 گواہوں سے ہر ایک کو بل کر دلائل طلب کیے سب کے دلائل دریافت میں
 رہو ہو۔ اَلصِّدْقُ بُجْحَىٰ وَالْكَذِبُ يُجْلِكُ جب حضرت کی
 رہائی ہوئی تو حاکم نے کہا کہ اِن مُفْتَرِیْنَ کو سزا ہوگی آپ ان پر اللہ
 کیجیے اور جو دعویٰ ہو وہ لکھ دیجئے آپ نے فرمایا جو کچھ میرا دعویٰ اون پر ہے
 وہ سب سینے رٹھ معاف کیا کی طرح کا کسی پر دعویٰ نہیں یہ سنکر
 حاکم مستحیر ہوا اور وہ مفتری سب پشیمان اور ٹھٹھی مدت میں انواع اقسام
 کی تکالیف میں مبتلا اور پریشان ہوئے تمام مخلوق حضرت کی معتقد
 تھی کیا مسلمان اور کیا ہنود خصوصاً نصرانی نہایت معتقد تھے اور
 از حد آپ کی تعظیم و تکریم کرتے آپ مدام دعوت الی اللہ میں مشغول
 اور اعلیٰ کے کلام اللہ میں مصروف رہتے آپ کے جدِ اعلیٰ سید ابوبکر
 قرنی تخلص کو یکصد و نو دو ایک سلسلون اور چھ بیس خاندانوں کی خلا
 آباؤں اور خلفائے اور نعمت باطنی جو پہنچی تھی وہ سب آپ کو حاصل ہوئی تھی

بیان سیدنا محمد

ایک
بہن

ذات والا آپکی مجمع البحر اور مطلع النور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوئی تربیت
باطن میں بھی طریقہ آپکا افراط و تفریط سے مُبرا اور زہد و تجرد اور سدرجہ کا
تھا تعلیم اشغال وادکار میں صحابہ اور تابعین کا رنگ تلقین مراقبات وغیرہ
میں صوفیہ متقدمین کا ڈھنگ و دسترون کے یہاں کے سال ہا سال کی محنت کی
بات و مان ایک بات تھی کثرت در وحدت اور وحدت در کثرت طالبانِ خدا
کے واسطے سوغات تھی رنگ و دلی کثرت بغیض صحبت آئینہ دل سے یوں
ہوتا تھا جیسے آفتاب سے ظلمت کیسا ہی مراقبہ ہو نہ کہ میں ادنا تو جسے سطح
جہتا تھا گو یا حرفِ منبت وہ کون تھا جو اسرارِ غیب کا گاہ نہوا وہ کون تھا
جو واصل الی اللہ نہوا آپکا قال بحیثہ حال تھا اور دعوت الی اللہ کا شوق
برجہ کمال تھا تمام کفار کو دعوتِ اسلام بر ملا کی دور و دراز والوں کو بذریعہ
تحریر ادا کی چنانچہ او آخر عمر میں زبانِ عربی اور فارسی اور ہندی اور انگریزی
وغیرہ میں کفار جزائرِ ملبار اور نصرائی اور ہنود کے واسطے دعوت نامی
اسلام کے چھپوائی اور شوقِ قطعہ لندن کو بھیجوائے اور تمام راجاؤں میں
منتشر کیے اور میں سے دعوت نامہ اہل کتاب کا جو زبانِ عربی میں ہی لکھا جاتا
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ
الانسان من نطفۃ فجعلہ سمیعاً بصیراً واعطاه قلباً منیراً
انسان کو نطفہ سے پس کیا اور کوشنوا بنیا اور دیا او سکودل روشن

دعوتِ اسلام کا
نام

ثروہب لمن اراد فی العاجلة نعیما وملکا کبیرا فرے
 چھرنشا جسکے لیے کہ چاہا دنیا میں مال اور ملک بڑا پھر تربیت کیا
 بدنہ و قلبہ و لتربیۃ بدنہ صب الماء صبا و شق الارض
 بدن کو اور دل کو اس کے اور واسطے تربیت بدن اس کے برسا یا پانی اوپر سے اور چرائیں
 شقا و انت فیہا حبا و عبا و قضا و زیتونا و خلا
 پھاڑ کر اور ادا کیا اوس میں اناج اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجور
 وحدائق غلبا و فاکہ و ابا متاعا له و لانعامہ
 اور باغین گھن کے اور میوہ اور چارہ واسطے فاجہ اس کے اور چار پالوئیں اس کے
 و لتربیۃ قلبہ ارسل رسلا ہدایۃ الی خالقہ و ربہ
 اور واسطے تربیت دل اس کے بھیجا راستہ بتلانے والے رسولوں کو و طوفان خالق اس کے اور رب اس کے
 ایہا العیسویون کان عیسے رسول اللہ و عبده
 اے عیسوی لوگو تھے عیسے رسول اللہ کے اور بندے اس کے
 کما کان موسیٰ و محمد رسول اللہ و عبده ایدہم اللہ
 جیسے کہ تھے موسیٰ اور محمد علیہما السلام رسول اللہ کے اور بندے اس کے تاہم کی اللہ نے ان کی
 بالایات و المعجزات لیتمین الصادق عن الکاذب فی دعوہ
 ساتھ نشانین کے اور معجزوں کے تا اللہ ہو سچا جھوٹے سے دعویٰ میں
 الرسالات ایہا العیسویون جاء عیسیٰ بالایات من
 رساتوں کے اے عیسوی لوگو آئے عیسیٰ علیہ السلام ساتھ نشانین کے

رَبِّهِ يُصَوِّرُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَيَنْفُخُ فِيهِ

اپنے رب کی طرف سے بناتے تھے مٹی سے مانند صورت پرند کے پس پھونکتے تھے اور

فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَ

پس ہوتا تھا وہ پرندہ حکم سے اللہ کے اور اچھا کرتے تھے اندھے مادر زاد کو اور کوڑھی کو اور

يُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ كَمَا جَاءَ مُوسَى بِأَمْرِ الْبَحْرِ

زندہ کرتے تھے مردے کو اللہ کے حکم سے جس طرح آئے موسیٰ علیہ السلام کہ چلا تھے دریا کو

وَجَاءَ مُحَمَّدٌ بِشَوَاقِقِ الْقَمَرِ فَقَدْ جَاءَهُ بِالْمُجْرِبَاتِ وَالنَّبَاتِ

اور آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ شوق کیا چاند کو پس تحقیق آئے یہ سب ساتھ معجزوں کے اور کائنات

الْعَظِيمِ وَقَالُوا إِنَّ اللَّهَ رَبُّنَا رَبُّكُمْ فَأَعْبُدُوا هَذَا صِرَاطَ مُسْتَقِيمٍ

عظیم کے اور کہ تحقیق کہ اللہ رب میرا ہی اور رب تمہارا یہ کہ عبادت کرو او کی یہ راہ استوار ہے

آيُهَا الْعِيسَوِيُّونَ كَانَ عِيسَى مَخْلُوقًا مِنْ غَيْرِ الْأَبِ

اے عیسوی لوگو عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے

كَمَا كَانَ آدَمُ مِنْ غَيْرِ الْأَبِ وَلَا أُمَّ فَلَيْفَ يَكُونُ خَالِقًا وَرَبًّا

جیسا کہ آدم علیہ السلام بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہوئے تھے تو کیسا ہو گئے عیسیٰ علیہ السلام خالق اور رب

آيُهَا الْعِيسَوِيُّونَ كَانَ عِيسَى عَبْدًا مَخْلُوبًا مِنَ الْيَهُودِ

اے عیسوی لوگو تھے عیسیٰ علیہ السلام بندے مغلوب یہود سے

وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ فَالْعَبْدُ الْمَخْلُوبُ كَيْفَ يَكُونُ الْهَادِي وَمُعْتَبَرًا

اور تحقیق اللہ تعالیٰ غالب ہر اور ہر چیز کے پس عبد مغلوب کیونکر ہو گا الہ اور معبود

أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ يُوْخَذُ الْعَبْدُ بِذَنْبِهِ لَا بِذَنْبِ غَيْرِهِ

اے عیسوی لوگو پکڑا جاتا ہے بندہ سب اپنے گناہ کے ذریعہ گناہ غیر اپنے کے

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ فَكَيْفَ أَخَذَ اللَّهُ عِيسَىٰ بِذَنْبِ أُمَّتِهِ

اور نہین بوجھ اٹھاتا ہے کوئی بوجھ اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا کیونکر پکڑا اللہ نے عیسیٰ کو مجرم گناہ

وَالْقَاهُ فِي جَهَنَّمَ وَآخِذْ بِمَقْبُورَتِهِ أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ

اور ڈالا اُن کو دوزخ میں اور گرفتار کیا عذاب میں اپنے ۔ اسی عیسوی لوگو

أَخَذَ الْبَرِّئُ بِذَنْبِ غَيْرِهِ ظَلَمَ قَاحِشٌ وَاللَّهُ عَادِلٌ فَكَيْفَ يَكُونُ

گرفتار کرنا ہے گناہ کا سبب گناہ غیر اُس کے ظلم ظاہر ہے اور اللہ تعالیٰ عادل ہے پس کیونکر ہوگا

ظَالِمًا مُّجْحَمًا وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ

ظالم پاک ہو اللہ تعالیٰ اور بلند اُس چیز سے کہ کفار کہتے ہیں ۔ اسی عیسوی لوگو

بَشِّرْ حَيِّي بِأَنَّ النَّبِيَّ الْكَبِيرَ بَاتِي مِنْ بَدَنِي كَمَا فِي الْبَابِ

بشارت دی مجھے علیہ السلام ساتھ اس بات کے کہ تحقیق نبی بزرگ آجکا بعد میرے جیسا کہ قیرے باب میں ہے

الثَّالِثُ مَنْ مَاتَ وَكَانَ عِيسَىٰ نَبِيًّا مُّبْعُوْثًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَآئِيلَ

میں کی انجیل کے اور تھے عیسیٰ علیہ السلام نبی بھیجے گئے طرف بنی اسرائیل کے

حَاضِرًا بَيْنَ يَدَيَّ حَيِّي فَكَيْفَ يَكُونُ نَبِيًّا مُّبْعُوْثًا

روبرو مجھے علیہ السلام کے پس کیونکر ہو گئے عیسیٰ علیہ السلام نبی بشارت میں گئے عیسیٰ کے

أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ مَا ادَّعَىٰ أَحَدٌ مِنْ الْأَنْبِيَاءِ أَنْ يَكُونَ مَسْبُوكًا

اے عیسوی لوگو کسی نے دعویٰ نہیں کیا پیغمبروں سے جدا گئے ہونے میں

عَلَىٰ مُبِينًا مُحَمَّدٍ بِانْقِطَاعِ النُّبُوَّةِ فَكَيْفَ خَلَا الزَّمَانُ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ منقطع ہونے نبوت کے پس کیونکر خالی رہا زمانہ

إِلَىٰ هَذَا الْأَمَدِ الْبَعِيدِ عَنِ النَّبِيِّ نَاصِحًا آمِينَ أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ

میت دراز تک بنی ناصح امین سے ای عیسوی لوگو

إِدْعِي نَبِيَّنَا بِأَنَّهُ نَبِيٌّ مَّبْعُوثٌ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَبِأَنَّهُ

دعویٰ کیا ہمارے بنی نے ساتھ اس بات کے تحقیق کہ وہ بنی ہیں صحیح نظر تمامی دیون اور

خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَلِهَ رِايَاتُ نَبِيِّ بَعْدَهُ كَمَا أَدْعَاهُ فَكَيْفَ

وہ خاتم الانبیاء ہیں اور نین آیا کوئی بنی بعد انکے جیسا کہ دعویٰ کیا اُونھوں پس کیونکر

لَمْ يَكُنْ نَبِيًّا مَّبْشَرًا خَاتَمًا أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ أَنْ

نہ ہونگے بنی مبشر خاتم ای عیسوی لوگو تحقیق

الْإِنْكَارَ مِنْ عُمَلِ الْمَلِكِ بَغْيٌ كَذَلِكَ الْإِنْكَارُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ

انکار عالموں سے بادشاہ کے بغاوت ہر اس طرح انکار پیغمبروں سے

اللَّهِ كُفْرٌ وَإِنْ الْإِنْكَارَ مِنْ نَبِيِّ اللَّهِ عِيسَى كُفْرٌ كَذَلِكَ

اللہ کے کفر ہر اور تحقیق انکار عیسیٰ علیہ السلام بنی اس سے کفر ہر ایسا ہی

الْإِنْكَارَ مِنْ نَبِيِّ اللَّهِ مُحَمَّدٍ كُفْرٌ عَصَمَنَا اللَّهُ تَعَالَى

انکار بنی اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کفری محفوظ رکھے ہمیں اللہ تعالیٰ

عَسَاءَ يُنْكِرُونَ أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ إِنَّ الْبَغْيَ مُوجِبٌ

جس چیز سے جو انکار کرتے ہیں ای عیسوی لوگو تحقیق بغاوت سبب ہر

للا فأت كذلك الكفر موت للعقوبات وان في
 واسطه آفتون کے اسطرح کفر سبب ہی واسطه عذابون کے اور تحقیق
 اطاعة المليك وعامله أمر براحه وليس في عيش
 اطاعة میں بادشاہ کے اور اسکے عاملون کے امن ہی اور راحت ہی اور نہیں ہی عیش میں
 المطيع ولا في سكونه ثقبه كذلك في الإيمان بالله
 فرمان برداروں کے اور سکون میں اونکے رخصت اسطرح ایمان لانے میں ساتھ اللہ کے
 ونبيه امان وجنة وليس في دولة المليك ولا في
 اور اسکے نبی کے امن ہی اور نیت اور نہیں ہی دولت میں بادشاہ کے اور نہ
 ملكه ثمة أيها العيسويون الدولة القانية

حکام میں اور اسکے رخصت۔ اے عیسوی لوگو دولت فانیہ

سمر قاتل والمك ايضا ظل زائل يزول بحادث

زہر قاتل ہی اور ملک بھی سایہ ڈوبنے والا ہی زائل ہوتا ہی کوئی حادثہ

او وارث فال موت حق والبرنخ حق والبعث حق

یا وارث سے پس موت حق ہی اور برنخ حق ہی اور مکرر اوتھنا حق ہی

والحساب حق وعلم الله بالسِّر والعلانية حق والجنة

اور حساب حق ہی اور اللہ کا جاننا پوشیدہ اور ظاہر حق ہی اور جنت

والشراح حق خف من الله تعالى فأت خلقك ورباك

اور درون حق ہی ڈر اللہ تعالیٰ سے پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تجھے اور رب تجھ

وَأَعْطَاكَ مُلْكًا وَبَدَأَ الْحَيَاةَ وَالْمَوْتَ وَالْبَعْثَ وَالْحِسَابَ
اور دیا تجھے ملک اور اس کے ہاتھ ہر حیات اور موت اور مرے بعد اٹھانا اور حساب
وَالْعَفْوَ وَالْعِقَابَ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ وَإِنَّ بَطْشَهُ شَدِيدٌ
اور بخشنا اور عقاب تحقیق تمہی ہر بخشش والا مہربان اور تحقیق گرفت اور سختی کر
وَعَذَابُهُ أَلِيمٌ أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا
اور عذاب اوسکا دردناک ہے۔ اے عیسوی لوگو نہ ٹھہرا اللہ کے ساتھ معبود
آخِرَ فُلْتُمْ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَدْحُورًا أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ
دوسرا پس ڈالا جاؤ گے دوزخ میں ملامت کیا ہوا اور راندہ ہوا۔ اے عیسوی لوگو
لَإِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ لَمْ يَعْبُدُونِ الْمَخْلُوقَ وَيَذُدُونَ الْخَالِقَ
تحقیق اہل کتاب کیوں پوجتے ہیں مخلوق کو اور کیوں جھوڑتے ہیں خالق کو
وَهُمْ يَعْقِلُونَ وَلَمْ يَلْبَسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَيَكْتُمُونَ
اور وہ عقل رکھتے ہیں اور کسو اسطے چسپاے ہیں حق کو ساتھ باطل کے اور چھپاتے ہیں
الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ إِنِّي لَا أَقُولُ
حق کو حال آنکہ وہ جانتے ہیں۔ اے عیسوی لوگو تحقیق میں نہیں کہتا ہوں
لَا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا أَنْ تَقُولُوا إِلَى كُلِّ سَوَاقٍ بَيْنَنَا
اہل کتاب کو مگر یہ بات کہ او طرف ایک بات کے ایسی بات کہ برابر ہی ہم
وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَا تَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا
اور تم میں یہ کہ نہ عبادت کریں ہم مگر اللہ کی اور شریک نہ کریں ہم ساتھ اس کے ساتھ

وَلَا يَتَّخِذْ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا

اور نہ ٹھہراوے بعض ہم میں کا بعض کو معبود سوا اللہ کے پس اگر پھر جاؤ تم

فَاشْهَدُوا بآنَا مُوَحِّدُونَ أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ إِنِّي أَدْعُوكَ

تو گواہ رہو ساتھ اس بات کے کہ ہم موحد ہیں اسی عیسوی کو گو تحقیق میں بلانا ہوں تجھ کو

إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَتَوْحِيدِهِ أَسْلَمْنَا تَسْلِمًا يُؤْتِيكَ اللَّهُ أَجْرَكَ

طرف اللہ تعالیٰ کے اور توحید اوستے اسلام لا سلامت رہیگا دیکھا تجھ کو اللہ بدلاتیرا

مَرَّتَيْنِ أَجْرَكَ وَاجِدَ الشَّابِعَيْنِ فَإِن تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ

دو بار تیرا بدلا اور تیری پیروی کرنے والوں کا پس اگر پھر انا تو پس تجھ پر ہی

إِثْمُكَ وَأَنْتُمْ الْمُطِيعِينَ أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ إِنِّي لَسْتُ

گناہ تیرا اور تیرے اطاعت گزاروں کا۔ اسی عیسوی کو گو تحقیق میں نہیں ہوں

بِسَنِّي وَلَا رَسُولٍ وَلَكِنِّي لِحَدِيثِ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ وَارِثٌ

نبی اور نہ رسول اور مگر میں اپنے جد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث ہوں

وَلَا خَرِيقِي حَارِثٌ أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ إِنِّي لَكَ نَاصِحٌ

اور واسطے اپنے آخرت کے کا شکار ہوں۔ اسی عیسوی کو گو تحقیق میں واسطے تیرے نصیحت

أَمِينٌ إِن أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي

کرنے والا ہوں میں نہیں ارادہ کرتا ہوں مگر نیکی کا جس قدر کہ طاقت رکھتا ہوں اور نہیں توفیق

إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَالْيَهِ أَنْيَبُ أَيُّهَا الْعِيسَوِيُّونَ

میری مگر ساتھ اللہ کے اوپر چھوڑا کیا میں نے اور طرف اوستے جمع کرتا ہوں۔ اسی عیسوی کو گو

ما اسئلك عليه من اجر ان اجري الاعلى رب العلمين

نہیں چاہتا ہوں میں تجھ سے اس پر کچھ بلا نہیں ہو بلا میرا مگر رب العلمین پر

من محی الدین وارث محمد سید المرسلین

بعد ازان سنہ یک ہزار و دوصد و ہشتاد و دو ہجری روز شنبہ سوم شوال کو
ارادہ حج مکرر کا کر کے وطن سے روانہ ہو کر گلبرگہ مین تشریف لائے وہاں
حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ کی زیارت سے فارغ ہو کر اپنے خلیفہ
رستین جناب مولانا مولوی سید شہاب الدین عرف حسن پادشاہ سلمہ اللہ تعالیٰ کو
چند دعوت نامی اور ایک مکتوب علیحدہ بنام نواب مختار الملک بہادر کہ اوہ
امور ہدایت جو انکو مفید ہوں مندرج تھے یعنی اصلاح قوانین مجاریہ
نواب صاحب کے موافق ضابطہ شریعت غرا کے اور تخویف نافرمانی شریعت کے
اور فرمانبرداری میں امید ثواب آخرت کی دیکر حیدر آباد دکن کو روانہ فرما کے
آپ بمبئی کو تشریف فرما ہوئے جناب مولوی صاحب نے راقم کے مکان کو
اپنے اقدام فیض النیام سے رونق بخشی بواسطت جناب ستیخہ الالاقاب
حضرت استاد مولوی حاجی محمد زمان صاحب کے اللّٰهُمَّ مَتِّعِ الْمُسْلِمِينَ
بِطَوَّلِ حَيَاتِهِ وَضَاعَفْ ثَوَابَ جَمِيلِ حَسَنَاتِهِ سَعِيتَ جَنَاب
مولوی سیح الزمان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ برادر استاد مولوی ہوصوف حضرت
شہاب الدین صاحب کی ملاقات نواب صاحب سے ہوئی نواب صاحب بہت اکرام سے

میں نے اس کو
اپنے مکان میں
رکھا ہے تاکہ
میں اس سے
ملاقات کر سکوں

پیش آئے اور مکتوب ہدایت اسلوب کو پڑھا حضرت پیر و مرشد کی ہدایت اور
 خیر خواہی پر نہایت تحسین و آفرین کی اور حضرت پیر و مرشد کا ذکر خیر پوچھتے
 رہے بعد چند ۷۷ حضرت معز کو رخصت کیا اور انھوں نے اوس کام سے
 فارغ ہو کر دعوت نامے بیان بعض نصرانیوں کو پہونچا کر بمبئی کو روانہ ہوئے
 چند روز جو بیان تشریف فرما تھے تو بعض خدا طلبوں نے غنیمت وقت
 سمجھ کر اونسے استفادہ کیا الحاصل حضرت پیر و مرشد نے بعد پہونچنے
 مولوی صاحب معز کے ہفتم ماہ ذیقعدہ کو جہاز بادی پر سوار ہو کر اگرچہ ہوا
 مخالف اور امید پہونچنے کی بعید موسم حج کا قریب اور اہل جہاز کو پریشانی
 اور طرح طرح کی حیرانی تھی مگر ذات بابرکات حضرت کی ناخدا کے کشتی طوفانی
 تھی ۷۷ چہ پاک از موج بحران راکہ باشد نوح کشتیان ۷۷ بفضل الہی
 چہارم ذیحجہ کو ساحل جدہ پہونچے کرامت جو اثنای راہ جہاز میں ظاہر
 ہوئی وہ انشاء اللہ تعالیٰ کرامتوں میں مذکور ہوگی وہاں سے ششم ماہ مذکور کو
 کتبہ مقصود میں داخل ہو کر مناسک حج سے فراغ پایا پس سبب تعجب سفر
 اور کبر سن اور مخافت جسمی اور قلت غذا کہ ایک املہ پر اکتفا فرماتے تھے مزاج
 مبارک پر ضعف طاری ہوا خدام ہمراہی سے ایک جماعت نے عرض کی کہ
 جناب عالی تو حج فرض اور زیارت مدینہ طیبہ سے پیش از سی سال مشرف
 ہوئے ہیں خود بیچ حضرت پر نفل تھا اور سفر مدینہ طیبہ کا نہایت صحب ہی

مناسب یوں ہے کہ صاحب زاوے بلند اقبال کو مع دیگر شخاص کہ شرف زیارت
نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم ہیں رخصت فرما کر خود بدولت سایہ حریم
محترم انبی میں توقف فرمائیں حضرت نے جواب میں التفات نکلی یہاں تک کہ ہزار
خدام کا از حد ہوا سو حضرت کے تیاری مدینہ منورہ کی زیارت کی ہو چکی کوچ
کی شب کو حضرت پر و مرشد نے روایہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے مشرف ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تعال عندی نے
یا وکدیتے اس ارشاد بشارت بنیاد سے محفوظ ہو کر بیدار ہوئے اور اپنی روانگی
کا حکم دیا از سر نو تیاری ہوئی مدینہ منورہ کی راہ لی حضرت راہ کس طرح کے
لاحق حال خجستہ مال ننوی ایک منزل مدینہ طیبہ باقی رہا کہ اوس منزل کو بیرہنہ
کہتے ہیں وہاں دو تین بار اتفاق اجابت و اطلاق کا ہوا اوس کے دوسرے
دن کہ ششم محرم الحرام کی تھی زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے
اور غذا مطلقاً موقوف ہوئی یہاں تک کہ ایک قطرہ پانی کا نہیں اوتڑا تھا اور
ہوش و حواس میں بالکل فرق نہ آیا تھا مگر ضعف آنا فانا زیادہ ہوتا تھا
پھر اپنے فرزند ارجمند سید محمد رکن الدین کو کہ اونیس سال کا سن تھا خرقہ
خلافت آبائی اور خلفائی سے سرفراز کیا صاحب زاوہ ارجمند نہایت متقی اور
پرہیزگار ہیں اوقات عزیز کو تحصیل علوم و مینہ اور کمال اسرار باطنیہ میں مشغول
کرتے ہیں خدا تعالیٰ او کو اجاد کی کمالات سے سرفراز کرے اور خدام کے

بشارت علی نبی
صلی اللہ علیہ وسلم

باب خلافت
نور

بیانِ صلاح

بیانِ سیرتِ صالحہ

سر پر سایہ گستر رکھے اور اونکی وصیت میں مشغول ہوئے منجملہ وصایا حضرت پیر و مرشد بقدر زہد و رجا فرمایا اب تک کہ بیاسی سال کی عمر میں میں نے کبھی اپنی فکر نہ کی کہ صبح کو کیا کروں اور شام کو کیا کھاؤں رزاقِ مطلق نے بے دغدغہ رزق موعودہ خوان فضل و کرم سے پہونچایا چاہیے کہ اس طریق رہن اور قرض کیسے کامیرے ذمے پر اور میرا قرضہ کسی پر نہیں ہو اگر کسی کو کچھ دیا ہوں تو بہ نیت معافی دیا ہوں کسی سے چاہیے کہ مبلغ کا تقاضا نہ کریں اور تمام کتب کہ تخمیناً چار ہزار جلد سے زیادہ ہیں پٹنے وقف کی چاہیے کہ تم امین رکھو اہل کو دینا اور وعدہ پر لینا اور محکوم یا پٹن قبیہ جدا مجد حضرت امام حسن اور اہلبیت کرام علی جدہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے دفن کرنا اور جادۂ شریعت پر قائم رہنا بکیسوں کی اعانت اور مسکینوں پر شفقت کرنا بھوکے کو کھلانا اہل حاجت کی حاجت برلانا اور مہمان و مسافر کو عزیز رکھنا اور جناب حاجی مولوی سید شہاب الدین صاحب پاشا کی جانب ملتفت ہو کر فرمایا کہ سراجِ دو قسم پر ہی روحانی اور جسمانی روحانی مراد ہی حاصل ہونے سے چہار قرب کے یعنی قربِ نوافل اور قربِ فرائض اور قربِ قاب تو سین اور قربِ آوازِ ذی جسمانی وہ ہے کہ سالک کے جسم کی خاک نہ طیبہ کی خاک میں آمیختہ ہو کہ اللّٰهُمَّ اَدْخُلْنَا بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ وَنَبِيِّكَ صَلِّ اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّم الْقُصَّةَ بِاَزْدِہِمْ مَاہِ عَمَّ رُوْزِ خَبَشَہٖہٗ کا تھا

کہ آواز نہایت پست ہوئی اور لبِ مبارک ہلنے لگے جناب مولوی شہاب الدین صاحب کان لبِ مبارک کے نزدیک لے گئے تو صاف یہ صدا سنی کہ لَقَدْ نَظَرَ اللَّهُ إِلَيَّ اور حضرت کے داماد فرماتے ہیں کہ اس وقت میں سر بالین کھڑا تھا ناگاہ حضرت کا سر بائیں طرف جھکا میں نے سمجھا کہ شدتِ ضعف سے جھکا ہی فوراً بیٹھ گیا دیکھا کہ لب ہلے ہیں نزدیک سے سنا تو کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ زبان سے جاری تھا اسی حالت میں عصر کی وقت پر فتوح پرواز ہوئی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ ذٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَّشَاءُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ عَنَّا وَمِنْ بَرَكَاتِهِ يَرْزُقُنَا اٰمِيْنَ دوسرے دن کہ جمعہ تھا اور بقضاے الہی آپ کے ہم شیرِ ندامت شہیدہ محمد قادی بھی اسی دن وبا کی شکایت سے انتقال کیا تھا دونوں جنازے مسجد نبوی میں متصل منبر شریف کے روضہٴ جنت میں رکھ کر بعد نماز جمعہ تمام زوار نے کہ ستر سزار سے کم نمون گے جنازے کی نماز پڑھی اور بموجبِ صیغہ جنتہ البقیع میں بایں قبہ مقدس اہلبیت رضی اللہ عنہم اجمعین دو نو بزرگوار ایک ہی مزار میں دفن ہوئے

تاریخ وفات

آن پیرِ محیِ ملت و دینِ لز و جوداد	علم و عمل جو عسرو بنو جزو ہم شدہ
شوقِ ادایِ حجِ مکرر چو جوشِ نرد	پایانِ عمر عازمِ طوافِ حرم شدہ
ہر چند ہشتاد و مرضِ ساختنِ لبون	فارغِ زعمِ خود بہ ثباتِ قدم شدہ

تاریخ وفات از
مصنف عقرب

زین پس پیر زیارت جد بزرگوار
 پانکب تعال یاکه خورد تا به گوش
 آخر بذوق مائده نصرت وصال
 از بعد استفاضة که تا هفت می نمود
 هم ظاهر از قبیل فرزند فاطمه
 از رو این اشاره ضحیا سال آن تو

در بند انتظار زوال الم شده
 سرتاپه پا بخواب زبان نغم شده
 داخل بروی شیه گردون خیم شده
 مامور بر اقامت عین ارم شده
 قریب جوار یافت و محترم شده
 مقبول بارگاه شفیع الاظم شده

از عقیدت نشان حضرت والا شان حاجی محمد قاسم صاحب کرتیان

چون ز دنیا محی دین عبد اللطیف
 گفت تاریخ وفاتش با تقم

شیخ وقت و عابد و شاغل برفت
 صاحب بن عارف کامل برفت

از حکیم سید مظفر حسین صاحب عهده دار اهل انشای محکم
 صدر المہام مالگزاری سرکار عالی

چو رفت آن شیخ کامل پیر پران
 بگفتا با تقم سال وفاتش

بلک جاودان زین ملک فانی
 گرامی قدرو محمد الدین ثانی

از مؤرخ یکتا حاجی سید محمد علی صاحب المتخلص نوا

شعبه محی الدین شیخ با صفا
 گفت سال رحلتش مخزون نوا

رفت زین جا جانب دار البقا
 شد امام المؤمنین و احصرتا

از طبع تراشعرا المل اعنی مولو سے نجم الدین حسن صاحب

المختلص فی فضل

شیخ دوران زدار فانی شد . در بقیع مدینہ سوے جان
گفت تاریخش افضل مجبور . رفت ہیہات حُجی دین ز جهان

صرف اوقات شب و روز نماز پنجگانہ جماعت سے ادا کرتے بعد نماز
صبح کے اشراق تک مسجدین ورود ہما سے حُشی اور نسیل و تسبیح و درود
شریف و ادعیہ مانورہ میں مشغول رہتے بعد ادا می اشراق مسجد کے باہر
درس علوم دینی خصوص حقائق و سلوک میں متوجہ رہتے بعد تدریس جوابات
خطوط و ہفتتقا دست خاص سے تحریر فرماتے پھر دوپہر کو کچھ باحضر
تناول کر کے قیلو کہرتے پھر بیدار ہو کر بعد اداے نماز ظہر حجرے میں
تشریف لے جاتے دروازہ بند رہتا عصر تک کسی کا گد ز نہوتا وہاں
قرآن شریف دیکھ کر بتدبیر معانی تلاوت کرتے عصر کی نماز پڑھ کر بالاخانے
پر جلوہ افروز ہوتے گرد و پیش بندگانِ خدا جمع آتے پند و نصائح اور
ارشاد میں مغرب تک دربار عام فرماتے بعد ادا سے نماز مغرب مسجد میں
تشریف رکھتے اور لوگ بھی حاضر رہتے تب کوئی آیت قرآن مجید کی
پڑھ کر عشا تک حُضار کو نید و نصیحت فرماتے بعد ادا نماز عشا سب کو رخصت
کر کے مہمان و مسافروں کے خبر گیران ہوتے جب مہمان وغیرہ طعام فارغ
ہوتے تو آپ حرم سرا میں جا کر چند لقمے تناول فرما کر مسجد کی جانب تشریف لے کر

شب و روز

نصف شب تک تصنیف میں مشغول رہتے بعد ازاں آرام فرماتے —
 اسامیے خلفائے حضرت مقبول رسول مختار مشہور ہر بلاد و مہم
 حضرت سید شاہ علی محمد صاحب قادری عرف بڑے صاحب علیہ الرحمہ برادر حضرت
 قدس سرہ جناب علی القاب رکن الملة والدین حاجی سید شاہ محمد صاحب قادری
 سلمہ اللہ تعالیٰ صاحبزادہ و سجادہ نشین حضرت معزز قدس سرہ مولوی حاجی سید محمد
 قادری سلمہ اللہ تعالیٰ داماد و ہمیشہ زادہ حضرت معزز قدس سرہ حاجی سید فضل الدین
 قادری سلمہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ زادہ حضرت معزز قدس سرہ حاجی مولوی سید شاہ محمد
 قادری ہمیشہ زادے حضرت معزز کے جو عینہ منورہ بین آپ کے ساتھ مدفون
 ہیں قدس سرہ ہا سید شہ میر صاحب قادری سلمہ اللہ تعالیٰ نبیہ ہمیشہ
 حضرت معزز قدس سرہ عالم عامل فاضل کامل حافظ قرآن جامع علوم شریعت
 و حقیقت شیخ محمد تنبولی ثم الملک شیخ کامل عالم عامل جامع شریعت حقیقت
 مولانا محمد خان بدخشانی ثم المدنی عالم عامل فاضل کامل لکھتے زمان پیشوا
 جہان متبع سنن حضرت سید المرسلین مولوی محی الدین صاحب فقیہ قادری
 سلمہ اللہ تعالیٰ آپ کو استاد محی الدین صاحب اور دبی محی الدین صاحب بھی کہتے
 ہیں حضرت کے خلفائین و خید ہر بلکہ اس ملک میں فرید الدہر ہیں مولوی
 شاہ عبدالحی صاحب قادری واعظ صاحب تصانیف کثیرہ سلمہ اللہ تعالیٰ میر محی الدین
 صاحب قادری ولد شاہ من اللہ صاحب حمد اللہ علیہ از مشائخ بالاکھاٹ جناب

مولانا مرشدنا مولائی مولوی حاجی سید شهاب الدین صاحب قادری میسور
عرفت حسن پادشاه ابقاء اللہ تعالیٰ الی یوم الدین علی رؤس المسترشدین خطیب
شاہ محمد یعقوب صاحب قادری علیہ الرحمہ سید عبدالقادر صاحب قادری عرف قلوبیہ
علیہ الرحمہ عالم و صوفی سید جلال الدین محمد بن سید عبد المجید مینی حافظ قلام محمد بن
قادر ولد حافظ عبدالقادر صاحب اتوری سلمہ اللہ تعالیٰ سید ابوالحسن صاحب قادر
بیجا پوری کپلاؤ سلمہ اللہ تعالیٰ شاہ ولی محمد صاحب قادر اپو ویلوری سلمہ اللہ تعالیٰ
فرزند میر بخش اورنگ آبادی محمد عبدالعزیز صاحب قادری سلمہ اللہ تعالیٰ حاجی عبد
صاحب عرفت سید شاہ عالم صاحب کن تار پتری سلمہ اللہ تعالیٰ مولوی حاجی عبد الوہاب
صاحب قادری سلمہ اللہ تعالیٰ مولوی سید احمد صاحب قادری برادر زوہ سید اکبر صاحب کن
سواد مولوی عبدالقادر صاحب بلیا گھاٹی سلمہ اللہ تعالیٰ سید اکبر صاحب کن
سواد مولوی علی احمد صاحب کن سواد حافظ سید مصطفیٰ صاحب قادری بمبئیہ زاہ
شاہ ولی اللہ صاحب نیرنگری سلمہ اللہ تعالیٰ مولوی نعل محمد صاحب قادری سلمہ اللہ تعالیٰ
واماد مولوی اسد اللہ بیگ صاحب مخفور اپو ویلوری مولوی سید عبدالرشید صاحب
قادی دہلوی بہوپالی فاضل جلیل جرنیل حامی دین مصطفوی واقعہ اسرار نبویہ
مولوی حافظ حاجی محمد حنیف صاحب قادری سلمہ اللہ تعالیٰ عالم عامل فاضل کامل چھو
بہرہ و تقی شیخ محمد بن الی بکر نربانگوری مولوی عبدالصاحب شاق سلمہ اللہ تعالیٰ
نزیل فرخندہ بنیاد حیدر آباد مولوی حافظ سید عبداللہ صاحب قادری عظیم آبادی

نہایت حیران و پریشان ہو کر اپنے جہدار کو اطلاع کی جہدار قفل کھول کر دیکھا تو
 حضرت زو قبلہ ہر بسجود ہین اور وہ جو روشنی تھی مفقود اس کیفیت کے دیکھنے
 سے قید خانے کے تمام لوگ نہایت معتقد ہوئے کہ امت ایک قندھاری
 زمرہ سادات سے ایک شب حضرت کے مکان میں بھوکا رہ گیا اور سیکو خبر نکلیا
 اوس رات کو اپنی خادمہ کے خواب میں تشریف لجا کر غصے سے فرمایا کہ مسافر
 مکان میں بھوکا رہ گیا اوسکی خبر نہ لی اوس نے عرض کی کہ حضرت وہ کون ہے
 فرمایا کہ فلان سید قندھاری خادمہ نے کہی کہ کھانا تو حاضر ہو مگر سالن نہیں
 فرمایا کہ چٹنی ہی سہی وہ خادمہ جلد خواب سے بیدار ہو کر کھانا سالن پکا کر
 علی الصبح خوان اوس مہمان کے حضور میں لائی وہ شخص خلاف وقت خوان
 دیکھ کر حیران ہوا اور پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے میں نے تو کسی سے اپنا حال
 ظاہر نہیں کیا اوس نے وہ صورت واقو بیان کی سبکو سننے سے نہایت
 حیرت ہوئی ایضا جب بقصد حج مکر وطن سے نکل کر کڑے میں داخل
 ہو کر ایک چا پر تشریف فرما ہوئے تو وضع و شریف وہاں کے ملاقات
 کے واسطے حاضر ہوئے انہیں سے ایک شخص ضعیف تھا اپنے اوسکو نزدیک
 بٹھلایا نام پوچھا اوس نے بتلایا پھر عمر پوچھی اوس نے عرض کی کہ بیاشی برس
 کی عمر ہو اپنے فرمایا کہ میری بھی عمر اتنی ہی ہے یہ خوا کر چندے مرافق رہے پھر
 سہلند کر کے فرمایا کہ طایر روح قفس تن سے پرواز کیا چاہتا ہے اوس پرورد

کرامت

رجاء
 مہمان
 کرامت

کچھ نہ سمجھا مگر فرمایا جب لوگ سب برخواست کیے تو وہ مرد ضعیف بھی رخصت ہوا
 دوسرے دن اس جہان گدازان سے نقل کیا تب لوگوں نے سمجھا کہ حضرت کا
 وہ ارشاد اس واقعہ پر اشارہ تھا ایضاً سید حیدر نامی ایک شخص بیان
 کرتے ہیں کہ میں جب ویلور میں آکر ایک مکان میں اُترا تو اس مکان میں
 چند لوگ روح کے باب میں بحث کرتے تھے کوئی مخلوق کہتا تھا کوئی غیر مخلوق
 میں اسکی تحقیق کے واسطے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور وقت حضرت مسجد میں
 معتکف تھے وہیں مشرف ہو کر رو برو ہٹھا حضرت نے فرمایا کچھ پوچھنا ہو
 تو پوچھو میں توقف کیا خود بدلت نے کہا کہ روح کے باب میں کچھ پوچھتے ہو
 اور وقت میں بہت لرزان عرض کیا کہ روح مخلوق ہی یا نہیں فرمایا کہ روح مخلوق
 اور حادث ہی پھر اوسکے بہت سے دقایق و نکات بیان کیے ایضاً ایک
 آپکا مرید عابد و زاہد حاجی پرہیزگار اپنا حال بیان کرتا ہی کہ ایک بار سفر کا
 اتفاق ہوا اور میں جوان تھا اہل و عیال سے دور ہو گیا غلبہ نفس سے
 زنا کی خواہش پیدا ہوئی اوس شب کو حضرت خواب میں تشریف لا کر غصے
 سے فرماتے ہیں افسوس کیا تو فعل بد اختیار کرتا ہی رہ سکتے ہی میں لرزا
 ہوا اور زبان بند ہو گئی پھر فرمایا کہ آج سے تیری شہوت سلب ہو گئی جب
 میں خواب سے بیدار ہوا تو کچھ آثار رجولیت کے اپنے میں نہیں پایا اسی حالت
 میں تین برس گزرے کسی سے کیفیت نہیں کہہ سکتا تھا بعد ازاں ویلور میں آیا

بات بیان

کہ جس نے اس کو
 دیکھا ہے وہ کہتا ہے
 کہ اس کا حال

کہ اسکا کچھ علاج کروں حضرت کے ہنوتی ایک بڑے عالم و پیر ہنیزگار جناب حاجی محمد الدین صاحب طبابت میں بھی اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے اونسے یہ حال بیان کیا تو اُوںھونے فرمایا کہ یہ کچھ بیماری نہیں کہ اسکا علاج کیا جاوے یہ تیرے پیر کا تصرف ہی اونسے عرض کر جب میں نے یہ سب سرگزشت اپنی ایک کاغذ میں لکھ کر حضرت کے حجرے میں رکھ دیا جب نماز کے واسطے مسجد میں تشریف فرما ہوئے تو مجھ کو دیکھ کر فرمایا کہ وہ کاغذ تو نے رکھا ہی میں کچھ حجاب سے عرض کر سکا دو تین بار اسطرح پوچھا کہ کچھ مجھ سے جواب نہ ہو سکا اوسے شب کو خود بہ میں تشریف فرما ہو کر فرمایا کہ دیکھ آئندہ بہت ہوشیار رہنا خدای تعالیٰ سے دعا کہ میں خوف رکھتا جا تیری اصلی رجولیت خدای تعالیٰ نے اپنے فضل سے تجھے عطا کی جب میں خوابے بیدار ہوا تو اپنے میں آثار رجولیت کے پایا یہ کیا کرامت ہوئی خدای تعالیٰ کیا تصرف ہی یہ بفضل الہیہ بلکہ ایسی کرامت معقولہ کم ہر پیشینہ سے بھی منقول ہے ایضا چند مسافر آپکی رباط میں دو تین روز رہ کر عشا کے وقت حاضر ہو کر رخصت لیے وہ لوگ کہتے ہیں کہ نصف شب کو حضرت نے آکر ہمیں جگا کر فرمایا کہ جلد جاؤ اور آپ تشریف لے گئے ہم لوگ سب غلبہ خواب کے پھر سو رہے بعد چند ساعت کے پھر رونق افزا ہو کر جگایا اور فرمایا کہ جلد جاؤ ہم سب تیار ہو کر وہاں سے چلے دوسرے دن دوبارہ کو ایک جنگل میں ناٹا اور وہ لب ریز خاری تھا ملاخون نے ہمیں لو کرے پر سوار کر کے بار اوتار

میں نے کچھ
اسکا علاج کیا
نہ ہو سکا

ہم سب لوگ اوتر کے حوالے سے فارغ ہو کر کھانا کھانے کو بیٹھے تھے کہ دوسرے
چند شخص آئے ملا حون نے اونکو بھی ٹوکرے میں بٹھا کر پار اوتارنے لگے
ایک بیک ایسی مٹینیا نی ہوئی کہ وہ سب لوگ غرق ہو کر مر گئے جب پہنچے جانا
کہ حضرت نے جو دو بار اٹھایا وہ الہام الہی تھا اگر ہم دیر کرتے تو واسطیج دو بکر
مر جاتے یا کنارے پر ہر جیران ہوتے۔ ایضاً قادیانی الدین صاحب راسی
ایک حضرت کے فریدوں سے بڑے پرہیزگار کہتے ہیں کہ حضرت کے وہاں ایک روز فاتحہ تھا
باہر سات شخص اور زنا نے مین نو یادس مہمان آئے تھے عادت شریف یوں
تھی کہ قریب دو پہر کے مکان مین تشریف لیجاتے کھانا سب کو تقسیم ہوتا
اوس روز کسی جاسے دودھ آیا تھا رو برو لائے رکھا حضرت نے سب کو
تھوڑا تھوڑا تقسیم فرمایا چنانچہ باہر کے لوگوں کے واسطے سات کٹوروں
میں تھوڑا تھوڑا دودھ آیا حضرت بھی ذرا سا دودھ پی کے باہر تشریف
لائے طہر کے وقت وضو کے ارادے مین تھے کہ پٹن کے تینیس سپاہی
آئے اور حضرت سے مصافحہ کیے اپنے پوچھا کہ کمان سے تشریف
لائے ہیں اونھوں نے عرض کیا کہ فلان بستی سے اور فرمایا کمان جاؤ گے
تو کہا بنگلور کو اور کمان اوترے ہو تو عرض کیا کہ حضرت کی سر امین
پھر ارشاد ہوا کہ تم کتنی شخص ہو عرض کیا کہ سبیل مسلمان ہیں اور
تین ہندو کہ وہ اسباب کے باس حاضر ہیں اونکو فرمایا کہ آپ سبیل صاحب

تشریف فرما ہوں

شب کو میرے پاس ال خشکہ بنا ول کرنا پے سنکر حضار حیران ہوئے کہ دن
کو تو سوکڑا دودھ کے کچھ میسر نہ ہوا شب کو انکی دعوت کیسی ہوگی اتنے میں
ان لوگوں میں سے ایک شخص نے سائے روپڑی نذر کیے اور انکو ارشاد ہوا کہ
عصر کے وقت تشریف لائیے بات چیت ہوگی وہ لوگ روانہ ہوئے بعد
وہ روپڑی عبدالرحمن خان کو عنایت ہوئے اور خون نے کھانے کی تیاری
کی شب کو سب لوگ گھر کے اور باہر کے مہمان کھانا کھائے ایضاً
حافظ حاجی سید محمد علی صاحب عرف سید و مہمان متخلص نوا ابن نواب
ملتس خان مرحوم کہتے ہیں کہ میں حضرت کی خدمت عالی میں حاضر تھا بین العشاء
والمغرب ایک درویش تشریف لاکر کہنے لگے کہ اے مولوی صاحب میں ایک
بات پوچھتا ہوں اسکا جواب دو گے آپ نے فرمایا خدا چاہے تو جواب دوں گا
کیا بات ہی فرمائیے اوس درویش نے کہا اگر میں ان ساجرا کو جراب پر بیٹھو
تو خدا تعالیٰ جو رزاق مطلق ہو مجھکو رزق دے گا یا نہیں ساجرا کو جرابو ر میں
دو پہاڑ ہیں حضرت کے دولت سرا کے رو بہ حضرت نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ
تمہیں ندیگا اوس درویش نے کہا کیوں اسکا کیا سبب ارشاد ہوا کہ جب
تمہارا دل نہ بیٹھے ندیگا اوس نے کہا واقعی سچ فرمایا یہ لکھروا نہ ہوئے
حضرت نے فرمایا یہ بڑے صاحب کمال تھے فقط میرے امتحان کو پوچھا
محتاج باہر نکلوں نے انکی تلاش کی تو نہ پایا ایضاً سید کریم اللہ

حاجی اور خلعت کی
سبب سے

المعروف بہ خواجہ پیر صاحب کہتے ہیں کہ جب صاحبزادے رکن الدین
 سید شاہ محمد کی عمر پانچ چھ برس کی تھی تو حضرت نہایت محبت پوری
 سے انکو پیار کرتے اور فرماتے کہ جب میرا فرزند جوان اور بالغ ہوگا تو اسکو
 بیت اللہ شریف یجاؤنگا حج کرواؤں گا مدینہ شریف کو یجا کر حضرت رسالت پناہ
 کی زیارت سے صلی اللہ علیہ وسلم مشرف کر کے خلافت دوں گا حضار مجلس
 سنتے رہتے جب روبرو سے اٹھ جاتے تو جوگ کہ معتقد تھے وہ تو سکت
 رہتے دوسرے لوگ کہتے کہ یہ کیا خیال ہی قریب شش سال کے تو عمر ہو چکی
 ہی ابھی دس پندرہ برس جیسے کی امید تو کیا بلکہ یقین کرتے ہیں یہ سخن
 اون لوگوں کا معتقدون اور عزیزوں کو شاق ہوتا تھا آخر اللہ تعالیٰ
 کے فضل سے جیسا فرماتے تھے ویسا ہی ہوا۔ ایضاً حضرت مولوی
 سید شہاب الدین صاحب عرف حسن بادشاہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت
 بمبئی سے جہاز بادامی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے تو انسداد ہوا سے قریب
 جدے کے جہاز ٹھہر گیا بیان تک کہ ذمی حجہ کا چاند دریا میں نظر آیا
 حجاج کو نہایت بیقاری اور حیرانی ہوئی بلکہ شرف حج سے مایوسی اور اذہ
 حال متباہ ہوا۔ حضرت بہ اوس مسافر بیکس کے روئے ہوئے
 جوڑ ہلایا تو انکے منزل کے سامنے پہ سب لوگ زار زار جلاتے اور دعا میں
 کرنے لگے مگر حضرت پیر و مرشد منظور رب العلمین صاحب مقام مکین نہایت

جہاز کاروان نہ ہوا
 پر بھی دھاسے

مستقل اپنی جاسے پر بیٹھے رہے سب لوگ متعجب ہو کر گرد و پیش آکر
 عرض کرنے لگے کہ یا حضرت یہ وقت ایسی پریشانی کا ہے آپ چپ بیٹھے ہیں
 کچھ دعا کیجیے کہ ہم لوگ نجات پائیں اور منزل مقصود کو جائیں آپ نے کہا
 کہ اچھا آپ سب صاحب دعا کریں میں بھی آمین کہتا ہوں لوگوں نے کہا
 کہ نہیں حضرت آپ کچھ دعا کیجیے اور بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں
 تعلیم خدا نے بخدا تھووان کر دیا، اوشکو جو منظور ہو وہ کرتا ہی بجز اس کہنے
 کے ایسی بار و موافق چلی کہ بسرعت تمام جہاز کا کام ساحل جدہ پر جا پونچھا
 سب لوگ خیر و عافیت سے کعبہ مقصود سے شرف ہوئے۔

تاریخ وصال از شایع طبع انور سید محمد عبدالمدحسین صاحب
 التخلص افسر فرزند میر فیاض الدین مرحوم نبیہ مولانا
 شاہ رفیع الدین صاحب قندھاری قدس سرہ

شیخ کامل جناب محی الدین	مرشد مرشدی و استاذی
از نعمانیت باکر امانش	در جہان مست فیض ارشادی
بعد حج محرم شدہ بیمار	و در ریاضت کہ بود بس عادی
گشت ارشاد احمدی در خواب	کہ بیجا جان میں ترا اولاد سے
رفت چون در مدینہ طیب	حسب رویائے خود بعد شادی

داخل جنت البقیع شدہ
سال رحلت رقم نمود افسر
کرد قالب تہی ز آباد سے
وصل حق یافت مرشد ہادی

برکشا ذکر سلاسل مشایخ طریقت رضوان اللہ علیہم اجمعین
سعات نسبت بیعت و ارتباط صحبت و اجازت وغیرہ حاصل ہوا اس پیغمبر
خاکپا سے بندگان خدا محمد عبدالرحیم ضیاء عفا اللہ عنہ و ستر عیوبہ
کو حضرت والا مرتبت عمدۃ المتکلمین زبدۃ المحققین قدوة الواصلین أسواق النکاتین
فرزند خاتم المرسلین جناب ہدایت مآب مولانا مولوی سید شہاب الدین
صاحب قادری عرف حسن پادشاہ مدظلہ العالی سے اونکو حضرت
پیرو مرشد سید السادات والا درجات عبداللطیف المعروف بہ سید شاہ
محی الدین قادری نقوی ویلوری مدنی سے اونکو سید السادات
سید شاہ ابوالحسن قادری سے اونکو سید السادات
سید شاہ مرتضیٰ قادری سے اونکو سید السادات سید شاہ
ابوالحسن قادری قریبی سے اونکو شیخ المشایخ شیخ محمد
نجر الدین المکزی سے اونکو شیخ المشایخ شیخ عبداللہ
محمد محمد دوم سامی سے اونکو شیخ المشایخ شیخ ناصر الدین
سے اونکو شیخ المشایخ شیخ دریا محمد سے اونکو شیخ المشایخ
شیخ راجی محمد سے اونکو شیخ المشایخ شیخ حاجی اسحاق

اونکو سید السادات سید احمد سے اونکو سید السادات
 سید ابو نصر محی الدین سے اونکو سید السادات
 سید ابو صالح نصر سے اونکو سید السادات سید
 عبد الرزاق سے اونکو سید السادات قطب ربانی محبوب
 سبحانی حضرت سید عبد القادر جیلانی سے
 اونکو شیخ المشایخ شیخ ابو سعید مبارک مختار
 سے اونکو شیخ المشایخ شیخ ابو الحسن علی الہنکاری
 سے اونکو شیخ المشایخ شیخ ابو الفرج یوسف
 طرطوسی سے اونکو شیخ المشایخ شیخ ابو الفضل عبد الوہاب
 یمینی سے اونکو شیخ المشایخ شیخ عبد العزیز سہیل
 یمینی سے اونکو شیخ المشایخ شیخ شبلی سے اونکو
 شیخ المشایخ شیخ جنید بغدادی سے اونکو شیخ
 المشایخ شیخ ستوری سقطی سے اونکو شیخ المشایخ
 شیخ معروف کوخی سے اونکو امام الہمام امام
 علی موسی رضا سے اونکو امام الہمام امام موسیٰ
 کاظم سے اونکو امام الہمام امام جعفر صادق سے
 اونکو امام الہمام امام محمد باقر سے اونکو امام الہمام

امام زین العابدین سے اونکو امام الہمام امام
 حسین سے اونکو جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ
 رضی اللہ عنہم اجمعین سے اونکو خاتم المرسلین حضرت محمد
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وَاَصْحَابُہِ وَسَلَّمَ سے
 اور حاصل ہر اجازت انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کی
 جناب فضیلت مآب مولانا حاجی مولوی حسن رضا صاحب
 سلمہ اللہ تعالیٰ سے اونکو جناب معلی القاب خدا کا گاہ مولانا مولو
 مخصوص اللہ ابن مولانا شاہ رفیع الدین ابن مولانا شاہ
 ولی اللہ محدث دہلوی سے اور جناب مولانا مولوی مخصوص اللہ
 صاحب شاگرد و مرید خاص ہیں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز
 محدث دہلوی کے قدس اللہ اسرارہم اور بفضلہ تعالیٰ
 حاصل ہر طریقہ غلبہ عزیزیہ با جمیع طرق و ضوابط مندرجہ
 انتباہ اور قول الجمیل اس احقر البریہ کو حسب اجازت باطن
 حضرت پیر و مرشد شیخ شریعت پیر طریقت مقبول بارگاہ احد
 جناب مولانا سراج احمد صاحب سلمہ اللہ الصمد
 سے اونکو حضرت پیر و مرشد مولانا شاہ عبدالعزیز
 دہلوی سے قدس اللہ سرہ و آفاض الیقینا برکاتہ و فتوحہ

نظم

کعبه کعبه پرستان بجاء اہل یقین
 ہادی خلق خدا مسند الیم روزگار
 زریں اورنگ طریقت زینت و بیم شرع
 مخزن اسرار عالم مظهر فیض اتم
 پیشوا و اعلان مشکل کشای کاملان
 نور قلب باہ فاشکین جان مضطر
 شاہ اعلیم توکل محور تسلیم رضا
 دستہ راز پیغمبر نسخہ ستر آلاء
 گوہر بحر حقایق جوہر تیغ سلوک
 ناظم دیوان کثرت ساکن وحدت
 اسوہ ارباب عرفان قدودہ اصحابین
 فیض بخش جن انسان رہنما رہن
 مسند را حقیقت پادشاہ آورعین
 مضبوط سگان گردون مرجع اہل زمین
 رونق دین محمد شان رب العالمین
 زور مغیر کجیہ کاری کحل چشم دورین
 تبارک لذات دنیا نعمت عقبی گزین
 ماثن علم ماریت شارح متن مبتین
 خازن کنز وقایق فاتح حصن حصین
 طاہر فروسل علی سائر عرشین



اعسے حضرت مولوی عبد العزیز دہلوی
 پیر پیران ضیاء مستوجب رحمت قرین



تاریخات ختم کتاب از افکار گہر بار صاحب طبع مستقیم
 و ذہن رسا جناب محمد عبد الکریم صاحب المخلص والا

ناظم دریافت مقدمات ریلوئی سرکار آصفیه

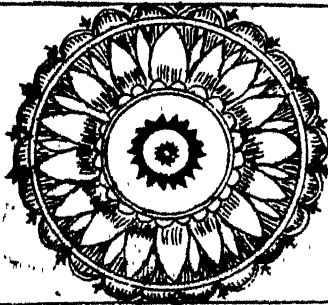
مولوی عبد الرحیم آنکہ ضیا مشہور گشت
چون مقالات طریقت ز در قم از صدر قل
مرجبا صحر جاترتیب شد نا و کتاب
گشت از و الا رقم تاریخ صوتی معنوی
حادث بیکتای دوران کاشف سر وجود
راز مخفی حقیقت بر ہمسہ عالم کشود
در صفات مقبلان حضرت رب الودود
بر ہزار و د و صد و تسعین و واحد نم نمود

ایضاً

اوستاد نامور اعنی ضیا نے اندون ہے یہ کتاب لاجواب اچھی لکھی
باصد تیسر ہے طبع والا نے کسی تاریخ اور کی اس طرح ہے
ہی بجایہ مخزن مرح شہ عبدالعزیز ہے

۱۲

۹۱





در بیان حالات حضرت مولانا محمد زمان شہد علیہ الرحمہ

قطرہ

اور اہل حق و عدل و برکت و شرف و کمال و کرامت
یعنی بزرگ بیل شہید ابجد خورشید

الرحمہ یہ ساجد کلام ہوئے اس کتاب کے واقع ہوا مگر چونکہ جناب فضیلت ناب
فاضل لسانی + عالم ربانی + حامی شریعت + جامع طریقت و حقیقت + خادم فقرا
و طالبین + خیر خواہ سرکار سید العلمین + غنیمت اسلام + مرجع خواص عوام
امیر اقدار + فقیر کردار + اسوۃ العلماء + عمدۃ العرفاء + المکتفی بابی رجا +

مولانا + بالفضل اولانا + استاد مولائی المعروف بہ محمد زمان علیہ الرحمۃ
والغفران تلمیذ رشید + اور خلیفہ ارشد + خاندان علیہ عزیز یہ کہ ہن
اور فیض ظاہر و باطن اسی دو دمان والا شان سے رکھتے ہن اس واسطے
اس ہچمیر نے آپ کے احوال کو ضخیم کتاب کا قرار دیا۔ ولادت
باسعدت آپکی شہر شاہجہان پور میں بہرن چڑھے بروز چار شنبہ
سوم ماہ ذیقعدہ ۱۲۲۰ بارہ سو ہیا لیس ہجری میں ہر حلیہ مہمانہ

ذیاعقب
مولانا محمد زمان
شہد علیہ الرحمہ
الغفران تلمیذ رشید
اور خلیفہ ارشد
خاندان علیہ عزیز
یہ کہ ہن
اور فیض ظاہر و باطن
اسی دو دمان والا شان
سے رکھتے ہن
اس واسطے
اس ہچمیر نے
آپ کے احوال
کو ضخیم کتاب
کا قرار دیا۔
ولادت
باسعدت
آپکی شہر شاہجہان
پور میں بہرن
چڑھے بروز
چار شنبہ
سوم ماہ
ذیقعدہ ۱۲۲۰
بارہ سو ہیا
لیس ہجری میں
ہر حلیہ
مہمانہ

گندم رنگ بلند پیشانی کشادہ ابرو چپک رو خندان دہن وسیع اللہیہ
 نحیف الجثہ صورت عالمانہ سیرت درویشانہ شفیق انام متخلق باخلاق
 نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ ایام خرد سالی میں تمام کتب مشورہ اور بشیرہ
 فارسی اور پنجہ صرف و نحو عربی وطن میں پڑھ کر پندرہ سالہ ۱۲۶۲ھ ہجری میں
 بشوق حصول علم وطن مالوہ سے کانپور کو جناب سلی القاب افضل لفضلا
 اکمل الکمل اذکار گاہ معرفت پناہ مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب نقی
 بدایونی کانپوری علیہ الرحمہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے جناب برصوت
 شاگرد اور تفتیش خاص ہیں حضرت بلند تبت پیر و مرشد مولانا شاہ
 عبدالعزیز دہلوی اور مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی قدس اللہ سرہما
 کے چونکہ ذکاوت و ذہانت خالق دولت تھی تین سال وہاں رہ کر علوم نقلی
 و عقلی آداب و اخلاق حاصل کر کے فرخ آباد اور بریلی و رام پور و گوالیار
 و جھوپال وغیرہ ہونے ہوئے ماہ صفر ۱۲۶۵ھ ہجری میں وارد بلدہ فرخندہ
 بنیاد حیدر آباد و کن صانما اللہ عن الشر والفتن ہو کر توطن اختیار کیا
 بہ ایام ورود جناب میر اشرف علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی کے مکان
 میں فروکش ہو کر تکمیل علوم مذکورہ میں بخدمت لودعی بلعی مولوی
 محمد کرامت علی صاحب دہلوی اور مولوی میر احمد صاحب دلائی
 رحمۃ اللہ علیہما اور تدریس طلبہ میں مشغول رہے چند سال بعد حضرت

بزرگ تحصیل علم

بزرگ تحصیل علم
 ملاقات دلائی

سیکاری میں گذرے مگر خدمت افتخار نہ کی اسی زمانے میں بہ سعی
 بلیغ غلام محمد الدین صاحب جعدار اور احمد یار خان محمدی الدولہ مرحوم اور مولوی
 حکیم سید ابراہیم صاحب مغفور نواب ناصر الدولہ غفران منزل الی
 لوکن سے ملاقات کر کے بموجب شصت روپیہ ملازم ہوئے نواب والا
 ہنزار دریافت و تحقیقات علم و فضیلت اور ارادت و نیت واسطے تعلیم صاحبزادہ
 والا شان نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کے مقرر فرمایا اونکی
 تعلیم میں مصروف رہے اور طلبہ شہر کی بھی تدریس بکثرت رہی بعد ازاں
 ۱۲۷۴ھ ہجری میں وزیر عالی تدبیر نواب مختار الملک بہادر نے
 مشاہیرہ یکصد سوسو روپیہ خدمت مدرسہ اول مدرسہ دارالعلوم آپکے
 نامزد کی درانولآپ شرف الدیخان مرحوم کے مکان میں اقامت افکن
 تھے باوقات مقررہ مدرسہ میں تدریس فرما کر اور اوقات میں مکان پر درس
 دیا کرتے تھے تمام علوم یعنی فقہ حدیث اور تفسیر و اصول و منطق و معانی
 وغیرہ پڑھایا کرتے تھے اور حقائق و معارف میں مولانا روم قدس سرہ
 کی مثنوی بھی ہوتی تھی چند مدت خان مرحوم کی مسجد میں اپنے بزرگان ہمار
 کی طرز پر بروز جمعہ قرآن شریف کا وعظ بھی باسرا و نکات فرماتے تھے
 باوجود اس علم و کمال کے فروتنی اور خاکساری بھی کمال تھی کہ کبھی بر سر
 منبر وعظ نہ کی مصروع نند شاخ پرمیوہ سر بر زمین ہا اکثر علما فقرا اور امرا

غرباً آپ کے شاگردین جب آپ نے ۱۲۸۲ھ ہجری میں ترک خدمت درسی
فرمائی تو نواب افضل الدولہ مغفور نے کہ اوس عصر میں صدر آراہی سلطنت تھے
دوسو ساٹھ روپیہ وجہ معاش مقرر کیے آپ جیسے خانہ نشین ہو کر خدمت
طلبہ و غربا میں سرگرم رہے من بعد شب ذہم ماہ شعبان ۱۲۸۲ھ بارہ سو
بیاسی ہجری کو مبارکہ حج بیت اللہ روانہ ہو کر بعد حصول شرف زیارت نبوی
علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فراغ حج اسلام عازم زیارات متبرکہ عراق و شام
یعنی ستوتیس و تھرو اسکندریہ و بیت المقدس و خلیل الرحمن و دمشق و حلب
و سویرہ و موصل و سرمن راس و بغداد شریف و کربلا مٹھے و نجف اشرف
و تبرہ ہوئے ان تمام مقام میں سعائے صنایع قدرت ذو الجلال والاكرام
اور عتبہ بوسی انبیاء علیہ السلام و اصحاب کرام و اہلبیت عظام و ائمہ و اولیاء
ذوی الاحترام کر کے غرہ شعبان ۱۲۸۳ھ ہجری میں پھر داخل بلدہ حیدرآباد ہو
مفصل حالات اس سیر و سفر کے خود بدولت کتاب عالم نمایں لکھے ہیں
بیان بیان اس کا مقصود سے زاید ہی اوس ملک میں ابھی آپ کی ذات
جامع الکملات کو مغتنات سے جانکر طلبہ نے کچھ ہندسہ اور منطق پڑھ لیا پھر
بیان محلہ شکر گنج میں تعمیر مدرسہ مسجد شروع کر کے سلسلہ درس و
تدریس و خدمت فقرا و طلبہ کا جاری کیا معاش کے اندون تین حصے
فرماتے تھے ایک حصہ اخراجات مایحتاج ذات و متعلقات کا دوسرا حصہ مصدق

مستقلین کا تیسرا حصہ تقسیم قوی القربی والیتقی والمسلکین کا آپ بے تعصب
جنفی مذہب اور قادری مشرب افراط سے دور تفریط سے نفور تھے ہر امر میں
لحاظ پیروی احادیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہایت رکھا کرتے تھے
اور محفل میلاد سرور انام صلی اللہ علیہ وسلم بصد سرور و احتشام کیا کرتے تھے
دعوت وغیرہ میں اکثر غربا اور سحقون کے ہاتھ دھلاتے اُمر اور اغنیاء کو
یاد دلاتے مزاج و ہاج میں دین کی حرارت اور اپنے بزرگواروں کی نہایت
حمایت تھی جو ناواقف کہ اونپر اعتراضات کیے ہین اونکے اکثر جوابات
دیے ہین اور جو نالایق مُضِلّ خلائق سے بدنام کنندہ کنونا محی چنیدہ
کہ اپنے کو اون بزرگوں کی طرف منسوب کر کے فتنہ برپا عالم ہوئے ہین
اونکی بھی آپ ہدایت میں رہے ہین چچہ مصنفات آپ کے صفحہ روزگار
پر یادگار ہین خیر المواعظ سفینۃ البلاغۃ خلاصۃ ماتم الملون و سیر الشہادۃ
عربی میں بہستان الجن اور عالم نما فارسی میں ہدیہ ہمدویہ ہندی میں منجد
انکے بہستان الجن اور ہدیہ ہمدویہ مطبوع ہین تصنیفات کم ہونے کے
دو سبب ہین ایک تو تدریس بہت رہی دوسرا اکثر فرماتے تھے کہ
کونسا فن بانی ہی جمین کسی کی کوئی کتاب نہو حتی کہ ہندی میں بھی بزرگواروں
کے کتب موجود ہین مجھ حنفی کی کیا ضرورت ہی یہ کتاب میں جو تحریر ہوئین
ہین ہزار اصرار و استبداد لکھین ہین آپکی معلومات و تحقیقات مصنفات

ظاہر ہو بڑے بڑے اہل کمال آپکی فضیلت کے قابل تھے چنانچہ مولوی
 محمد مؤید الدین خان صاحب مرحوم راقم سے ایک روز کہنے لگے کہ حال کے
 تحصیل والوں میں انکے جیسے ہند میں بھی کم ہونگے اور جب ہدیہ مہدویتہ
 ہدیثا حضرت رفیع المنزل مولانا و مرشدنا سید شاہ محی الدین صاحب دیوبند
 قدس سرہ کی خدمت میں پہنچی تو آپکے القاب میں غنیمت الاسلام تحریر فرمایا
 حضرت پیر و مرشد کا لکھنا واقعی تھا اس شہر میں آپکے مستفیض صاحب تعلقہ
 اور صاحب تصانیف بہت ہیں سلسلہ تدریس و تعلیم کا بھی جاری ہو مگر بعض سے
 بسبب انجام خدمات مفوضہ سرکاری کے فی الحال جاری نہیں صرف اوقات
 اس طرح پر کہ صبح سے اشراق تک اور اداوارہ اور تلاوت قرآن شریف با ترجمہ مولانا
 شاہ عبدالقادر دہلوی قدس سرہ نہایت غور و تامل سے کہ ایک کوچ گھڑی
 ڈیڑھ گھڑی کے وقفہ میں ہوتا تھا بعد ازاں تدریس احادیث وغیرہ من بعد
 بفرایح حوائج ضروری اور قیلو لمسنونہ اور ادبے صلوٰۃ نظر تصنیف و تالیف
 و ملاقات خلایق میں مصروف رہتے عصر سے عشا تک مسجد میں بہ تلاوت قرآن
 مجید مشغوف اگر کوئی ارباب حاجت آئے تو اس کے جانب ملتفت ہوتے
 ورنہ مذاق کلام الہی میں محو رہتے ارباب حاجت سے بکشاہد پیشانی پیش
 آتے بجان و دل سعی فرماتے گویا اس حدیث شریف کے مصداق تھے
 مَنْ فَرَّجَ عَزَّ آخِيَهُ كَرْبَةً مِنْ كَرْبِ الدُّنْيَا فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كَرْبَةً

بیان صرف اوقات
 دیوبند

مِنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَمَةِ سَجْدَةً وَسَابِغَةً وَرُسْتَى نَسَبَتْ بَاطِنِي تَلَاوَتِ قُرْآنِ
 كُوَاخْتِيَارِ كِيَا تَهَا كِه بِه خَاصِ سَلُوكِ طَرِيقَةِ عَلِيَّةِ عَزِيزِيَّةِ كَا هِي بِيَانِ اَوْ سَكَا مَعَايِنِ
 مَقَالَةِ بِنَجْمِ سِه وَاضَحِ هُوَا هُوَا كَا اَوْ رَحْدِثِ شَرِيفِ مِيْنِ بِيْهِ اَيَا هِي تَرْغِيْ مِيْنِ مَنُكُوْر
 وَمَا تَقَرَّبَ الْعِبَادُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمِثْلِ مَا خَرَجَ مِنْهُ قَالَ أَبُو النَّضْرِ
 يَعْنِي الْقُرْآنَ اَوْ تَكْمِيْلَ الْاِيْمَانِ مِيْنِ مَرْقُومِ هِي اَزَا مَامِ اَحْمَدُ حَنْبَلِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
 مَنْقُولِ هَسْتِ كِه رَبِّ الْعِزَّتِ رَاوِرْ جَوَابِ دِيْمِمْ وَ پَر سِيْدِمْ كِه يَا رَبِّ اَفْضَلِ عِبَادَتِ
 وَاقْرَبِ طَرِيقِ بِجَنَابِ تَوْحِيْطِ فَرْمُوْدِ تَلَاوَتِ قُرْآنِ اَهْتِمِيْ سَوَالِ سَكَا اِيْنِه خَانِدَا
 كِه بَعْضِ اُمُوْر كِي اِجَازَتِ مَكَّةِ مَعْظَمَةِ مِيْنِ جَنَابِ مَوْلَانَا يَعْقُوْبِ صَاْحِبِ ثَلَاثَةِ اَلْحَمْدِ
 بِيْهِ حَاصِلِ كِي تَحِيْ اَوْ رَاوِ اِحْمَالِ مِيْنِ اَكْثَرِ قَوْلِ حَمِيْلِ كِي پَا بِنْدِي تَحِيْ اَوْ
 حَلِّ وَ قَايِنِ مَحْقُقِيْنِ مِيْنِ پِيْرِ قُطْبِ الْمَحْقُقِيْنِ غُوْثِ الْمَدَقَّقِيْنِ حَضْرَتِ شَيْخِ
 مُحَمَّدِيْنِ اَبْنِ اَبْنِ رُبِيْ قَدْ كَسْرَهْ كِه نَحْنِ مَكْرُزِيْتِ وَ تَعْلِيْمِ مِيْنِ مَائِلِ طَرَفِ ضَايِعَةِ
 مِتْكَلِيْنِ كِه بَعِيْتِ وَ غِيْرِهِ مِيْنِ طَرِيقَةِ قَدَا كِه پَا بِنْدِي مِيْنِ اَثَرِ صَحْبَتِ كُوْ غَلْبَةِ
 دِيْمِيْ تَحِيْ اَلِيْكِ قَتِ مِيْنِ الْمَغْرِبِ الْعَشَارِ اَقْرَمِ سِه فَرْمَا يَا كِه اِلِ اَصْلِ بَعِيْتِ وَ هِيْ هِيْ
 جُو صَحَابِهْ اَوْ رَتَا بَعِيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنِ كِه وَ قَتِ مِيْنِ سَقْتِ يَعْنِيْ كِسِيْ مَرُوْدِ
 بَا خُذَا كِي صَحْبَتِ مِيْنِ اخْلَاقِ وَ اَوَابِ سِيْ كِهْنَا اَوْ رَاوِسِ پَرِ عَمَلِ كِرْنَا دُو سَرِ كِه كُو
 سِيْ كِهْنَا حَضْرَتِ حَسَنِ بَصْرِيْ نِهْ جَنَابِ سَيِّدِ اَلْوَلِيَا عَلِيْ مَرْتَضِيْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كِي
 صَحْبَتِ هِيْ بَا تِ سِيْ كِهِيْ اَوْ رِ كِهْلَا نِيْ بَا قِيْ دُو سَرِ عَادَاتِ وَ رُسُوْمِ بِيْهِ جَارِي

بیاں سلوک
 بیاں و فروع

ع
 اوستین نازانیک

پیچیدہ بندہ
 اللہ عزوجل

کوئی چاہے
 جسکے لئے یہ ہے

ہنسنا تھوڑا
 ہنسے

بیاں سلوک
 بیاں و فروع

ہوئے ہیں کہ یہ ارشاد مطابق ہے حضرت اُسوة العرفا والفقراء مولانا
 شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کی تحقیق کے چنانچہ فرماتے ہیں
 (پس صوفیہ ارتباط ایشان در زمن اولی صحبت و تعلیم و تادب با دایم تہذیب
 نفس بودہ است نہ بخرقہ و بیعت کم مفصل یہ بیان مقالہ پنجم میں گذر چکا
 اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو حضرت پیر دستگیر روشن ضمیر قطب تائی غوث
 صہانی سیدنا سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ذات کی طرف نسبت غلامی
 ہی چھاپنے کو اوس ذات مقدس کی طرف منسوب کرتا ہوں وہ مقبول ہوتا ہے اس
 دعوے کی دلیل حضرت پیر دستگیر کا ارشاد اخبار الاخیار میں مسطور ہے
 (نقل است از مشایخ کہ از ان حضرت پرسیدند اگر شخصے خود را بتو باز بست
 و نامزد کرد منتہی شد بتو لکن بیعت نکرد و بتو وارد دست تو خرقہ نہ پوشید
 و می در اصحاب تو معدود باشد و در فضایل ایشان شریک بود یا نہ فرمود ہر کہ
 انتساب کرد بہین و خود را باز بست بنام من قبول گشت و اورا حق سبحانہ و تعالیٰ
 و رحمت کند بروی و تو بہ بخشہ اورا اگر چہ بر طریق مکروہ باشد و می از جملہ
 اصحاب مریدان من است کم غرض آپ جامع کمالات ظاہر و باطن تھے ظاہر کے
 کمالات تو باہر ہیں ہر کوئی جانتا ہی باطن کے حالات وہی پہچانتا ہی جو اوس
 راہ سے ماہر ہو دوسرے کو معلوم کرنا بہت مشکل ہے بلکہ بعض ولی بھی اپنی
 نسبت کو نہیں جانتے کیونکہ اولیاء اللہ چند قسم کے ہوتے ہیں ایک تو یہ ہے

کہ خود وہ شخص جس نسبت کہ اپنے کو حاصل ہی خدا کے فضل سے اور کو پہنچاتا ہی
 اور اپنے کو اللہ کا ولی جانتا ہی اللہ تعالیٰ کے اور خلقت کے نزدیک بھی وہ ولی ہی
 دوسرا وہ ہی کہ خدا کے پاس اور مخلوق کے بیان وہ ولی ہی مگر خود نہیں جانتا
 تیسرا وہ ہی کہ خدا کے بیان اور اپنے پاس ولی ہی لاکن مخلوق کے نزدیک نہیں
 اخذ بیعت وغیرہ میں آپ جبرأت فرماتے تھے ایک بار حاجی محمد صالح حبیب
 نے عرض کی کہ خدا تعالیٰ نے تو حضرت کو جمیع نعمائے ظاہر و باطن سے سرفراز
 کیا ہی پھر کیا سبب ہی کہ اندون و عطا نہیں فرماتے اور بیعت بھی نہیں لیتے
 ارشاد ہوا کہ یہ دونوں امر فرض کفایہ ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے شہرین
 و دونوں طریقے جاری ہیں میری کچھ ضرورت نہیں پھر آپ نے مسئلہ ہجری میں
 خالصاً لوجہ اللہ نہایت ہمت و شجاعت سے بمصدق حدیث من قاتل
 لیتکون کلمۃ اللہ ہی العلّیا فہو فی سبیل اللہ کے کتاب ہدیہ منور
 رو مذہب باطلہ ممدویہ میں تحریر فرما کر بفرارغ جہاد لسانی خدا کی راہ میں غازی
 ہوئے اور وہ کتاب خدا کے فضل سے مشہور ہوئی تحریر کا سبب مفصلاً
 ادسین درج ہی اور جب مسئلہ بارہ سواٹھیا سی ہجری میں رسم تسمیہ حضور پر نور
 نظام الملک آصف جاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر والی دکن
 اطال اللہ عمرہ و غلہ ملکہ و دولۃ بصد دھوم و حام ادا ہوئی تو بخود ہاش
 نواب وزارت مآب مختار الملک بہادر اور بطحاؤ استاد سے نواب

بیان حکم اللہ تعالیٰ
 و تقاضا کردہ
 و توجہ بہ تمام

مغفرت مکان آپ واسطے تدریس حضور پر نور کے بمقام ایک ہزار اخراجات
 ماہانہ مقرر ہو کر مرجع صغار و کبار اور محسود اکثر اہل دیار ہوئے مولف
 دین بھی ہو تو ایسا ہو اور دنیا ہو تو ہو ایسی، بفضل خدا کہتے ہیں
 اسکو دین دیا اور دنیا بھی، جب معاش کی زیادتی ہوتی چلی تو آپ
 بفحوائے الدنیا مَرْزَعَةُ الْآخِرَةِ خیرات و حسنات زیادہ کرتے
 چلے ایک مکان بڑا عالیشان مدرسہ محبوبیہ کے واسطے تعمیر کیا تو آپ
 مدار المہام حضور نے بھی چھ روپی روز بنام اخراجات طلبہ جدا گانہ
 مقرر کیے اس تمام معاش سے تخفیفاً مثنیٰ آپ کی ذات کے اخراجات تھے
 مابقی بس صرف ہوتے تھے ایک سو طلبہ دو وقت مدرسہ محبوبیہ میں روٹی
 کھاتے ہیں پیشتر چند روز ماہ رمضان سند شہادت کے اپنے خواب بکھا کہ ایک مکان
 ہی اور اوسے مکان کے متعلق ایک اور مکان ہی اوسمین سے ایک شخص نکل کر
 کہنے لگا کہ اس مکان میں حضرت فاطمہ زہرا اور اہلبیت رضوان اللہ تعالیٰ
 علیہم اجمعین تشریف فرما ہیں مگر اونکے پاس کپڑے نہیں ہیں اپنے خوراک
 کھاتے ہی چند تھان آغا بانی وغیرہ کے منگو اگر گذرانے وہی شخص اللہ
 سے ایک پارچہ سرخ ہاتھون پر رکھے ہوئے لے آیا اور کہنے لگا کہ حضرت
 نبی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد ہی کہ تمہاری نذر تو قبول ہوئی مگر ہم لوگ
 وہ کپڑے نہیں پہنتے یہ کپڑا پہنتے ہیں اوس شخص کی گفتگو کے قرائین سے

بچین خواب

ایسا معلوم ہوا کہ وہ پانچ سو تیرے حضرت بی بی نے مرحمت فرمایا ہی آپ اوسکو
 لیکر سر پر رکھا اور آنکھوں کو لگایا چہرے اور سینے پر ملا اس امید سے کہ خدا
 اوسکی برکت سے آتش و وزخ سے بچائے اتنے میں آنکھ کھل گئی صبح کو یہ خوا
 والدہ ماجدہ اور سربراہ عزیز کے روبرو بیان کیا دونوں صاحبوں نے آپکی شہادت
 کا گمان کیا مگر خود بدولت کو یقین ہوا عادت ایسی تھی کہ بعد نماز عشاء مع چند
 احباب یواختی میں خاصہ تناول فرمایا کرتے تھے بعد اوسکے مدرسہ کے لنگر
 سے حصہ منگو اگر اندر مکان میں کھانا شروع کیا یہاں تک کہ بیماری میں بھی وہی غذا
 تھی حتی الامکان بنیاد و ایفا سے کنارہ کشی اختیار کی حاصل کلام شب ہفتم ماہ و چھ
 ۹۲ کہ بارہ سو نو دود و ہجری کو حسب عادت شریف بعد ادا اے نماز مغرب شروع
 قَالَ الْمَلَأَ الَّذِي فِي كِتَابِ تِلَاوَاتِ مِیْن مَحْصُوتِ قَوْمِ مَهْدُوبِہِہِ لِسَبَبِ سَجِّ کَتِی اُور
 برہمنی مذہب کے نہایت عداوت تھی اونکا ایک پیرزادہ شفی ازلی بدکار ناہنجار
 قابو پا کر عین مسجد و تلاوت و نماز میں کیونکہ ترمذی شریف میں حدیث آئی ہی
 مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْظُرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي الصَّلَاةِ پس پشت
 اگر ایک کٹار مار ضرب ایسی شدت سے تھی کہ کٹار سینہ بے کینہ سے نکل آیا اپنے
 مکرر اوسکی صورت نکلی اور اللہ اکبر کہے سر قرآن مجید پر کھاجھا اوس قاتل خونخوار نے
 ایک کٹار شہ زک پر مارا اتنے میں شور و غل ہوا اوسکو زندہ گرفتار کر لیا مگر اس
 اوسنی فت سترخ رو بعد راحت و تسکین را ہی خلد برین ہوا انا لله وانا اليه

ایک سو اسی
 تین سو چوبیس
 شہر و دیہات
 خط ہوا

۵۲
 قبل از شہادت
 مدت یک سال و چھ ماہ
 بیان شد

محمد مسیح الزمان خان صاحب آپ کے خرد برادر والا قدر جانشین ہیں محمد
 تعالیٰ سلامت رکھے نظم محمد و ہم زمان خادم سلطان رسالت ہے و کھلا عجیب
 تو نے نیارنگ شہادت ہے واللہ بھلا دوسرے سے کا ہے کوہوگی ہے جب طور کہ
 تیرے سے ہوئی دین کی حمایت ہے نازان تھے تری ذات سے امیر حامی اسلام
 علم و عمل و حلم و حیا اور سخاوت ہے کس خوبی سے دی جان ہی اللہ کے گھر میں ہے
 دل محو مصالح پہ تھی قرآن کی تلاوت ہے آغوشہ بخون چہرہ حضور میں نبی کے ہے
 لیجا کے عجب بائی وہاں تو نے وجاہت ہے اپنے ہی مکان میں تجھے خالق
 نے بلا کر ہے مخلوق پہ ظاہر کیا یک یہ بھی مکانت ہے ہفتم شب فیکج کو اولیٰ ہی
 عشا کے ہے لائے ملک الموت نے جنت کی بشارت ہے دن شنبہ چارم کا
 تھا اور نظر کا تھا وقت ہے صدحیف ہوا زیر زمین گنج کرامت ہے یاد آگئی اس
 صدمہ جان کا ہ سے تیرے ہے عثمان غنی اور شہ مردان کی شہادت ہے
 اللہ تری قبر کو انوار سے بھر دے ہے اور اس سے بہ زیادہ ہو بہت عشرت
 و راحت ہے اللہ تصدق سے ترے ہکو بھی دیو سے ہے علم و عمل و جرات
 دین اور شہادت ہے خدام میں تیرے ہی ضیاء احقر و کثر ہے کیجے بہ خدا
 حشر کے دن اسکی شفاعت ہے آپکی ذات بابرکات اس شہر میں تو کیا بلکہ
 اس نواح میں فرض کفایہ تھی کیونکہ اگر آپ ممدوین کا جواب نہ دیتے تو سب
 علماء اور فقہا گناہ گار ہو جاتے باوجود اس امر کے سب اپنی اپنی وضعداری میں

بیان قبولیت خاطر

گرفتار رہے سچ کہا ہی کسی تجربہ کار نے رباعی در در گہ حق گفت و شنیدی
 دگرست ہا شبلی و حبسید و بایزیدے دگرست ہا کار سے نہ کشاید ز نماز
 من و تو ہا در گاہ قبول را کلیدے دگرست ہا زندگی میں بھی آپ خلقت کے
 عزیز و محبوب تھے مگر بعد شہادت کے ایسی قبولیت خاطر من بجانب اللہ ہوئی
 کہ لاکھوں دل آپ کی طرف کھینچنے لگے موافق اس حدیث شریف کے ﴿مُسْكُوَةٌ
 مِّنْ أُمَّيْ هِيَ قَالَتْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ إِذَا
 أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِئِيلَ فَقَالَ إِنِّي أَحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبَبَهُ قَالَ
 فَيُحِبُّهُ جِبْرِئِيلُ ثُمَّ يَأْتِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ
 فُلَانًا فَأَحْبَبُوهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوَضَّعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ﴾
 فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اس جب دوست رکھتا ہی کسی بندہ کو
 یعنی ارادہ کرتا ہی اپنی اطہار محبت کا واسطے کسی بندے کے اپنے بندوں
 میں سے تو پکارتا ہی جبرئیل کو اور فرماتا ہی کہ تحقیق میں دوست رکھتا ہوں
 فلا نے کو پس دوست رکھ تو او کو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 پس دوست رکھتا ہی او کو جبرئیل پھر پکارتا ہی جبرئیل آسمان میں بموجب
 حکم الہی کے پس کتا ہی تحقیق اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہی فلا نے کو پس دوست
 رکھو تم او کو پس دوست رکھتے ہیں او کو اہل آسمان پھر رکھے جاتی ہی او کے
 لیے قبولیت یعنی محبت زمین میں کہ زمین والے یعنی جن والنس اس سے

محبت رکھتے ہیں تا ریخت شہادت بھی نزدیک و دور والوں نے
 بہت لکھی ہیں یہ بھی ایک آپکی بزرگی کی محبت ہی کیونکہ کثرتِ آسمان دلیل ہو
 شرفِ منشی پر چوتھرا دے راقم کی نظر سے گزرے سجدہ اس کے چند تاریخین
 زیبِ مسلم ہوئی ہیں —

از مولوی سید محمد عبداللہ صاحب مدراسی اللہ و رالمورخ —
 طِبَّتْ حَيًّا طِبَّتْ مَيِّتًا

از صاحب طبع اعلیٰ محمد عبدالکریم صاحب و آلہ فرزند ارجمند
 مولوی محمد مہدی صاحب مرحوم

شد شہید از مہدوی خان زمان	کہ و حاصل قربت رب مجید
گشت از و آلہ رقم سال وفات	عالم یکتا و کا و مل شد شہید

ایضاً

چو از مہدوی گشتہ شد فاضل	بر او باد رحمہ خدا جاودان
رستم کرد و آلہ اسن رعلتش	بشد مشہل بر دین محمد زمان

از مکرچی سید مظفر حسین صاحب عہدہ دارا باب انشاء محکمہ
 صدر المہام مالگزاری سرکار آصف

چون محمد زمان حبیب العصر	داد جان در رضا رب خلق
گفت تاریخ رعلتش بالقت	شد شہید اہل علم ہدایت حق

بہن تاریخین

بہن تاریخین

بہن تاریخین

بہن تاریخین

بہن تاریخین

بہن تاریخین

بہن تاریخین

بہن تاریخین

از نتایج طبع حاجی محمد قاسم صاحب کربان

در تلاوت چون بسجده شهید	آن محمد حامی شریع نبی
هر دو صفش دید باقی گفت سال	مطرح انوار عثمان و علی

از یادگار مرده دوست محمد صاحب

چون محمد زمان شهید شده	گشت بهتر مات اوز حیات
باقی غیب این چنین منبر بود	داخل خلد پاک سال وفات

از طبع و تاج حکیم محمد مظفر الدین صاحب المتخلص مزاج

چونکه محمد زمان فاضل تقوی نشان	گشت بسجده شهید وقت تلاوت صداه
مشهد قرآن مزاج دیدنش ز درقم	بهر شهادت بود مسجد مصحف گواه

از افکار گمبار محمد قمر الدین صاحب نادر مخلص

همیسات یافته چو محمد زمان وفات	این چشم خورشید من از غم سفید شد
خورشید خاور شده تاریک در نظر	عالم بچشم اهل جهان نابید شد
آن مغفرت مات فردوس جاگزید	نزدیک تر ز خالق و از ما بعید شد
این واقعه به هفتم ذی الحجه وقوع یافت	گوئی تحریریت که با قبل عید شد
باقی صید هزارالم داد این ندا	صد حیف بهینا مناسک شهید شد

از کلام سخن پرور سید محمد عبدالحسین صاحب المتخلص به افسر
پسر میر فیاض الدین مرحوم بنیسه مولانا شاه رفیع الدین

صاحب قند بار سے قدس سہرہ	
<p>خان محمد زمان حامی شریع مجید تاہمہ گردن از ان مہدو بیان ستفید در پی خون ریختن شام بہ مسجد رسید یکسر و دور از ہمہ وقت تلاوت چو دید</p>	<p>مولوی باعلی ہاوسے راہ خدا تازہ کتاب ہدایہ رقم کردہ بود لیک یکے زان گروہ از روہ بغض و حسد خائف پنهان شدہ حربہ خونخوار زد</p>
<p>افسر افسردہ دل سال شہادت نوشت آہ محمد زمان در رو دین شد شہید</p>	
ایضاً	
<p>گو یا کہ آفتاب ہدایت نمان شدہ در راہ دین شہید محمد زمان شدہ</p>	<p>بہر خدا چو گشت محمد زمان شہید افسر سن شہادت آن مقتدا نوشت</p>
<p>از کمترین خاک پا عبد الرحیم ضیا عفا اللہ ذلونہ و ستر عیوبہ بفضلہ و کرمہ</p>	
<p>با نجم علما ذاتِ عالیہ شش چن ماہ تلاوتِ نہیں پارہ کلام اللہ بیامد از عقب او کتار زد ناگاہ ہزار رحمت بزدان نثار شام و گاہ شہید گشت محمد زمان آلہ آگاہ</p>	<p>معین دین بنی فاضل گمانہ عصر بہ ہفتمین شب ذی کچہ کرد در مسجد یکے ز مذہب مہدیہ از شقاوتِ خویش برفت سو بہ جان در ہمان زمان براو نوشت سال ضیا کمترین خدا ہش</p>

بہ نسبت عمدہ تاریخ
در جوہر اوصاف کہ
چو تاریخ از زمین
سبب معجزات
نمودہ باین عالم

تاریخ آغا ز طبع کتاب از صاحب طبع محبلی محمد مظفر الدین صاحب معلی

تصنیف ضیا صاحب معلی
سن آغاز مطبعش گجہنتم

رقم شد چون کتاب رشک خورشید
ضیا بے جلوه حق طبع گردید

تاریخ آغا ز طبع از سخن پرور رنگین کلام وصفی تخلص

محمد سر فراز علی صاحب نام

نکتہ پرور مولوے عبدالرحیم
ہی تخلص خلاق مین او نکا ضیا
نشر کا او نکتہ فقط شہرہ نہیں
صاف باطن کیون مین سمجھوں او مین
اندزن تصنیف کی ہو وہ کتاب
وصفی بیکتا نے بہر سال طبع
جس سے ہو پاس و وصف کتاب
شاعر بے شکل مین بے اشتباہ
ہر طرف روشن ہی شکل محروماہ
تلم بھی دلکش وہ لکھتے مین کہ واہ
یاد حق مین بہتے مین شام و گاہ
ہوتے مین پڑھنے سے جسکے رنگناہ
مصرع دلچسپ وہ لکھا کہ واہ
مظہر حال حبیبان الہ

ایضاً از عمدۃ المؤمنین و عالی قدر سید احمد حسین صاحب

تصنیف دارم افق صدر

چون مشفق و مکرم ذی عز و احترام
و در مرح شاہ عبدالعزیز و محی دین
در عصر سے برآمدہ تاریخ دوم
یعنی ضیا تخلص عبدالرحیم نام
تالیف ابن رسالہ نمودہ بغیض عام
منظورہ محمد و منظورہ انام

ایضاً

در ذکر فضایل شیوخ اجمہ
تاریخ چنین نوشتہ کلک احمد

شد طبع رسالہ از ضیائی ارشد
احوال شریف اتقیاء سعید

از طبع عزاد بیل کلشن فکر رسا جناب حاجی سید محمد علیضالوآ

این نسخہ فضایل پر فیض اہل فضل
تاریخ اور زوے بشارت لخواہت

تصنیف چون نمود ضیاء صاحب یقین
ذکر جلیل عبد عزیز و محی دین

صحی نامہ مقالات طریقت

صفحہ	سلسلہ	غلط	صحیح
۵	۸	سراے	سرا
۹	۱۳	نواور الارشاد	الارشاد
۱۰	۱۴	نصیب	نصب
۱۱	۱۵	رساند	رسانہ
۱۳۰	۱۶	منگشف	منگشف
۱۸	۸۰	موضع القرآن	موضع قرآن
۲۵	۵	جواہر القدس	معارج القدس
۵۲	۶	سلمہا اللہ تعالیٰ کے	سلمہا اللہ تعالیٰ کے
۶۲	۶	فطور	فتور
۸۱	۱۲	آخبار	اخبار
۹۸	۱	نشی	ہی

خاتمة الطبع

الحمد لحضرت الجلالہ والنعت لخاصہ الرسالہ
 اما بعد مطبوع طبایع عالی طبعان اور موضوع ضماثر روشن ضمیران ہو کہ اندون
 ایک سالہ مفیدہ جلیکسی بہ مقالات طریقت المعروف بقضایل عزیز
 فضایل و کرامات میں جناب ہدایت مآب خلاصہ علمائے شریعت و طریقت نقادہ
 عرفاً اُمّت حضرت خاتم نبوت علامہ یگانہ مجد زمانہ حضرت مولانا شاہ
 عبد العزیز دہلوی کہ بیشک ذات اویہ و مجمع البحرین رضی اللہ عنہ
 فی الدارین ہے اور کمالات میں قدوۃ العارفین اُسوۃ الکاملین جناب مولانا امامنا
 و مرشدنا حافظ حاجی سید عبد اللطیف المشہور بہ سید شاہ محی الدین قادری
 دیوبندی ہے کہ بلا ریب سے بوداوشہ محی دین بنام ہے ماحی کفر و حامی اسلام ہے
 اور حسین ضمناً حالات بابرکات و دیگر مقبولان ازل و برگزیدگان بابرگاہ عزوجل
 سیمائے مختصر کیفیت گوہر گمان زہد و تقویٰ و دریا مجہد و علا عالم باعمل فاضل اجل
 یکتا دوران سے زسبہ اکابر عالم رہن اگر امش ہے ختمہ اعظم ایام غرق انعام
 اعنی حضرت مولانا ابورجا محمد زمان کی ولادت شہادت تک من تصنیف حقائق
 آگاہ و قابق التناہ واقف رموز اولیا کرام و اصف حضرات اصفیاء عظام
 منظور نظر اصحاب و تقویٰ ضنیہ ویدہ ارباب صدق و صفاء اوزا قرآن و تفسیر
 ممتازہ و در النوار حق بر وحش باز ہے یعنی محمد عبد الرحیم صاحب

المتخلص ضیاء اللہ تھا متوطن بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد دکن حرسہا
 عن الشر والفساد والفتن مندرج ہی اس بندہ ہیچران محقر ومان عجز مرسم
 حاجی کرتان محمد قاسم کے پاس بلا واسطہ پہونچا اور اسکو ایک بار ابتدا
 انتہا تک بغور مطالعے میں لایا تو واقعی اس سالہ سبے نظیر کو مجموعہ فوائد کثیر پایا
 کہ ہر مقالہ اسکا گلشنِ راز و نیاز اور ہر ایک کے مضامین کا جداگانہ انداز ہی
 باغِ دل راتا زکی از حسنِ تحریریش بود ہشتع جانِ رابس ضیاء از نورِ تقریریش بود
 لہذا بتصور منافع مالا مال اور بہ تخیل فوائد طالعبان احوال اہل فضل و کمال اور نظر
 حقوق احسان مولانا شہید علیہ الرحمۃ والغفران کے جو باعثِ ایجاد اس
 مطبعِ مستنیر کرتان کے وہی شیخِ زمان تھے یعنی پیشگاہ سے وزیر
 نیکو تدبیر مرجعِ برنا و پیر قطعہ محیط مرکز دولتِ آسمانِ جلال ہر سو سپہرِ وزارت
 و کوکبِ اقبال ہر ستودہ خصلت و کافی کف و مؤیدِ ید ہر نجمۃ طالع و فرخِ رخ
 و ہمایونِ خال ہر سراپا و النش و فرہنگِ جنابِ نواب مختار الملک بہادر
 سالار جنگ دامِ اقبال کے بکوششِ بلیغ بنا مطبع کے باب میں حکم رسان تھے
 عہدِ فیضِ مدینِ اختر برج والا گری نیر سپہرِ سروری آرائشِ گلبنِ حکومت
 و دولتِ پرانیش گلشنِ شوکت و صولت و حیثیت و معالیٰ منقبت و فرخندہ
 مصیوع جوانِ بخت جوانِ دولت جوانِ سال ہر سہ درش مقصد اہل امید باد
 نوالش بر خلق جاوید باد ظل اللہ رئیس الاسلام مفر حکام زین نظام الملک آصفیاء

زب میر محبوب علی خان بجا و در شاہ دکن ام دولتہ و مملکت کے اس سال
 سید انام کو بنا کہ طبع کے بعد پہلے پہل محلہ فضل گنج من محلات بلدہ حیدر آباد دکن
 میں بھرت تمام طبع کروایا چنانچہ ماہ صفر ۱۲۹۳ ہجری کی ٹیئیسویں تاریخ کو بخوبی
 وزیر باہمی حسن انجام پاکر مطبوع طبع خاص عام ہوا بعض سخن سنان شیرین
 کلام اور ترخان نجستہ فرجام نے جو تواریخ اختتام زیت قیم فرمائی ہیں اونکو
 بھی اس مقام پر زینت خاتمہ کیا۔

قوتہ تاریخ طبع از طبع عزاد و لائرا و صاحب فکر سا مؤرخ بکیتا
 جناب حاجی حافظ سید محمد علی صاحب متخلص نوا

طبع ہوے بوضع مطبوع	تصنیف ضیا کتاب نیکو
تاریخ لکھی نوا نے اوسکی	کیا خوب چھپی کتاب اردو

سات تواریخ از افکار صایب سید احمد حسین صاحب

قطعہ تاریخ آغاز طبع

طبع تالیف کی بنا و الی	جب ضیا نے برای فیض عام
تاریخ اوسکی احمد نے	ہو وے آغاز طبع نیک انجام

ایضاً قطعات تواریخ خاتمہ طبع

ضیا ی مروک اہل دید یہ نسخہ	ہو کان فیض در معرفت سنجیدہ
لکھا ضیا کو کنا سال اسکا احمد نے	ضیا ی دیدہ مردم پر یہ پندیدہ

ایضاً

ہر ضیاء بخش دل اہل رجاء
طبع احمد نے سن طبع کیا

نسخہ و نگارش و کلام مطبوع

ایضاً

کتاب طریقت ہوئی جبکہ مطبوع
کئی خوب احمد نے تاریخ اسکی

بخط مزین و سنجیدہ چھاپا
کتاب طریقت پسندیدہ چھاپا

صحت نامہ ضمیمہ

صفحہ	سطر	خط	صحیح
۳۰۱	۱۳۹	۴۷۷	۴۷۷
۳۰۳	۶	جواب	خواب
۳۰۶	۱	یکہزار	یکہزار و نو

اطلاع از جانب مالک مطبع متین کرتان

یہ کتاب مقالات طریقت معروف بہ فضایل عزیزانہ حسب اجازت
جناب مصنف اعلیٰ محمد عبد الرحیم صاحب ضیاء سلمہ اللہ تعالیٰ کہ حق
تصفیٰ اس مطبع کو عنایت کیا ہی بکثرت بکثرت ہوئی کوئی اور
اہل مطبع وغیرہ بدون اجازت کے قصہ چھاپنے یا چھپوانے کا فرمان
جس قدر کتابین مطلوب ہوں مطبع سے منگو ایٹن فقط۔۔۔

ب۔

بہ کرتان محمد محی الدین مالک مطبع متین کرتان